بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 70

ایڈیٹر منصور احمد

شمارہ 47

شرح چندہ
سالانہ 800روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50پاؤنڈیا
80ڈالرامریکن
یا 60یورو

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly BADAR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

19 ربیع الثانی 1443ہجری قمری ● 25 نبوت 1400ہجری شمسی ● 25 نومبر 2021ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَھُوَاللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الۡاَرۡضِ ؕ
یَعۡلَمُ سِرَّکُمۡ وَجَھۡرَکُمۡ
وَیَعۡلَمُ مَا تَکۡسِبُوۡنَ
(سورۃ الانعام:4)

ترجمہ: اور وہی اللہ ہے
آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی۔
وہ تمہارے چھپے ہوئے کو جانتا ہے
اور تمہارے ظاہر کو بھی
اور جانتا ہے جو تم کسب کرتے ہو۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 19 نومبر 2021 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

ایمان جب انسان کے اندر پیدا ہوتا ہے تو اعمال میں ایک لذت پیدا ہو جاتی ہے، اس کی معرفت کی آنکھ کھل جاتی ہے وہ نماز پڑھتا ہے، جو نماز پڑھنے کا حق ہے، گناہوں سے اسے بیزاری پیدا ہوتی ہے، ناپاک مجلسوں سے نفرت کرتا ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

اپنے ایمان کا وزن کرو۔ عمل ایمان کا زیور ہے۔ اگر عملی حالت درست نہیں ہے تو حقیقت میں ایمان بھی نہیں ہے۔ مومن حسین ہوتا ہے۔ جیسے ایک خوبصورت کو معمولی اور ہلکا سا کپڑا بھی پہنا دیا جاوے تو وہ اسے زیادہ خوبصورت بنا دیتا ہے۔ اسی طرح پر ایماندار کو عمل اور بھی خوبصورت دکھاتا ہے اور اگر بدعمل ہے تو کچھ بھی نہیں۔ حقیقی ایمان جب انسان کے اندر پیدا ہوتا ہے تو اعمال میں ایک لذت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کی معرفت کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ وہ نماز پڑھتا ہے، جو نماز پڑھنے کا حق ہے۔ گناہوں سے اسے بیزاری پیدا ہوتی ہے۔ ناپاک مجلسوں سے نفرت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی عظمت اور جلال کے ظاہر کرنے کے واسطے اپنے دل میں ایک جوش اور تڑپ دیکھتا ہے۔ وہی ایمان اسے مسیحؑ کی طرح صلیب پر چڑھانے سے نہیں روکتا۔ وہ خدا کیلئے ہاں خدا ہی کیلئے ابراہیمؑ کی طرح آگ میں بھی پڑ جانے پر راضی ہوتا ہے۔ جب وہ اپنی رضا کو رضائے الٰہی کے ماتحت کر دیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ جو عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ہے، اس کا محافظ اور نگران ہو جاتا ہے۔ وہ صلیب پر سے بھی زندہ اتار لیتا ہے اور آگ میں سے بھی صحیح وسلامت نکال لیتا ہے۔ ان عجائبات کو وہی دیکھتے ہیں جو خدا تعالیٰ پر پورا ایمان لاتے ہیں۔

غرض ابوبکر صدیقؓ کا صدق اس آگ کے وقت ظاہر ہوا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محاصرہ کیا گیا۔ گو بعض کی رائے اخراج کی بھی تھی لیکن اصل قتل ہی تھا۔ ایسی حالت میں حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے صدق و وفا کا وہ نمونہ دکھایا جو ابدالآباد کے لئے نمونہ رہے گا۔ اس مصیبت کی گھڑی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ انتخاب ہی حضرت صدیقؓ کی فضیلت اور اعلیٰ وفاداری کی ایک زبردست دلیل ہے۔ دیکھو اگر وائسرائے ہند کسی شخص کو کسی خاص کام کے لئے انتخاب کرے تو وہ رائے بہتر اور صائب ہوگی یا ایک چوکیدار کی۔ ماننا پڑے گا کہ وائسرائے کا انتخاب بہرحال موزوں اور مناسب ہوگا، کیونکہ جس حال میں سلطنت کی طرف سے وہ نائب السلطنت مقرر کیا گیا ہے تو اس کی وفاداری، فراست اور پختہ کاری پر سلطنت نے اعتماد کیا ہے، تب زمام سلطنت اس کے ہاتھ میں دی ہے، پھر اس کی صائب تدبیری اور معاملہ فہمی کو پس پشت ڈال کر ایک چوکیدار کے انتخاب اور رائے کو صحیح سمجھ لیا جاوے یہ نامناسب امر ہے۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 340، مطبوعہ 2018 قادیان)

جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی وعدہ ہو تو خاص طور پر دعا اور عبادت میں لگ جانا چاہئے تاکہ وہ وعدہ ہر قسم کی خیر کیساتھ پورا ہو اس کے یہ معنی نہیں کہ دوسرے دنوں میں عبادت چھوڑ سکتا ہے بلکہ اس کے معنے معمول سے زیادہ عبادت اور توجہ کے ہیں

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ الحجر آیت 100 وَاعۡبُدۡ رَبَّکَ حَتّٰی یَاۡتِیَکَ الۡیَقِیۡنُ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: یقین کے معنے اس جگہ پر موت کے ہیں۔ فرماتا ہے کہ اب تُو موت تک ہماری عبادت میں لگا رہ۔ یعنے اسلام کو جو ترقی ملے گی اس میں اب کوئی رخنہ نہیں پڑے گا اور تُو بافراغت اپنی موت تک کھلے بندوں اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکے گا اور یہ لوگ اس وقت جو تیری عبادات میں روکیں ڈالتے ہیں ان کو خدا تعالیٰ اس طرح مٹا دے گا کہ تیری ساری زندگی عبادت کی آزادی کے لحاظ سے راحت میں گزرے گی۔

یقین کے معروف معنے بھی اس جگہ ہو سکتے ہیں اور اس صورت میں یہ معنے ہوں گے کہ جس ساعت کا وعدہ ہے اسکے آنے تک خاص طور پر عبادت میں مشغول رہو گویا عذاب یا ساعۃ کے آثار ظاہر ہونے کا نام یقین رکھا کیونکہ جب تک وعدہ پورا نہ ہو اس کی پوری حقیقت ظاہر نہیں ہوتی۔ پس فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعدہ ہو تو خاص طور پر دعا اور عبادت میں لگ جانا چاہئے تاکہ وہ وعدہ ہر قسم کی خیر کے ساتھ پورا ہو۔

اسکے یہ معنی نہیں کہ دوسرے دنوں میں عبادت چھوڑ سکتا ہے کیونکہ جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عبادت کرتے تھے۔ پس اس کے معنے معمول سے زیادہ عبادت اور توجہ کے ہیں۔

بعض نادان بدعتی اس آیت کے یہ معنے کرتے ہیں کہ جب تک یقین حاصل نہ ہو عبادت فرض ہے جب یقین حاصل ہو جائے تو پھر نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''یقین کے حاصل ہونے تک عبادت کر''۔ یہ نادان نہیں جانتے کہ اس طرح وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ کرتے ہیں اور گویا یہ کہتے ہیں کہ اس سورۃ کے اترنے تک آپؐ کو یقین کامل حاصل نہ ہوا تھا۔ اگر محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو نبوت کے بعد یقین حاصل نہ ہوا تھا تو ان ذلیل لوگوں کو یقین کس طرح حاصل ہو سکتا ہے۔ نَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ ھٰذِہِ الۡخُرَافَاتِ

(تفسیر کبیر، جلد 4، صفحہ 117، مطبوعہ قادیان 2010)

حضور فرماتے ہیں: مَیں ایک دفعہ جمعہ کی نماز پڑھ کر فارغ ہوا تو ایک صوفی منش آدمی آگے بڑھا اور کہنے لگا میں ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔ مَیں نے کہا فرمائیے۔ کہنے لگا اگر کوئی شخص دریا میں سفر کرتے کرتے کنارہ پر پہنچ جائے تو اس کے بعد وہ کشتی میں ہی بیٹھا رہے یا نیچے اُتر جائے۔ جب اُس نے یہ سوال کیا معاً اللہ تعالیٰ نے مجھے اُس کے سوال کا مقصد سمجھا دیا۔ دراصل یہ صوفیاء کا ایک دھوکا ہے جس میں وہ عام طور پر مبتلا پائے جاتے ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ نماز اور روزہ اور حج اور زکوٰۃ وغیرہ کی حیثیت سواریوں کی سی ہے۔ یہ سواریاں ہمیں اپنے محبوب کے دروازہ تک پہنچانے کے لئے ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنے محبوب کے دروازہ تک پہنچ کر سواریوں پر بیٹھا رہے اور نیچے نہ اُترے تو وہ اول درجہ کا گستاخ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح جب کوئی شخص خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کر لے تو اُسے نماز روزہ کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ وہ خدا کے دروازہ تک پہنچ گیا۔ غرض جب اُس نے یہ سوال کیا، معاً اللہ تعالیٰ نے یہ تمام بات مجھ پر کھول دی اور مَیں نے اسے کہا اگر تو وہ دریا ایسا ہے جو کنارے والا ہے تو بیشک جب کنارہ آئے وہ کشتی سے اتر جائے لیکن اگر وہ دریا غیر محدود ہے اور اس کا کوئی کنارہ ہی نہیں تو وہ یاد رکھے کہ جس جگہ وہ نیچے اُتریگا اُسی جگہ وہ ڈوب جائیگا۔ اب آپ بتائیں کہ جس دریا کا آپ نے ذکر کیا ہے وہ محدود ہے یا غیر محدود۔ کہنے لگا، ہے تو غیر محدود۔ مَیں نے کہا تو پھر غیر محدود دریا میں انسان جس جگہ بھی نیچے اُتریگا اُسی جگہ ڈوب جائیگا۔ اسکی سلامتی اسی میں ہے کہ وہ کشتی پر سوار رہے۔

(تفسیر کبیر، جلد 7، صفحہ 186، مطبوعہ قادیان 2010)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حجر اسود کو بوسہ دینا

(1597) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حجر اسود کے پاس آئے اور اس کو چوما اور کہا: مَیں خوب جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہی ہے، نہ نقصان دے سکتا ہے نہ نفع اور اگر مَیں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے ہرگز نہ چومتا۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں: مشرک اقوام عرب وعجم گھڑے ہوئے پتھروں کی پوجا کرتے تھے اور انہیں نفع ونقصان کا مالک سمجھتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے انکے مشرکانہ خیال کا ردّ فرمایا ہے تا مسلمانوں میں سے ناواقف لوگوں کو اس پتھر کی نسبت کوئی غلط فہمی نہ ہو۔ عبادت میں حمد وتعریف، فروتنی، امید وبیم اور دعا ہوتی ہے اور ان باتوں میں سے کسی ایک بات کا بھی حجر اسود کے چومنے یا چھونے سے قطعاً کوئی تعلق نہیں اور نہ حجر اسود تقبیل (چومنے) اور استلام (چھونے) سے مخصوص ہے بلکہ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رکن یمانی بھی چوما جاتا تھا۔

(صحیح بخاری، جلد 3، کتاب الحج، مطبوعہ 2008 قادیان)

اس شمارہ میں

- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)
- خطبہ جمعہ فرمودہ 5 نومبر 2021ء (مکمل متن)
- اختتامی خطاب حضور انور برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2021
- سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
- سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
- اہم سوالات کے جوابات: از حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ
- اطفال الاحمدیہ USA کی حضور انور سے ورچوئل ملاقات
- پیغام حضور انور برموقع سالانہ اجتماع انصار اللہ بھارت 2021
- رپورٹ سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت 2021
- قرآن مجید کا محافظ اللہ تعالیٰ ہے: اعتراضات کے جوابات
- بستی مندرانی کے چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ
- خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال وجواب
- خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
- نماز جنازہ غائب
- وصایا

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِی العَالَمِ ۞ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَةُ الصُّلَحَاءِ

اگر کوئی ثابت کر دکھائے کہ غیروں نے اسلام کے خلاف جو بدگوئیاں کیں اُنکا باعث مسیح موعودؑ تھے تو اُس کیلئے ایک ہزار روپے کا بھاری انعام

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ پُرشوکت انعامی چیلنج ہم آپؑ کی کتاب ’’اَلْبَلَاغ‘‘ رُوحانی خزائن جلد 13 سے پیش کر رہے ہیں۔ گزشتہ شمارہ میں ہم نے عرض کیا تھا کہ ایک دیسی پادری احمد شاہ کی نہایت دلآزار تصنیف ’’امہات المومنین‘‘ پر انجمن حمایت اسلام لاہور نے گورنمنٹ کو فقط میموریل بھیجنا کافی سمجھا اور اس کے اعتراضات کے جوابات دینا ضروری نہیں سمجھا۔ اس پر ہم نے گزشتہ شمارہ میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مؤقف اور انجمن حمایت اسلام کا کچھ حال اختصار کے ساتھ بیان کیا تھا۔ اس شمارہ میں ہم سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انعامی چیلنج پیش کرینگے۔ آپؑ پر انجمن کے حمایتیوں نے یہ الزام لگایا کہ غیروں کی طرف سے اسلام پر جو حملے کئے جاتے ہیں اس کا باعث دراصل آپؑ ہی ہیں۔ اگر آپؑ اپنی کتابوں میں غیر قوموں کے متعلق سخت الفاظ استعمال نہ کرتے تو اُن کی طرف سے بھی سختی کے کلمات نہ نکلتے۔ انہیں آتھم اور لیکھرام کی پیشگوئی پر بھی اعتراض تھا کہ اس سے تفرقہ پیدا ہوا۔ چنانچہ ایڈیٹر پیسہ اخبار اور ابزرور کے الزام کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ایڈیٹر پیسہ اخبار اور ابزرور نے اپنے پرچہ میں مجھ پر یہ الزام بھی لگانا چاہا ہے کہ گویا وہ تفرقہ اور عناد جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ہوا اس کی تخم ریزی میری طرف سے ہی ہوئی کہ میں نے لیکھرام کے مرنے کی پیشگوئی کی اور اس کی موت پر ہندوؤں کو جوش آیا اور بدگمانیاں پیدا ہوئیں۔‘‘

(البلاغ، فریادِ درد، رُوحانی خزائن جلد 13، صفحہ 406، حاشیہ)

اسی طرح اخبار ابزرور کے اعتراض کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

6/مئی 1898 کے پرچہ ابزرور سے معلوم ہوتا ہے کہ دراصل تمام سخت الفاظ اسلام کے ایک گروہ سے یعنی اس عاجز کی طرف سے ہی ظہور میں آئے ہیں ورنہ پہلے اس سے تمام حملہ کرنے والوں کی تحریریں مہذبانہ تھیں اور کوئی سخت لفظ ان کی تالیفات میں نہ تھا۔ (ایضاً صفحہ 387)

اور انجمن حمایت اسلام کے حمایتیوں کے متعلق آپؑ نے لکھا کہ:

’’کبھی تو محض افترا کے طور پر ہمارے ذاتیات پر اس انجمن کے حامی حملے کرتے ہیں اور کبھی اپنی بات کو سرسبز کرنے کے لئے صریح جھوٹ بولتے ہیں اور کبھی گورنمنٹ عالیہ کو جو ہمارے حالات اور ہمارے خاندان کے حالات سے بےخبر نہیں ہے دھوکہ دہی کے طور پر اکسانا چاہتے ہیں کیا یہ اسلام کی حمایت ہو رہی ہے؟‘‘

(ایضاً صفحہ 423)

ہم نے جواب کے وقت ہمیشہ نرم اور ملائم الفاظ سے کام لیا ہے

ایڈیٹر پیسہ اخبار اور ابزرور کے اعتراضات کا جواب اور سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پُرشوکت انعامی چیلنج ہم آپؑ کے الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

ہاں خدا نے ہم پر فرض کر دیا ہے کہ جھوٹے الزامات کو حکمت اور موعظت حسنہ کے ساتھ دُور کریں۔ اور خدا جانتا ہے کہ کبھی ہم نے جواب کے وقت نرمی اور آہستگی کو ہاتھ سے نہیں دیا اور ہمیشہ نرم اور ملائم الفاظ سے کام لیا ہے بجز اس صورت کے کہ بعض اوقات مخالفوں کی طرف سے نہایت سخت اور فتنہ انگیز تحریریں پا کر کسی قدر سختی مصلحت آمیز اس غرض سے ہم نے اختیار کی کہ تا قوم اس طرح سے اپنا معاوضہ پا کر وحشیانہ جوش کو دبائے رکھے۔ اور یہ سختی نہ کسی نفسانی جوش سے اور نہ کسی اشتعال سے بلکہ محض آیت اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ط پر عمل کر کے ایک حکمت عملی کے طور پر استعمال میں لائی گئی اور وہ بھی اس وقت کہ مخالفوں کی توہین اور تحقیر اور بدزبانی انتہا تک پہنچ گئی اور ہمارے سیّد و مولیٰ سرور کائنات فخر موجودات کی نسبت ایسے گندے اور پُرشر الفاظ اُن لوگوں نے استعمال کئے کہ قریب تھا کہ ان سے نقضِ امن پیدا ہو تو اس وقت ہم نے اس حکمت عملی کو برتا کہ ایک طرف تو ان لوگوں کے گندے حملوں کے مقابل پر بعض جگہ کسی قدر مرارت اختیار کی اور ایک طرف اس نصیحت کا سلسلہ بھی جاری رکھا کہ اپنی گورنمنٹ محسنہ کی اطاعت کرو اور غربت اختیار کرو اور وحشیانہ طریقوں کو چھوڑ دو۔ سو یہ ایک حکیمانہ طرز تھی جو محض عام جوش کے دبانے کے لئے بعض وقت بحکم ضرورت ہمیں اختیار کرنی پڑی تا اسلام کے عوام اس طرح پر اپنے جوشوں کا تقاضا پورا کر کے غیر مہذب اور وحشیانہ طریقوں سے بچے رہیں اور یہ ایک ایسا طریق ہیکہ جیسے کسی کی افیون چھوڑانے کیلئے نربسی اسکو کھلائی جائے جو تلخی میں افیون سے مشابہ اور فوائد میں اُس سے الگ ہے اور وہ لوگ نہایت ظالم اور شریر النفس ہیں جو ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے ہی سخت گوئی کی بنیاد ڈالی۔ ہم اس کا بجز اس کے کیا جواب دیں کہ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔

براہین احمدیہ عیسائیوں اور آریوں کے جواب میں لکھی گئی تھی جنہوں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت توہین اور گالیوں کو انتہا تک پہنچا دیا تھا مگر تب بھی کتاب مذکور نہایت ملائمت اور ادب سے لکھی گئی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

جو شخص انصاف کے ارادہ سے اس امر میں رائے ظاہر کرنا چاہتا ہے اس پر اس بات کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ ہماری اوّل کتاب جو دنیا میں شائع ہوئی براہین احمدیہ ہے جس سے پہلے پادری عمادالدین کی گندی کتابیں اور اندرمن مرادآبادی کی نہایت سخت اور پُرفحش تحریریں اور کنہیّا لعل الکھ دھاری کی فتنہ انگیز تالیفات اور دیانند کی وہ ستیارتھ پرکاش جو بدگوئی اور گالیوں اور توہین سے پُر ہے ملک میں شائع ہو چکی تھیں اور ہمارے اس ملک کے مسلمان ان کتابوں سے اس طرح افروختہ تھے جس طرح کہ لوہا ایک مدت تک آگ میں رکھنے سے آگ ہی بن جاتا ہے مگر ہم نے براہین احمدیہ میں مباحثہ کی ایک معقولی طرز ڈال کر ان جوشوں کو فرو کیا اور ان جذبات کو اور طرف کھینچ کر لے آئے جیسا کہ ایک حاذق طبیب اعضاء رئیسہ سے رُخ ایک مادہ کا پھیر کر اطراف کی طرف اس کو جھکا دیتا ہے۔ اور باوجود اس کے کہ براہین احمدیہ ان عیسائیوں اور آریوں کے جواب میں لکھی گئی تھی جنہوں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت توہین اور گالیوں کو انتہا تک پہنچا دیا تھا مگر تب بھی کتاب مذکور نہایت ملائمت اور ادب سے لکھی گئی اور بجز ان واجبی حملوں کے جو اپنے محل پر چسپاں تھے جن کا ذکر ہر ایک مباحث کیلئے بغرض اِسکات خصم ضروری ہوتا ہے اور کوئی درشت کلمہ اس کتاب میں نہیں ہے اور اگر بالفرض ہوتا بھی تو کوئی منصف جس نے عمادالدین اور اندرمن اور کنہیّا لعل کی کتابیں اور دیانند سورستی کی ستیارتھ پرکاش پڑھی ہو ہم کو ایک ذرہ الزام نہیں دے سکتا ہے۔ کیونکہ ان کتابوں کے مقابل پر جو کچھ بعض جگہ کسی قدر درشتی عمل میں آئی اس کی ان کتابوں کی بدزبانی اور بدگوئی اور توہین اور تحقیر کے انبار کی طرف ایسی ہی نسبت تھی جیسا کہ ایک ذرہ کو پہاڑ کی طرف ہو سکتی ہے۔ ماسوا اس کے جو کچھ ہماری کتابوں میں بطور مدافعت لکھا گیا وہ دراصل اُن شخصوں کا قصور تھا جنہوں نے ان تحریرات کے لئے اپنی سخت گوئی سے ہمیں مجبور کیا۔ اگر مثلاً زید محض شرارت سے بکر کو یہ کہے کہ تیرا باپ سخت نالائق تھا اور زید اس کے جواب میں یہ کہے کہ نہیں بلکہ تیرا ہی باپ ایسا تھا تو اس صورت میں یہ سختی جو بکر کے کلمہ میں پائی جاتی ہے بکر کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی کیونکہ دراصل زید خود ہی اپنے درشت کلمہ سے بکر کا محرک ہوا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یہی حال ہم لوگوں کا ہے۔ اس شخص کی حالت پر نہ ایک افسوس بلکہ ہزار افسوس جس نے اس واقعہ صحیحہ کو نہیں سمجھا یا دانستہ اس افترا اور جھوٹ کو کسی غرض نفسانی سے استعمال میں لایا۔ اگر انجمن حمایت اسلام یا اس کے حامیوں کی یہ رائے ہے جیسا کہ 6/مئی 1898 کے پرچہ ابزرور سے معلوم ہوتا ہے کہ دراصل تمام سخت الفاظ اسلام کے ایک گروہ سے یعنی اس عاجز کی طرف سے ہی ظہور میں آئے ہیں ورنہ پہلے اس سے تمام حملہ کرنے والوں کی تحریریں مہذبانہ تھیں اور کوئی سخت لفظ ان کی تالیفات میں نہ تھا تو ایسی رائے جس قدر ظلم اور جھوٹ اور بددیانتی سے بھری ہوئی ہے اس کے بیان کی حاجت نہیں خود ہر ایک شخص تاریخ تالیف دیکھ کر فیصلہ کر سکتا ہے کہ کیا ہماری کتابیں ان کی سخت گوئی سے پہلے لکھی گئیں یا بعد میں بطور مدافعت کے۔

اگر پادریوں کی بدگوئی کا باعث مسیح موعود تھے تو انجمن حمایت اسلام کو پادریوں کیخلاف میموریل بھیجنے کی بجائے مسیح موعود کی شکایت میں میموریل بھیجنا چاہئے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

ہمارے مخالفوں نے جس قدر ہم پر سختی کی اور جس قدر خدا سے بےخوف ہو کر نہایت بدتہذیبی سے ہمارے دین اور ہمارے پیشوائے دین حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النّبیین پر حملے کئے وہ ایسا امر نہیں ہے کہ کسی پر پوشیدہ رہ سکے۔ مگر کیا یہ تمام حملے میرے سبب سے ہوئے؟ اور کیا اندرمن کا اندر بجر اور پاداش اسلام اور دوسرے گندے اور ناپاک رسالے جن میں بجز گالیوں کے اور کچھ بھی نہیں تھا ان تمام تالیفات کے شائع کرنے کا میں ہی موجب تھا؟ اور کیا دیانند کی وہ کتاب جس کا نام ستیارتھ پرکاش تھا جو براہین احمدیہ سے دو برس پہلے چھپ کر شائع بھی ہو چکی تھی کیا وہ میرے جوش دلانے کی وجہ سے لکھی گئی؟ کیا یہ سچ نہیں کہ اس میں وہ سخت اور توہین کے کلمے دین اسلام اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لکھے گئے ہیں جنکے سننے سے کلیجہ کانپتا ہے تو کیا اس سے ثابت نہیں کہ میری کتاب براہین احمدیہ کی تالیف سے پہلے آریہ صاحبوں نے سخت گوئی انتہا تک پہنچا دی تھی؟ اور اگر کوئی فریقین کی تحریروں کا مقابلہ کرے اور کتابوں کو ایک دوسرے کے مقابل پر کھول کر دیکھے تو معلوم ہوگا کہ اگرچہ کسی قدر سختی مدافعت کے طور پر نہایت رنج اٹھانے کے بعد ہم سے بھی ظہور میں آئی جس کا سبب اور جس کے استعمال کی حکمت عملی اور اس کے مفید نتائج ابھی ہم لکھ چکے ہیں مگر تاہم مقابلتاً وہ سختی کچھ بھی چیز نہیں تھی اور ہر جگہ

باقی صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

احمدی اپنے مال خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو اس سوچ کے ساتھ کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کی تکمیل میں مدد کرنی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں لہرانا ہے

تحریک جدید کے ستاسیویں (87) سال کے کامیاب اور بابرکت اختتام اور اٹھاسیویں (88) سال کے آغاز کا اعلان

اللہ کے فضل سے تحریک جدید کے مالی نظام میں جماعت کو 15.3 ملین پاؤنڈ کی مالی قربانی کی توفیق ملی جو پچھلے سال سے آٹھ لاکھ بیالیس ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت اپنے محدود وسائل کے ساتھ جس کام کو بھی شروع کرتی ہے اللہ تعالیٰ اس میں ایسی برکت ڈالتا ہے کہ دیکھنے والے سمجھتے ہیں کہ شاید یہ اس کام میں کئی ملین پاؤنڈز کا خرچ کر رہے ہیں لیکن انہیں پتہ نہیں کہ یہ غریب لوگوں کے پیسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت پڑتی ہے اور اس کے نتیجہ میں ہمارے چھوٹے کام بھی بڑے ہو کر نظر آتے ہیں

اللہ تعالیٰ جب دنیاوی منافعوں سے بھی نوازتا ہے تو اس سے بھی ایک احمدی کی اس طرف توجہ ہوتی ہے کہ یہ میرے کسی کمال کی وجہ سے نہیں بلکہ قربانی کا نتیجہ ہے اور یہ ایک احمدی کی سوچ ہے کسی اور کو یہ سوچ نہیں آسکتی

نئے احمدی ہوں یا پرانے، کوئی بھی جب سنتا ہے کہ جماعت احمدیہ کس طرح پیسے خرچ کرتی ہے اور کہاں کہاں خرچ کرتی ہے تو اس کا ایک خاص اثر ہوتا ہے جن جماعتوں میں اس طرف توجہ کم ہے اگر وہ اس طرف توجہ دیں اور مقاصد بتائیں اور اہمیت بتائیں تو ان کے چندے بڑھ سکتے ہیں

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 05 نومبر 2021ء بمطابق 05 نبوت 1400 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مومنین کی جو خصوصیات بیان فرمائی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے پاک مال سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مال کے خرچ کے حوالے سے جب کہیں باتیں کی ہیں تو صرف یہی بتایا کہ مال خرچ کرنے والے مومن ہیں۔ کہیں صدقات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے صدقات کے حوالے سے بات کی ہے۔ کہیں زکوٰۃ کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے خرچ کا فرمایا ہے۔ پھر جو قربانی کرنے والے اپنا مال خدا تعالیٰ کی راہ میں دیتے ہیں اس مال کا مصرف بھی بتایا کہ کس طرح خرچ کرنا ہے، کہاں خرچ کرنا ہے جیسا کہ الٰہی جماعتوں کا طریق ہے کہ وہ اپنے مال کو پاک کرنے کے لیے، اللہ تعالیٰ کے فضل حاصل کرنے کے لیے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتی ہیں۔

جماعت میں بھی اسی طرح مالی قربانیوں کا سلسلہ قائم ہے۔ جماعت کے افراد کو بھی پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے اور جو قربانیاں وہ دیتے ہیں وہ کس طرح پھر خرچ کی جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جس مشن کو لے کر آئے تھے یعنی اللہ تعالیٰ کی توحید کو دنیا میں قائم کرنا اور اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں لہرانا۔ یہ کام کوئی معمولی کام نہیں ہے بڑا وسیع کام ہے دنیا میں اس پیغام کو پھیلانا۔ اور بہرحال اس کے لیے اخراجات کی ضرورت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے احباب جماعت اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو سمجھتے ہوئے کہ اپنا مال خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو، یہ اخراجات پورے کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دنیا کے مختلف ممالک میں پھیلے ہوئے احمدی اپنی مالی قربانیوں کے ایسے ایسے نمونے پیش کرتے ہیں کہ جنہیں دیکھ کر انسان اس یقین پر پہلے سے بڑھ کر قائم ہو جاتا ہے کہ یقیناً حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے وہی فرستادے ہیں جن کے ذریعہ سے آخری زمانے میں اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا میں پھیلنی تھی۔ اگر اس ایک نشان کو مخالفین غور سے دیکھیں اور اپنے دلوں کے بغضوں کو نکال کر انصاف سے کام لیں تو احمدیت کی سچائی کی یہی نشانی ان کے دل بلا وجہ کی مخالفت سے پاک کر سکتی ہے لیکن ان کے دل تو پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہیں خاص طور پر علماء کے، نام نہاد علماء کے۔ بہرحال ان کا معاملہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے۔

جیسا کہ میں نے کہا کہ احمدی اپنے مال خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو اس سوچ کے ساتھ کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کی تکمیل میں مدد کرنی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں لہرانا ہے۔ بے شک یہ اللہ تعالیٰ کا مومنین سے وعدہ ہے کہ تم جو بھی خرچ کرتے ہو، جو مال بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیتے ہو اسے میں کئی گنا بڑھا کر لوٹاؤں گا لیکن بہت سے احمدی ایسے ہیں جو یہ سوچ رکھتے ہیں کہ ہمیں خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہے۔ اگر دنیاوی فائدہ پہنچتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ ان کی یہ سوچ ہے کہ قربانی سے اللہ تعالیٰ ہمارے سے راضی ہو اور ہماری عاقبت سنورنے کے سامان پیدا ہو جائیں۔

جماعت احمدیہ کوئی ارب پتیوں کی جماعت نہیں ہے۔ ایسی جماعت ہے جس کی اکثریت غریب لوگوں پر یا اوسط درجہ کے لوگوں پر مشتمل ہے لیکن اس کے باوجود قربانی کا ایک جذبہ ہے۔ اس کوشش میں رہتے ہیں کہ اسلام کی نشاَتِ ثانیہ میں ہمارا بھی حصہ ہو جائے اور پھر ان کی معمولی قربانیاں بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو کر لاکھوں کروڑوں پاؤنڈ کے برابر پھل لاتی ہیں۔ پس اصل چیز اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبولیت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت اپنے محدود وسائل کے ساتھ جس کام کو بھی شروع کرتی ہے اللہ تعالیٰ اس میں ایسی برکت ڈالتا ہے کہ دیکھنے والے سمجھتے ہیں کہ شاید یہ اس کام میں کئی ملین پاؤنڈز کا خرچ کر رہے ہیں لیکن انہیں پتہ نہیں کہ یہ غریب لوگوں کے پیسے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت پڑتی ہے اور اس کے نتیجہ میں ہمارے چھوٹے کام بھی بڑے ہو کر نظر آتے ہیں۔

یہاں یہ بھی بتا دوں کہ جب جماعت بڑھتی ہے تو مختلف قسم کی سوچ رکھنے والے اور کم تربیت والے یا پرانے احمدیوں میں سے بھی تربیت کی کمی کی وجہ سے ایسی سوچ رکھنے والے نظر آجاتے ہیں، گھروں میں بھی باتیں کرتے ہیں، بچوں کے سامنے بھی باتیں کرتے ہیں، بچوں کے ذہنوں میں بھی سوال اٹھنے شروع ہو جاتے ہیں جو یہ سوال کرتے ہیں کہ ہم کیوں اور کس لیے چندہ دیں؟ تو پہلے تو یہ عہدیداروں کا کام ہے کہ اپنے رویوں اور عمل سے لوگوں کے شکوک دور کریں۔ لوگوں میں اعتماد قائم ہو۔ پتہ ہو کہ جو چندہ لوگ دے رہے ہیں اس کا ایک خاص مصرف ہے اور وہ اسی مقصد کے لیے خرچ ہوتا ہے۔ دوسرے پیار سے انہیں سمجھائیں کہ مالی قربانی کی کیا اہمیت ہے۔ خدا تعالیٰ کی نظر میں یہ چیز کتنی اہم ہے اور یہ مالی قربانی جو کر رہے ہوتے ہیں تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کی رضا ان کو ملتی ہے۔ اور پھر یہ بھی کہ یہ قربانی کہاں خرچ ہوتی ہے۔ اشاعتِ اسلام پر خرچ ہوتی ہے۔ ٹی وی چینل ہمارا چل رہا ہے اس پر بے شمار خرچ ہوتا ہے۔ کتب شائع ہو رہی ہیں۔ قرآن کریم کی اشاعت ہو رہی ہے۔ غریب بچوں کی تعلیم پر خرچ ہو رہا ہے۔ بھوکوں کو کھانا کھلانے پر خرچ ہو رہا ہے۔ مبلغین کی تعلیم اور ان کے ذریعہ تبلیغ پر خرچ ہو رہا ہے۔ مساجد بن رہی ہیں۔ اسی تعلق میں اَور بہت سے جماعت کے خرچ ہیں۔ تو یہ بات میں نے اس لیے نہیں کہی کہ خدانخواستہ لوگوں میں بہت زیادہ سوال اٹھنے لگ گئے ہیں۔ اس لیے بتائی ہے کہ جب جماعت پھیلتی ہے تو پھیلاؤ کی وجہ سے شر پھیلانے والے اور شیطانی وساوس پیدا کرنے والے بھی آجاتے ہیں جو فتنہ کی کوشش کرتے ہیں اور کم تربیت یافتہ ذہنوں میں شکوک پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جماعت کے افراد ایسی پختہ سوچ رکھتے ہیں کہ انہیں پتہ ہے کہ نظام جماعت چلانے کے لیے اخراجات کی ضرورت ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اس کی راہ میں خرچ کرو۔ پس جماعت میں ایسی بے شمار مثالیں ہیں کہ لوگ اپنے پاس کچھ نہ ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کسی نہ کسی ذریعہ سے انتظام کر کے خرچ کر دیتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ بھی ایسی قربانیوں کو ضائع نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے وعدہ کے مطابق کہ وَّیَرْزُقْہُ مِنْ

حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ اور اس کو وہاں سے رزق دے گا اور دیتا ہے جہاں سے رزق آنے کا اسے خیال بھی نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ بھی اس طرح اپنا وعدہ پورا کرتا ہے اور احمدی یہ نہیں کہ صرف قرآن کریم میں پڑھتے ہیں بلکہ آج بھی اس کو پورا ہوتے دیکھتے ہیں۔ اس بارے میں اپنے تجربات لکھتے ہیں۔ میں اس کی مثالیں بھی پیش کروں گا۔ یہ کوئی پرانی باتیں نہیں ہیں کہ پرانے لوگوں کی کہانیاں ہم سن رہے ہوں بلکہ ایسے تجربات سے اللہ تعالیٰ آج بھی مومنوں کے ایمان مضبوط کرتا ہے اور نہ صرف جن پر اللہ تعالیٰ کے فضل ہوتے ہیں، جو براہ راست فضل حاصل کر رہے ہیں ان کو فائدہ ہوتا ہے اور ان کا ایمان مضبوط ہوتا ہے بلکہ جو ان کے قریب رہنے والے ہیں ان کے بھی ایمان مضبوط ہوتے ہیں۔ انہیں بھی اس مالی قربانی کا اس وجہ سے احساس ہوتا ہے اور وہ بھی پھر اپنی قربانیوں میں بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنیں۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ میں مثالیں پیش کروں گا تو جو لوگ مجھے اپنی قربانیوں کے بارے میں خط لکھتے ہیں، ان کی چند مثالیں پیش کرتا ہوں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نوازتا ہے۔

گنی کناکری کی ایک مثال ہے۔ مبلغ انچارج نے لکھا کہ جب میرے خطبے میں سے جو مَیں نے تحریک جدید کے چندے کے بارے میں دیا تھا بعض ایمان افروز واقعات پڑھ کے جماعت کو سنائے اور ان کو کہا کہ یہ نمونے تمہیں بھی دکھانے چاہئیں تو ایک خاتون میمونہ صاحبہ کا فون آیا اور انہوں نے کہا کہ گھر میں اخراجات کے لیے رقم نہیں تھی اور ان کے شوہر اپنے کام کے سلسلہ میں شہر سے باہر گئے ہوئے تھے۔ جمعہ کی نماز کے بعد ان کے والد نے انہیں ایک لاکھ گنی فرانک کی رقم تحفۃً دی جس پر وہ بتاتی ہیں کہ میں اس شش و پنج میں تھی کہ چندہ دوں یا گھر کے اخراجات کے لیے اس رقم کو استعمال کروں۔ پھر میں نے دعا کر کے آدھی رقم یعنی پچاس ہزار فرانک چندہ تحریک جدید میں ادا کر دی۔ وہ کہتی ہیں کہ اس بات کو چوبیس گھنٹے نہیں گزر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تین لاکھ فرانک کی رقم معجزانہ طور پر عطا کی جہاں سے مجھے کوئی گمان بھی نہیں تھا کہ رقم ملے گی۔ اس پر میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور کہتی ہیں کہ میرے ایمان میں بھی بہت اضافہ ہوا۔

کینیڈا کی ایک مجلس کی صدر کہتی ہیں کہ سیکرٹری تحریک جدید نے بجٹ کو پورا کرنے کی تحریک کی تو نادہندگان ممبرات کے بقایا جات کے ٹوٹل جب دریافت کیے گئے تو وہاں کے لحاظ سے وہ 325 ڈالر کی ایک معمولی رقم تھی۔ کہتی ہیں میں نے سوچا کہ میں اپنے پاس سے ہی ادا کر دیتی ہوں لیکن جب میں نے بنک اکاؤنٹ دیکھا تو وہاں تو کوئی رقم نہیں تھی بلکہ مائنس میں اکاؤنٹ تھا۔ تین ڈالرز زائد خرچ ہوئے ہوئے تھے لیکن کہتی ہیں اگلے دن جب میں نے اکاؤنٹ چیک کیا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ میرے اکاؤنٹ میں تین ہزار ڈالر سے بھی کچھ زائد رقم تھی۔ کہتی ہیں کہ یہ وہ رقم تھی جو بہت عرصہ سے pending تھی اور اس کے ملنے کی بھی کوئی صورت نہیں تھی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے جب یہ نیت دیکھی کہ میں بقایا ادا کرتی ہوں تو اللہ تعالیٰ نے اس کی ادائیگی کے سامان پیدا کر دیے اور فوری طور پر وہ رقم جو کافی عرصہ سے pending تھی وہ مل گئی۔

پھر ساؤتھ افریقہ سے ایک دوست شاہین صاحب کہتے ہیں کہ میں نے تحریک جدید کے چندوں کی ادائیگی کی اور اپنے بنک اکاؤنٹ میں موجود آدھی رقم اس مدّ میں دے دی۔ کہتے ہیں یہ کوئی بڑی رقم نہیں تھی مگر ان کو مدنظر یہ تھا کہ تحریک جدید کی ادائیگی کا یہ آخری مہینہ ہے۔ اگر اب چندہ نہ دیا تو پھر موقع ملے یا نہ ملے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ ادائیگی کر دی اور کہتے ہیں اسی دن ان کے والد صاحب بھی انہیں ملنے آئے اور انہوں نے کہا کہ انہوں نے کچھ رقم ٹرانسفر کی ہے جو انہیں مل جائے گی اور ضروریات پوری ہو جائیں گی۔ شاہین صاحب کہتے ہیں جو رقم ان کے والد صاحب سے ملی وہ چندہ تحریک جدید میں دی گئی رقم سے بیس گنا زیادہ تھی۔ چنانچہ انہوں نے والد صاحب سے ملنے والی اس رقم پر پھر چندہ ادا کر دیا اور پھر کہتے ہیں کہ جب میں نے کہا کہ میری آمد بڑھ گئی اور مجھے کہیں سے رقم اللہ تعالیٰ نے دے دی جہاں سے مجھے امید نہیں تھی پھر جب چندہ ادا کیا تو اسی دن شام کو ان کے کام کی جگہ سے مالکن کا فون آیا کہ تم اگر خواہش رکھتے ہو تو ہم تمہیں دبئی میں ایک نوکری دینا چاہتے ہیں۔ بہرحال انہوں نے ہاں کر دی اور اس طرح ان کو بیرون ملک میں ایک بہت اچھے روزگار کا بھی بندوبست ہو گیا۔ کہتے ہیں یہ دو واقعات اتفاقی نہیں ہیں بلکہ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فضل محض چندہ دینے سے اور قربانی کرنے سے ہوا ہے۔

پھر آسٹریلیا کے مربی صاحب لکھتے ہیں کہ جماعت کے ایک ممبر بتاتے ہیں کہ انہوں نے چندہ دینے کا وعدہ کیا۔ ان کے مالی حالات ٹھیک نہیں تھے۔ وعدے کے مطابق جب چندہ ادا کیا تو دل میں یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے تو خدا تعالیٰ مجھے سو گنا بڑھا کر دے گا۔ اس طرح بھی بعض سوچ رکھتے ہیں۔ انہوں نے ایک پلاٹ خریدا ہوا تھا جس کی ویلیو بڑھنے کی کوئی خاص امید نہیں تھی لیکن چندے کی ادائیگی کے بعد کہتے ہیں کہ معجزانہ طور پر اس پلاٹ کا منافع سو گنا سے بھی زیادہ بڑھ گیا اور کہتے ہیں اس بات پر میرا پختہ یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس مالی قربانی کو قبول کرتے ہوئے یہ فضل فرمایا۔

پھر مبلغ قزاخستان لکھتے ہیں کہ وہاں ایک لوکل مخلص احمدی علی بیگ صاحب ہیں۔ انہوں نے دس ہزار تینگے (Tenge) جو اُن کی کرنسی ہے تحریک جدید وغیرہ میں ادا کیے اور کہتے ہیں اس کے بعد میں کام پر چلا گیا۔ کچھ ہی دنوں کے بعد کمپنی کے اعلیٰ افسر نے مجھے بلایا اور کہا کہ ہماری کمپنی کو اس دفعہ بہت منافع ہوا ہے۔ اس لیے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ پوری کمپنی میں سے تین لوگوں کو اچھا کام کرنے پر ایک لاکھ کا بونس دیں گے اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس چندے کی وجہ سے دس گنا کر کے مجھے عطا کر دیا اور اس کی مجھے کوئی امید نہیں تھی۔

پھر برمنگھم یو کے سے بھی ایک صاحب ہیں۔ وہ کہتے ہیں میں نے اپنی فیملی کے ساتھ 2016ء میں بیعت کی تھی اور بیعت سے پہلے مالی حالات کافی خراب تھے اور قرض بھی بہت زیادہ تھا۔ جماعت میں آ کے جب اپنی حیثیت کے مطابق چندوں کی ادائیگی شروع کی بلکہ بعض دفعہ حیثیت سے بڑھ کر بعض تحریکات میں حصہ لینا شروع کیا تو کہتے ہیں بیعت کے ابتدائی ایام کا واقعہ ہے کہ میری اہلیہ کو ایک سکول کے پروگرام میں تبلیغی سٹال لگانا تھا، میں نے اپنے کام سے چھٹی لے لی تا کہ بچوں کو سنبھال سکوں۔ اس چھٹی کی وجہ سے سو پاؤنڈ کا نقصان ہونا تھا۔ اس وقت کے مالی حالات اچھے نہیں تھے اور ہمارے لیے یہ بہت بڑی رقم تھی۔ بہرحال کہتے ہیں کہ میں نے سوچ کر کہ اللہ تعالیٰ کے کام کے لیے چھٹی لینی ہے قربانی دینی چاہیے تو میں نے رخصت لے لی لیکن اللہ تعالیٰ نے کچھ اَور سوچ رکھا تھا۔ کہتے ہیں جب میری اہلیہ اپنا کام ختم کر کے گھر پہنچی ہیں تو میرے باس کا فون آیا کہ اگر ہو سکے تو ایک گھنٹے میں کام کی جگہ پہنچ جاؤ کیونکہ ایمرجنسی کام آ گیا ہے۔ کہتے ہیں میں نے فوراً روانگی کی۔ اس دن صرف ایک گھنٹہ کام کیا اور پورے دن کے پیسے سو پاؤنڈ مل گئے۔ گھر آ کر میں نے اپنی اہلیہ کو بتایا۔ دونوں نئے احمدی ہوئے تھے۔ کئی روز تک ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام پا کر خوش ہوتے رہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہے۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان کہتے ہیں: جماعت احمدیہ کرولائی صوبہ کیرالہ، انڈیا کے ایک دوست ہیں، بڑے صاحب حیثیت ہیں۔ اچھے کاروباری ہیں اور تحریک جدید کی ادائیگی میں غیر معمولی جوش بھی رکھتے ہیں۔ ہر سال بڑی خطیر رقم پیش کرتے ہیں۔ کہتے ہیں اس سال کورونا کے حالات کی وجہ سے مالی وسائل ایسے نہیں تھے کہ بڑی رقم دے سکیں۔ حصہ آمد وغیرہ دوسرے چندوں کی ادائیگی تو کر دی لیکن تحریک جدید کی ادائیگی کے لیے گنجائش نہیں تھی۔ کہنے لگے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ چندے کی ادائیگی کی توفیق عطا فرماتا ہے ابھی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آ رہی لیکن بہرحال توکّل تھا کہ اللہ تعالیٰ ضرور انتظام کر دے گا تو میں ادا کروں گا۔ کہتے ہیں اختتام سے صرف دو دن پہلے دس لاکھ روپے کی بڑی رقم انہوں نے تحریک جدید میں پیش کی۔ کہتے ہیں جمعہ کے دن مربی صاحب نے خطبہ کے دوران چندہ تحریک جدید کی ادائیگی کی طرف پھر توجہ دلائی اور کچھ پرانے واقعات میرے خطبہ میں سے پڑھ کے ان لوگوں کو سنائے۔ بہت متاثر ہوا اور دس لاکھ کے بجائے تقریباً اٹھارہ لاکھ روپے کا چندہ پیش کیا اور اس کے بعد ان کو امید ہے کہ ایک پراجیکٹ جو سرکاری تھا وہ مل جائے گا اور یہ کہتے ہیں اگر وہ مجھے مل گیا تو تحریک جدید میں اَور بڑی رقم بھی ادا کروں گا۔ بہرحال امراء میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیوں میں ایسا طبقہ ہے جو قربانی کا جذبہ رکھتا ہے اور جو پیسے آتے ہیں تو چھپاتے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

برکینا فاسو کے مبلغ حبیب صاحب لکھتے ہیں کہ ایک ممبر ہمارے سورے سعیدو (Sore Seydou) صاحب ہیں۔ سترہ سو فرانک سیفا ان کا بقایا تھا اور سال ختم ہونے میں صرف ایک ہفتہ باقی رہ گیا تھا تو بہرحال انہوں نے کوشش کر کے دو ہزار سیفا ادا کر دیا جو بقایا سے کچھ زیادہ تھا۔ کہتے ہیں کہ چندہ ادا کیے ابھی ایک گھنٹہ بھی نہیں ہوا تھا کہ کسی واقف کار نے دس ہزار فرانک مجھے بھیج دیا اور پھر ایک گھنٹے میں مزید دس ہزار فرانک سیفا بھیج دیا اور ساتھ فون کر کے کہا کہ یہ کُل بیس ہزار فرانک سیفا بطور تحفہ میں نے تمہیں بھیجے ہیں تو سعیدو صاحب کہتے ہیں کہ اس واقف کار نے آج تک مجھے کوئی پیسے نہیں بھیجے اور یہ پہلی دفعہ ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے دو ہزار فرانک بقایا ادا کیا تو اللہ تعالیٰ نے بڑھا کر بیس ہزار فرانک سیفا دو گھنٹے کے اندر اندر ادا کروا دیا تو اس طرح لوگوں کے ایمان بھی بڑھتے ہیں۔

سیرالیون میں ایک جگہ لُنگی (Lungi) ہے۔ اس ریجن کے معلم عبداللہ صاحب لکھتے ہیں کہ بڑی عمر کے ایک ممبر پاء جے۔ ایم۔ کائن (Pa J.M.Kaine) صاحب ہیں۔ ان کا پچھلے سال تحریک جدید کا وعدہ پچیس ہزار لیون تھا اور اس سال انہوں نے وعدہ پچاس ہزار لیون لکھوایا۔ وہ مالی لحاظ سے مشکلات کا بھی شکار تھے جب تحریک جدید کی وصولی کے بارے میں اعلان کیا گیا تو انہوں نے لوکل مشنری سے پوچھا کہ میرا وعدہ کتنا ہے؟ جب انہوں نے بتایا کہ پچاس ہزار لیون تو بڑی حیرت ہوئی۔ انہوں نے کہا یہ کس طرح میں نے لکھوا دیا ہے۔ میں تو خود ادا نہیں کر سکتا۔ بہرحال ان کو کہا کہ یہ آپ نے خود ہی لکھوایا ہے۔ بہرحال خاموش ہو گئے۔ اگلے ہفتے کہتے ہیں انصار کی میٹنگ تھی اور آ کے بتایا کہ میرے پاس ساٹھ ہزار لیون تھے۔ بیس ہزار لیون میں گھر چھوڑ آیا ہوں اور چالیس ہزار لیون چندہ تحریک جدید میں ادا کرنے کے لیے لایا ہوں۔ اب میرے پاس واپس جانے کا کرایہ بھی نہیں ہے۔ بہرحال کہتے ہیں میں نے انہیں کہا کہ آپ نے قربانی کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کا انتظام کر دے گا۔ کہتے ہیں پیدل ہی گھر جا رہے تھے کہ رستے میں ایک پرانا جاننے والا مل گیا۔ بڑے عرصے بعد اس سے ملاقات ہوئی تھی اور دوست سے باتیں کرتے رہے۔ جب وہ دوست جانے لگا تو جاتے جاتے تیس ہزار لیون نکال کے ان بزرگ کو تحفہ دے دیا۔ پھر یہ بزرگ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد ایک جاننے والی خاتون تھیں ان کا پتہ کرنے کے لیے ان کی صحت کے بارے میں پوچھنے کے لیے گھر چلا گیا۔ جب وہاں سے اٹھ کے جانے لگا تو اس نے دس ہزار لیون دیا اور کہنے لگی یہ کرایہ کے طور پر استعمال کر لیں اور کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ان کی چندے میں دی ہوئی رقم ان کو اسی طرح لوٹا دی۔ پھر انہوں نے اس سے وعدہ بھی پورا کر دیا جو پچاس ہزار کا تھا۔ پھر کہتے ہیں کہ صرف یہی نہیں اس کے بعد ایک اَور فضل بھی ہوا کہ ایک عزیز بیرون ملک مقیم تھے۔ ان کا فون آیا اور انہوں نے کہا کہ کافی عرصہ سے آپ سے رابطہ نہیں ہو سکا اور میں آپ کو بطور تحفہ چار لاکھ لیون بھجوا رہا ہوں۔ صرف برابر

کی رقم نہیں دی بلکہ دس گنا بڑھا کے بھی اللہ تعالیٰ نے عطا کروادی اور اس طرح کہتے ہیں کہ مجھے اپنی قربانی کرنے کی بھی توفیق مل گئی اور میرے ایمان میں بھی اضافہ ہوا۔

پھر گنی کناکری کا ریجن بوکے (Boke) ہے۔ وہاں کے ایک گاؤں کے مشنری کہتے ہیں کہ تحریک جدید کے چندوں کی وصولی کے سلسلہ میں ہفتہ تحریک جدید منایا گیا۔ خطبہ جمعہ میں توجہ دلائی۔ انفرادی طور پر گھروں میں دورہ بھی کیا۔ ایک مخلص احمدی دوست جبریل صاحب ہیں جو پیشے کے لحاظ سے بڑھئی ہیں۔ ان کے گھر گئے اور انہیں چندے کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی تو انہوں نے کہا کہ میں نے آج کے اخراجات کے لیے بیس ہزار فرانک رکھے ہوئے تھے وہ میں سب چندے میں ادا کرتا ہوں۔ اب اس کے علاوہ ہمارے پاس کچھ نہیں لیکن دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری قربانی قبول فرمالے۔ جبریل صاحب بتاتے ہیں کہ پچھلے تین ماہ سے انہوں نے ایک لکڑی کا بیڈ فروخت کرنے کے لیے تیار کیا ہوا تھا لیکن کوئی خریدار نہیں آرہا تھا۔ چندے کی ادائیگی کے کچھ ہی دیر بعد ایک شخص بیڈ خریدنے آگیا اور اس نے ایک ملین اور پانچ لاکھ فرانک میں وہ خرید لیا۔ اس پر جبریل صاحب نے فوراً ہمارے مشنری کو فون کیا کہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ہماری قربانی کو قبول کیا بلکہ کئی گنا بڑھا کر اس نے ہمیں لوٹا دیا ہے اور یہ بات وہ اپنے دوستوں کو بھی بتاتے ہیں تا کہ ان کے بھی ایمان مضبوط ہوں۔

منیر حسین صاحب فری ٹاؤن سیرالیون کے مبلغ ہیں۔ کہتے ہیں کہ خادم صوفی سونگو (Sufi Songo) صاحب پڑھائی کر رہے ہیں۔ طالب علم ہیں اور پڑھائی کے سلسلہ میں مسجد میں مقیم ہیں۔ جب انہوں نے میرا خطبہ سنا۔ ریکارڈنگ سنی ہوگی یا گذشتہ سال کا تحریک جدید کا خطبہ سنا ہوگا جس میں مالی قربانی کرنے والے لوگوں کا میں نے ذکر کیا تھا تو کہتے ہیں: میں نے بڑی توجہ سے سارا خطبہ سنا اور میرے اندر اس بات کا بہت جوش اور جذبہ پیدا ہوا کہ کاش میں بھی مالی قربانی میں حصہ لے سکتا لیکن مشکل یہ تھی کہ میں طالب علم ہوں اور کوئی بھی کام نہیں کرتا اور پڑھائی کا خرچہ بھی مشکل سے پورا ہوتا ہے لیکن ان تمام مشکلات کے باوجود میرے اندر بہت بے قراری پیدا ہوئی۔ میں نے سیکرٹری تحریک جدید کو اپنا پانچ لاکھ لیون کا وعدہ لکھوا دیا جو کہ میرے لیے بہت مشکل تھا۔ اس کے بعد میں ان کی ادائیگی کے لیے کچھ پریشان ہوا اور رات دن میں نے دعائیں کرنی شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کوئی سامان پیدا فرمائے اور میں اپنا وعدہ پورا کرسکوں۔ چنانچہ کچھ دنوں کے بعد میرا ایک رشتہ دار اپنے بیٹے کو لے کر آیا کہ اسے احمدیہ سکول میں داخل کروانا ہے۔ میں نے سکول کے پرنسپل سے بات کی تو انہوں نے بچے کو داخلہ دے دیا۔ بچے کے والد نے مجھے ایک لاکھ لیون دیے اور کہا کہ تمہارے کھانے وغیرہ کے کام آئیں گے یہ رکھ لو۔ اس دن کہتے ہیں میرے پاس کھانے کے لیے بھی کچھ نہیں تھا لیکن میں نے یہ ساری رقم چندہ تحریک جدید میں ادا کر دی کہ وعدہ جو ہے اس کا کچھ حصہ تو پورا ہو۔ کچھ دن بعد کہتے ہیں کہ ایک نامعلوم نمبر سے فون آیا کہ ایک کام کرنا ہے اور اس کا اچھا معاوضہ بھی ادا کریں گے۔ کیا تم تیار ہو؟ میں نے فوراً حامی بھر لی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کام کے معاوضہ کے طور پہ مجھے ایک ملین لیون ملے جس سے میں نے اپنا وعدہ تحریک جدید فوری طور پہ ادا کر دیا۔

گیبون کے مبلغ انچارج لکھتے ہیں ایک نومبائع عیسیٰ دیندانے (Issa Dindane) صاحب ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ بیعت اور باقاعدگی کے ساتھ چندہ کی ادائیگی سے قبل میری حالت یہ تھی کہ بسا اوقات دو ہفتے یا تین ہفتے گزر جاتے تھے مگر کام نہیں ملتا تھا مگر جب سے باقاعدگی سے چندہ ادا کرنا شروع کیا ہے تو اب تقریباً روزانہ ہی کام مل جاتا ہے اور یہ بڑی دور سے آ کے باقاعدہ چندہ ادا کرتے ہیں بلکہ جتنا چندہ ادا کرتے ہیں اتنا ہی ٹیکسی کا کرایہ بھی دیتے ہیں اب ان کا انتظام کیا گیا ہے کہ بجائے دوہرا خرچ کرنے کے اپنے گھر سے ہی چندہ بھجوا دیا کریں۔

اردن سے ایک خاتون فجر عطایا صاحبہ کہتی ہیں کہ مجھے احمدیت میں داخل ہوئے بائیس سال ہو گئے ہیں۔ جب سے میں احمدی ہوئی ہوں میں نے دیکھا ہے کہ میں جب بھی چندہ دینے کی نیت کرتی ہوں اللہ تعالیٰ غیب سے مدد فرما کر پیسوں کا انتظام کر دیتا ہے۔ بعض دفعہ تو بالکل اتنے ہی پیسے آجاتے ہیں جتنے چندہ دینے کی نیت ہوتی ہے۔ یہ جماعت کی برکت ہے۔ کہتی ہیں میں نے انجنیئرنگ کی ہوئی ہے۔ گھر پر ہی کچھ کام مل جائے تو کر لیتی ہوں۔ میری عادت ہے کہ چندہ جات کے لیے اپنے خاوند سے پیسے نہیں لیتی کیونکہ اکثر ان کا ہاتھ تنگ ہوتا ہے بلکہ اپنی ذاتی کمائی سے چندہ دیتی ہوں۔ اس سال میں نے سمجھا کہ میں نے تحریک جدید چندہ ادا کر دیا ہے لیکن درحقیقت میں بھول گئی تھی۔ جب یاد دہانی کروائی گئی تو میرے پاس ایک دینار بھی نہیں تھا۔ میں اسی فکر میں تھی کہ چندہ کیسے ادا ہوگا؟ لیکن ایک طالبہ میرے پاس آئی کہ مجھے ٹیوشن پڑھا دیا کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ٹیوشن فیس سے چندہ بھی ادا ہو جائے گا اور کچھ بچ بھی جائے گا۔

برکینا فاسو کی بوکوبَدالہ (Bokubadala) ایک جماعت ہے۔ وہاں کے صدر جماعت بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس کچھ غیر از جماعت دوست آئے اور کہنے لگے کہ ہم لوگ آپ لوگوں کی فصلوں کو دیکھ کر حیران ہیں کیونکہ ہم نے دیکھا ہے کہ آپ لوگوں نے جماعت کے تعمیر ہونے والے سکول میں زیادہ وقت دیا ہے جبکہ آپ کی فصلوں کی دیکھ بھال کرنے والا پیچھے کوئی نہیں تھا لیکن باوجود اس کے آپ کی فصلیں ہماری نسبت زیادہ اچھی ہیں۔ اس کے برعکس ہم لوگوں نے اپنا سارا وقت اپنی زمینوں کو دیا ہے لیکن پھر بھی ہماری فصلیں اتنی اچھی نہیں ہوئیں جتنی آپ لوگوں کی ہوئی ہیں۔ اس پر صدر صاحب نے انہیں بتایا کہ ہم سب لوگوں نے یہ وقار عمل اللہ تعالیٰ اور جماعت کے لیے کیا تھا اور جتنا وقت ہم سکول کو دیتے تھے ساتھ یہ دعا بھی کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تُو ہی ہماری فصلوں کی حفاظت کرنا کیونکہ ہم نے تجھ پر ہی توکّل کیا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہماری دعاؤں کو سن لیا اور ہماری فصل بھی اچھی ہوگئی اور اب ہم نے چندہ بھی اس کے مطابق ادا کر دیا۔

بچے بھی کس طرح قربانی کا شعور رکھتے ہیں۔ ایسے بچے جو غریب ممالک میں ہیں اور ایسا شعور ہے کہ ترقی یافتہ ممالک کے بچوں کو، پڑھے لکھے بچوں کو بھی بعض جگہ یہ شعور نہیں ہے۔ اس کا واقعہ یوں ہے کہ حسین یوسف صاحب زنجبار کے علاقے کے مبلغ کہتے ہیں۔ بچے مسجد سے باہر کھیل رہے تھے تو ایک بزرگ وہاں سے گزرے انہوں نے خوش ہو کر بچوں کو ٹافیاں خریدنے کے لیے چودہ سوشلنگ دیے۔ بچے پیسے لے کر ایک احمدی دکاندار کے پاس گئے اور ان پیسوں کے سکے تبدیل کروالیے۔ چھوٹا چینج کروالیا۔ اور اپنے اپنے حصوں کے پیسے بجائے ٹافیاں خریدنے کے چینج کرالیے۔ نوٹ تڑوالیا اور سب بچے سکے لے کر مسجد آئے اور اپنے اپنے حصے کے پیسوں میں سے ایک ایک سوشلنگ چندہ ادا کیا اور بڑی خوشی سے اپنی اپنی رسید اپنے پاس رکھی۔ جب احمدی دکاندار کو علم ہوا کہ بچوں نے چندہ ادا کرنے کے لیے سکے تبدیل کروائے تھے تو اس کی بھی حیرت کی انتہا نہیں رہی۔ اور یہی بچے ہیں جوان شاء اللہ جماعت احمدیہ کی مضبوط بنیادیں بن جائیں گے۔

پھر بچوں کی قربانی کا ایک اور عجیب نظارہ ہے۔ یہ بھی تنزانیہ کا ہی ہے۔ اس کے بارے میں سموئے (Samuye) کے معلم لکھتے ہیں کہ جماعت میں تین بچے ہیں جو چوتھی جماعت میں پڑھتے ہیں، باقاعدگی سے مسجد میں تعلیمی اور تربیتی کلاسز میں شامل ہوتے ہیں۔ تینوں بچوں کے گھرانے مالی لحاظ سے غریب ہیں۔ کوئی مستقل آمدنی کا ذریعہ نہیں۔ گذشتہ ماہ سے یہ آپس میں مقابلہ کرتے تھے اور مقابلے میں چندہ تحریک جدید ادا کرنے کی طرف ان کی دوڑ لگی ہوئی تھی۔ ہر ایک علیحدگی میں اپنا چندہ لاتا تھا اور کوشش کرتا تھا کہ جتنی بھی رقم اس کے پاس موجود ہے وہ ادا کرے اور اس طرح انہوں نے کسی نے پانچ سو، کسی نے چار سو، سات سوشلنگ جو بھی ان کے پاس تھا دیا اور کہتے ہیں کہ جب ایک دفعہ میں نے ان سے پوچھا کہ تم جو یہ چندہ تحریک جدید لاتے ہو، یہ پیسے کہاں سے لے کے آتے ہو؟ ایک نے بتایا کہ اپنی والدہ کے ساتھ جنگل میں لکڑیاں کاٹنے میں مدد کرواتا ہوں تو جیب خرچ کے طور پر جو پیسے ملتے ہیں اس میں سے چندہ تحریک جدید کے لیے رکھ لیتا ہوں اور کہتے ہیں کہ جب سے میں نے چندہ ادا کرنا شروع کیا ہے ہمیشہ لکڑیوں کے گاہک فوری طور پہ مل جاتے ہیں اور کبھی نقصان نہیں ہوا۔ دوسرے بچے نے بتایا کہ وہ بھی اپنی جیب خرچ میں سے چندے کی رقم علیحدہ کرتا ہے۔ تیسرے بچے نے بتایا کہ اس کے گھر کے قریبی درختوں پر پھل وغیرہ لگتے ہیں۔ کبھی کبھار وہ اپنے کھانے کے لیے پھلوں سے زائد کو بیچ بھی دیتا ہے جس سے حاصل ہونے والی رقم سے چندہ ادا کر دیتا ہے۔ ان تینوں بچوں نے چندے کی برکات کا بھی بیان کیا کس طرح چندہ کی ادائیگی سے ان کی زندگی میں سکون محسوس ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو ایمان و اخلاص میں بڑھاتا چلا جائے۔ یہ ہے ایمان جس سے ہمارے بچے بھی مزہ لوٹتے ہیں۔

بیلیز، دنیا کے بالکل دوسرے کونے سے ایک اَور بچے کی مثال۔ ایک، ایک کونہ، ایک دوسرا کونہ لیکن سوچیں کیسی ایک جیسی مثالیں ہیں۔ مبلغ انچارج بیلیز لکھتے ہیں کہ بیلیز میں ایک چودہ سال کے بچے نے مسجد کی تعمیر کے دوران اپنی ساری جمع پونجی مسجد کے لیے پیش کی۔ اس نے تحریک جدید میں بھی قربانی کی ایک اعلیٰ مثال پیش کی ہے۔ بچہ بہت غریب ہے۔ بہت غریب گھرانے سے اس کا تعلق ہے۔ مشکل سے ان کے والد گھر کی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ کہتے ہیں جب مربی صاحب نے تحریک جدید کی اہمیت کے بارے میں بتایا تو اس بچے نے ایک ڈالر پیش کیا اور کہا کہ یہ میرے گھر والوں کی طرف سے ہے اور مربی صاحب بہت خوش ہوئے کیونکہ ان کے لیے مالی لحاظ سے اتنی قربانی کرنا بھی بہت بڑی بات تھی لیکن اس بچے دانیال نے کہا کہ میرا نام اس میں نہ لکھیں۔ یہ میں نے اپنے گھر والوں کی طرف سے دیا ہے۔ میں اپنا حصہ بعد میں دوں گا۔ چنانچہ اگلے دن اس بچے نے مزید دس ڈالر پیش کیے اور کہا مجھے یقین ہے کہ اللہ ہمارے گھر والوں پر ضرور فضل کرے گا۔ اپنی طرف سے بھی ساتھ ہی پیش کر دیے۔

کس طرح اللہ تعالیٰ نئے شامل ہونے والوں کے دل میں قربانی کا جوش پیدا فرماتا ہے اور کس طرح انہیں نوازتا ہے۔ اس بارے میں مراکش کے ایک صاحب نورالدین صاحب کہتے ہیں 2017ء میں بیعت کے بعد مالی قربانی میں حصہ لینا شروع کیا تو اس وقت میری آمدن بالکل معمولی تھی۔ کہتے ہیں ایک دن جماعت کی ویب سائٹ پر انہوں نے میرا خطبہ سنا جہاں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ اور دیگر احمدیوں کی مالی قربانیوں کا بتا رہا تھا۔ تو کہتے ہیں کہ اس سے میرے دل میں ایک جوش پیدا ہوا اور چند دن کے بعد صدر جماعت مراکش سے میں نے کہا کہ میں نظام وصیت میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ انہوں نے بعض شرائط اور فرائض بتائے جس سے میرا جوش مزید بڑھا اور وصیت کر لی۔ پھر چند ماہ بعد میرے حالات بہتر ہو گئے اور مجھے ایک کمپنی میں اچھی تنخواہ والا جاب مل گیا۔ میں اب اسی کمپنی میں ایک اَور شہر میں بطور مینیجر کام کر رہا ہوں۔ میری تنخواہ صرف تین سال میں تین گنا ہو چکی ہے۔ کمپنی کا اعتماد مجھ پر اس حد تک بڑھا کہ جب میں مراکش کے دارالحکومت سے دوسرے شہر جانے لگا تو مجھے مینیجر نے کہا کہ اگر تمہاری طرح کام کرنے والا کوئی اور احمدی ہو اور جاب چاہتا ہو تو بتاؤ۔ کہتے ہیں یہ سن کر میں بڑا جذباتی ہوا۔ آنکھوں میں آنسو آئے۔ میں نے اپنے شہر کے ایک احمدی دوست سے بات کی اور اسے یہ جاب مل گئی۔ اسے بھی اب مینیجر بنا دیا گیا ہے۔ تو کہتے ہیں چندہ دینے کی وجہ سے میری فیملی کا مجھ پر پریشر ہے اور بعض رشتہ داروں کی طرف سے بھی استہزا کا سامنا ہے لیکن اللہ کا شکر ہے کہ مجھے چندے کی ادائیگی کی وجہ سے کبھی مالی مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

آسٹریلیا کے مربی صاحب پرتھ سے لکھتے ہیں کہ ایک خادم ہے جس نے ابھی اس سال کا تحریک جدید کا

چندہ ادا نہیں کیا ہوا تھا۔ چندہ ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی تو اس نے بتایا کہ کووِڈ کی وجہ سے کام نہیں ملا۔ مالی مشکلات ہیں لیکن چند روز بعد دوبارہ ملا تو اس نے بتایا کہ میں نے اپنا چندہ پورا کرنے کے لیے گھر کا کچھ سامان تھا وہ بیچا ہے تا کہ چندہ ادا کر سکوں اور کہتے ہیں جیسے ہی میں نے ایسا کیا ابھی کچھ دن گزرے تھے کہ مجھے کام کے اعتبار سے چار نئے کنٹریکٹ مل گئے اور ساتھ ہی ایک نئی جاب بھی مل گئی جو سارے ایکسپینسز ، (All Expenses Paid Job) تھی اور اس کی انکم بھی پہلے سے زیادہ بڑھ کر تھی اور پھر میں نے دیکھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو اپنے گھر کا سامان بیچ کے میں نے چندہ ادا کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے فوراً لوٹا بھی دیا۔

پھر آسٹریلیا ساؤتھ کے ایک دوسرے شہر کے سیکرٹری تحریک جدید کہتے ہیں۔ ایک مخلص دوست کا چندہ تحریک جدید بقایا تھا۔ جب توجہ دلائی گئی تو وہ کہتے ہیں میں نے اپنا گھر بیچنے کے لیے لگایا ہوا ہے جونہی گھر بکے گا میں ادائیگی کر دوں گا۔ دو دن کے بعد اس کو فون آیا اور انہوں نے کہا کہ اللہ کے فضل سے میرا گھر غیر متوقع طور پر منافع میں بکا ہے اور انہیں یقین تھا کہ چندہ کی ادائیگی کے وعدہ کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے وعدے سے چھ گنا زیادہ تحریک جدید میں چندہ کی ادائیگی کر دی۔ اللہ تعالیٰ جب دنیاوی منافعوں سے بھی نوازتا ہے تو اس سے بھی ایک احمدی کی اس طرف توجہ ہوتی ہے کہ یہ میرے کسی کمال کی وجہ سے نہیں بلکہ قربانی کا نتیجہ ہے اور یہ ایک احمدی کی سوچ ہے کسی اور کو یہ سوچ نہیں آ سکتی۔

ارجنٹائن کے مبلغ لکھتے ہیں کہ مَیں نے مالی قربانی کی طرف توجہ دلانے کے لیے ایک مضمون لکھا اور اس میں میرے خطبہ کے یہ الفاظ لکھے کہ نو مبائعین کو بتایا جائے کہ مالی قربانی دینی ضروری ہے۔ ان کو بتائیں کہ تمہارے پاس جو احمدیت کا پیغام پہنچا ہے یہ تحریک جدید میں مالی قربانی کرنے والوں کی وجہ سے پہنچا ہے

اس لیے اس میں شامل ہوں تا کہ تم اپنی زندگیوں کو بھی سنوارنے والے بنو اور اس پیغام کو آگے پہنچانے والے بھی بنو۔ یہ اقتباس انہوں نے میرے خطبہ سے لیا اور شائع کیا۔ کہتے ہیں جب یہ مضمون افراد جماعت کو بھجوایا گیا تو ایک خادم انس حزقیل (Anas Ezequiel) صاحب نے میرے سے رابطہ کیا اور کہا کہ وہ تحریک جدید کے چندے کی ادائیگی کے لیے مشن ہاؤس آنا چاہتے ہیں۔ سخت گرمی کے باوجود سکول کی چھٹی کے فوراً بعد پبلک بس پر ایک گھنٹے سے زائد سفر کر کے وہ مشن ہاؤس پہنچے اور ایک ہزار ارجنٹین پیسو (Argentine peso) تحریک جدید کے لیے پیش کیے۔ کہتے ہیں مجھے بڑا تعجب ہوا۔ ان کے معاشی حالات ایسے نہیں تھے اور ابھی خود سکول کے طالب علم ہیں۔ ان کی آمد کا خاص ذریعہ بھی نہیں تھا۔ فیملی کے حالات بھی اتنے اچھے نہیں تھے۔ کہتے ہیں پیسوں کی قلت کی وجہ سے اس دن موصوف نے خود بھی دوپہر کا کھانا نہیں کھایا ہوا تھا۔ پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ ان کے دل پر خلیفہ وقت کے اس اقتباس نے خاص اثر پیدا کیا ہے کہ نو مبائعین کو بھی تحریک جدید میں اس لیے شامل ہونا چاہیے کیونکہ ان تک احمدیت کا پیغام تحریک جدید کے توسط سے پہنچا ہے۔ کہنے لگے کہ ایک طرف میں نے یہ الفاظ پڑھے اور دوسری طرف اسی دن قرآن کی آیت کا مطالعہ کیا جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ شہداء اور ان کی قربانیوں کو فوت شدہ مت خیال کرو بلکہ وہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہیں۔ کہنے لگے کہ میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں بھی ایسی قربانی کروں جس کے فوائد اور نتائج میرے فوت ہونے کے بعد بھی زندہ رہیں۔ کہنے لگے کہ میری فیملی نے جو سب غیر مسلم ہیں میری سالگرہ کے موقع پر کچھ رقم تحفہ کے طور پر دی تھی۔ چنانچہ اس رقم میں سے جو بھی میرے پاس اس وقت باقی تھا وہ سب کا سب میں نے تحریک جدید میں پیش کر دیا ہے تا کہ اس رقم سے دوسروں تک احمدیت کا پیغام پہنچ سکے جس طرح کہ مجھ تک پہنچا ہے۔ یہ ہے جو احمدیت قبول کرنے کے بعد لوگوں میں انقلابی حالت پیدا ہوتی ہے۔

نئے احمدی ہوں یا پرانے، کوئی بھی جب سنتا ہے کہ جماعت احمدیہ کس طرح پیسے خرچ کرتی ہے اور کہاں کہاں خرچ کرتی ہے تو اس کا ایک خاص اثر ہوتا ہے۔ جن جماعتوں میں اس طرف توجہ کم ہے اگر وہ اس طرف توجہ دیں اور مقاصد بتائیں اور اہمیت بتائیں تو ان کے چندے بڑھ سکتے ہیں۔ بہرحال لائبیریا کا ایک واقعہ ہے۔ ایک لوکل معلم مرتضیٰ صاحب ہیں اور ایک ایسی جماعت میں ہیں جہاں زیادہ تر نو مبائعین ہیں اور عیسائیت سے اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ وہ بتاتے ہیں کہ تحریکِ جدید کے سلسلہ میں اپنی ایک جماعت کے دورے پر گئے جس وقت وہ گاؤں پہنچے تو دوپہر کا وقت تھا۔ زیادہ تر لوگ باہر اپنے کھیتوں میں کام کے لیے گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے وہاں موجود لوگوں کو بتایا کہ میں آج رات یہیں قیام کروں گا اور اس وقت تک واپس نہیں جاؤں گا جب تک سو فیصد احباب اس بابرکت تحریک میں شامل نہ ہو جائیں۔ رات کو جب سب لوگ گاؤں واپس آئے تو انہوں نے ساری جماعت کے سامنے تحریک جدید کی عظیم تحریک کا پس منظر اور اہمیت بیان کی اور سب کو شامل ہونے کی تحریک کی۔ اللہ کے فضل سے سب احباب نے اور خواتین نے بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیا۔ اگلی صبح جب واپس جانے لگے تو کسی نے کہا کہ ایک دوست الفانسو صاحب ہیں جو دو ماہ سے باہر اپنے کھیتوں میں رہ رہے ہیں اور وہ تحریک جدید میں شامل نہیں ہوئے لیکن آپ ان کے پاس پہنچ نہیں سکتے کیونکہ ایک تو ان کی زمین بہت دور ہے۔ دوسرے بارشوں کی وجہ سے راستہ بھی بند ہے۔ معلم صاحب نے کہا کہ میں ان کے پاس بھی پہنچوں گا تا کہ آپ کی جماعت کے سو فیصد احباب اس بابرکت تحریک میں شامل ہوں۔ احباب جماعت نے روکنے کی کوشش کی لیکن انہوں نے اصرار کیا۔ کچھ دوست بہرحال ان کے ساتھ ہو لیے۔ اڑھائی گھنٹے کے پیدل سفر کے بعد جب یہ لوگ الفانسو صاحب کے پاس پہنچے تو ان کو بھی حیرت ہوئی اور خوشی بھی ہوئی۔ فوری طور پر انہوں نے تحریک جدید کا چندہ ادا کیا۔ الفانسو صاحب کے بیوی بچے بھی ان کے ساتھ ہی مقیم تھے۔ بیوی ابھی احمدی نہیں ہوئی تھی۔

یہ سارا منظر دیکھ کر اس کی بیوی نے کہا کہ میں احمدیوں کے دین کی خدمت کے جذبہ سے بہت متاثر ہوئی ہوں چنانچہ آج سے میں بھی اس جماعت میں داخل ہوتی ہوں اور میرے بچے بھی اس جماعت کا حصہ ہوں گے۔ اس طرح اس کی برکت سے ایک خاندان کو احمدیت میں شامل ہونے کی بھی توفیق مل گئی۔

بیعت میں آنے کے بعد کس طرح لوگوں کو ادراک ہوتا ہے کہ مالی قربانی کس قدر ضروری ہے۔ مالی سے ایک مبلغ لکھتے ہیں: ایک ریجن میں ایک صاحب سیڈو صاحب ہیں۔ ایک روز احمدیہ مشن ہاؤس کیتا میں تشریف لائے اور یہ کہتے ہوئے اپنا تحریک جدید کا چندہ پیش کیا کہ تحریک جدید کا سال ختم ہونے والا تھا اور میں کافی دنوں سے پریشان تھا کہ خدا تعالیٰ مجھے توفیق دے اور میں تحریک جدید کا کیا ہوا وعدہ پورا کر سکوں اور آج مجھے خدا تعالیٰ نے توفیق دی ہے اور میں آیا ہوں۔ ایک ٹانگ سے معذور تھے۔ ان کو جب کہا گیا کہ آپ نے کیوں تکلیف کی، بتا دیتے ہم خود آپ کے پاس پہنچ جاتے۔ تو بڑے جوش سے بولے کہ میں نے امام مہدی کو مانا ہے اور میں ظاہری جسمانی کمزوری کے باوجود اپنے آپ کو کچھ تندرست لوگوں سے زیادہ بہتر سمجھتا ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے دین کا درد رکھتا ہوں اور شاید ایسی حالت میں میرا خدا تعالیٰ کے دین کی بہتری کے لیے یہاں تک پیدل چل کر آنا اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو جائے اور میری بخشش کا سبب ہو جائے۔

بینن سے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک لوکل معلم موتوواما (Moutowama) ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ وہ اپنے زون کی ایک نو مبائع جماعت میں دورے پر گئے۔ وہاں کے صدر جماعت اسماعیل صاحب نے کہا ہم شروع سے مسلمان ہیں اور ہمیشہ ہر سال کچھ نہ کچھ مالی قربانی یا فی سبیل اللہ کے نام پر اللہ کی راہ میں اپنے امام کو دیتے چلے آئے ہیں۔ یہ پہلا سال تھا کہ ہم احمدی ہوئے ہیں اور پہلی بار ہم نے جماعت احمدیہ میں مالی قربانی کی ہے۔ اس سے قبل امام کو ہم جو بھی دیتے تھے وہ انہی کے تصرف میں آتا تھا لیکن جب ہم نے جماعت احمدیہ کے مبلغ سلسلہ سے مالی قربانی میں دی جانے والی رقم کے مصارف کے متعلق سوال کیا اور جواب میں جو عظیم الشان مصارف انہوں نے ہمیں مالی قربانی کے بتائے اس سے ہم نا آشنا تھے۔ جماعت اس معمولی سی دی گئی رقم کو بھی ضائع نہیں کرتی بلکہ اس معمولی دی گئی رقم کو بھی پوری دنیا میں ہونے والے چھوٹے بڑے ہر طرح کے فلاحی کاموں اور اشاعت اسلام میں صرف کرتی ہے اور ایک شخص جو چند فرانک بھی چندہ دیتا ہے وہ اس کا بہترین اجر پاتا ہے۔ چنانچہ قربانی کے اس فلسفے کو سمجھ کر ہم نے تحریک جدید میں چندہ دیا اور ہم نے محسوس کیا کہ اس سال ہمارے گھروں میں مالی مشکلات بھی نہیں آئیں اور ہماری اور ہمارے بچوں کی صحت پر جو ہم آئے دن خرچ کرتے تھے وہ بھی امسال نہیں کرنا پڑا۔ ہماری نمازوں کی حاضری پہلے سے بہتر ہو گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہماری حفاظت فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس بار مالی قربانی کے بعد ہمیں دلی سکون اور اطمینان بھی تھا کہ ہماری قربانی رائیگاں نہیں گئی۔ اب لوگ کہتے ہیں کہ جی افریقہ میں رہنے والے دُور دراز کے اَن پڑھ لوگ سوچ ہی نہیں رکھتے۔ یہ ایسی پختہ سوچ اور ایسے اعلیٰ خیالات ہیں کہ بڑے پڑھے لکھے لوگوں کے بھی ذہنوں میں نہیں آتے۔ کس طرح انہوں نے سارا کچھ بیان کیا اور مالی قربانی کی اہمیت کس طرح ان پر واضح ہوئی۔ یہ ہے انقلاب جو بیعت کے بعد لوگوں میں پیدا ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اسلام کی اشاعت کے لیے قربانی کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی پاک کمائی سے قربانی کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ قربانی مقبول بھی ہو اور اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو۔

اب میں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان بھی کروں گا اور بعض کوائف بھی پیش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ستاسیواں (87) سال 31 ؍اکتوبر کو ختم ہوا تھا۔ اٹھاسیواں (88) سال شروع ہو چکا ہے اور اللہ کے فضل سے تحریک جدید کے مالی نظام میں جماعت کو 15.3 ملین پاؤنڈ کی مالی قربانی کی توفیق ملی جو پچھلے سال سے آٹھ لاکھ بیالیس ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے۔

جرمنی دنیا بھر کی جماعتوں میں نمایاں طور پر آگے ہے۔ پاکستان کے اقتصادی حالات بھی خراب ہیں۔ قربانیوں میں تو وہ بڑھتے ہیں۔ ان کے لیے بھی دعا کریں۔ علاوہ اس کے آج کل ویسے بھی مشکلات میں گرفتار ہیں۔ آئے دن کوئی نہ کوئی مقدمے بازی اور کسی نہ کسی کے خلاف کیس بنتا رہتا ہے اور قانون جو ہے وہ ان کو جتنا دبا سکتا ہے، تنگ کر سکتا ہے، کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی پریشانیوں کو بھی دور کرے اور وہ بھی آزادی سے اپنی تمام activities کر سکیں۔ اجتماعات بھی ہوں۔ جلسے بھی ہوں اور کھل کر اپنی قربانیوں کے اظہار بھی کر سکیں۔ وہ تو اظہار نہیں کریں گے لیکن ان کے اظہار ہم کر سکیں۔ مجبوریوں کی وجہ سے ان کی بعض قربانیوں کا ذکر بھی نہیں کیا جا سکتا۔

بہرحال اس کے علاوہ جو قربانی کرنے والے ہیں جرمنی کا تو میں نے بتایا نمبر ایک ہے۔ اس کے بعد برطانیہ ہے۔ پھر امریکہ نمبر تین پہ ہے۔ نمبر چار پہ کینیڈا۔ نمبر پانچ پہ مڈل ایسٹ کی ایک جماعت ہے۔ نمبر چھ پہ بھارت ہے۔ نمبر سات پہ آسٹریلیا۔ نمبر آٹھ پہ انڈونیشیا۔ نمبر نو پہ گھانا۔ نمبر دس پہ پھر مڈل ایسٹ کی ایک جماعت ہے۔

افریقن ممالک میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے نمایاں پوزیشن جو ہے وہ گھانا کی ہے۔ پھر نائیجیریا کی۔ پھر برکینا فاسو کی۔ پھر تنزانیہ کی۔ پھر سیرالیون کی۔ سیرالیون میں پہلے بھی میں نے کہا تھا کہ بہتری ہو سکتی ہے اور بہت بہتری کی گنجائش ہے لیکن جو توجہ دینی چاہیے وہ دے نہیں رہے۔ اگر صحیح طرح لوگوں کو بتایا جائے تو لوگ قربانی کرنے والے ہیں جیسا کہ میں نے واقعات بتائے ہیں۔ پھر گیمبیا ہے۔ پھر بینن۔ پھر یوگنڈا۔ پھر کینیا۔ پھر

لائبیریا۔

شاملین میں اضافے کے لحاظ سے نائیجیریا نمبر ایک پہ ہے۔ پھر گیمبیا ہے۔ پھر سینیگال ہے۔ پھر گھانا۔ پھر تنزانیہ۔ پھر گنی کنا کری۔ ملاوی۔ یوگنڈا۔ گنی بساؤ۔ کونگو کنشا سا۔ برکینا فاسو۔ کونگو برازاویل۔

اور شاملین میں افریقہ کے علاوہ جو دوسرے ملک ہیں ان میں بڑی جماعتوں میں جو اضافہ ہوا ہے اس میں جرمنی نمبر ایک پہ ہے۔ پھر برطانیہ ہے۔ پھر ہالینڈ ہے۔ پھر بنگلہ دیش ہے۔ پھر ماریشس ہے۔

دفتر اول کے کھاتے اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام جاری ہیں۔

جرمنی کی پہلی دس جماعتیں جو ہیں ان میں روئڈر مارک (Rödermark)۔ نوئس (Neuss)۔ مہدی آباد (Mehdi-Abad)۔ کولون (Köln)۔ روڈ گاؤ (Rodgau)۔ نیڈا (Nidda)۔ فلورس ہائم (Flörsheim)۔ پنے برگ (Pinneberg)۔ فرانکنتھال (Frankenthal) اور اوسنا بروک (Osnabrück)۔

جو پہلی دس لوکل امارتیں ہیں ان میں ہیمبرگ (Hamburg)۔ فرینکفرٹ (Frankfurt)۔ گروس گیراؤ (Gross-Gerau)۔ ڈٹسن باخ (Dietzenbach)۔ ویزبادن (Wiesbaden)۔ مورفلڈن (Mörfelden)۔ ریڈشٹڈ (Riedstadt)۔ من ہائم (Mannheim)۔ ڈامشٹڈ (Darmstadt) اور روسلز ہائم (Rüsselsheim)۔

پاکستان میں تحریک جدید کی قربانی میں وصولی کے لحاظ سے لاہور اول ہے۔ پھر ربوہ ہے۔ پھر کراچی ہے۔ ضلعوں میں اسلام آباد کا ضلع ہے۔ پھر گوجرانوالہ۔ سیالکوٹ ہے۔ پھر عمر کوٹ ہے۔ پھر ملتان ہے۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ ہے۔ میر پور خاص ہے۔ اٹک ہے۔ میر پور آزاد کشمیر ہے اور ڈیرہ غازی خان ہے۔

اور وصولی کے اعتبار سے زیادہ قربانی کرنے والی امارت ڈیفنس لاہور ہے۔ امارت گلشن اقبال کراچی ہے۔ امارت عزیز آباد کراچی ہے۔ امارت ٹاؤن شپ لاہور ہے۔ امارت ماڈل ٹاؤن لاہور ہے۔ امارت مغل پورہ لاہور ہے۔ امارت دہلی گیٹ لاہور ہے۔ امارت کلفٹن کراچی ہے۔ بہاولنگر شہر ہے۔ حافظ آباد شہر ہے۔

برطانیہ کے پہلے پانچ ریجن جو ہیں ان میں مسجد بیت الفتوح ریجن ہے۔ پھر نمبر دو پہ مسجد فضل ریجن ہے۔ پھر اسلام آباد ریجن ہے۔ پھر مڈلینڈز (Midlands) ریجن۔ بیت الاحسان ریجن۔ اور مجموعی وصولی کے لحاظ سے برطانیہ کی پہلی دس بڑی جماعتیں یہ ہیں: فارنہم (Farnham) پھر اسلام آباد۔ پھر ساؤتھ چیم (South Cheam)۔ پھر مسجد فضل۔ پھر ووسٹر پارک (Worcester Park)۔ برمنگھم (Birmingham)۔ ساؤتھ والسال (South Walsall)۔ آلڈر شاٹ (Aldershot) جلنگھم (Gillingha)۔ ٹلفورڈ (Tilford)۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے امریکہ کی جو جماعتیں ہیں وہ ہیں میری لینڈ (Maryland)۔ لاس اینجلیس (Los Angeles)۔ ڈیٹرائٹ (Detroit)۔ سیلیکون ویلی (Silicon Valley)۔ شکاگو (Chicago)۔ سیئٹل (Seattle)۔ سینٹرل ورجینیا (Central Virginia)۔ اوش کوش (Oshkosh)۔ اٹلانٹا (Atlanta)۔ جارجیا (Georgia)۔ پھر ساؤتھ ورجینیا (South Virginia)۔ پھر ہیوسٹن (Houston)۔ پھر یارک (York) پھر بوسٹن (Boston)۔

وصولی کے لحاظ سے کینیڈا کی لوکل امارات ہیں وان (Vaughan)۔ پھر پیس ویلج (Peace Village) اور کیلگری (Calgary) دونوں برابر ہیں۔ پھر وینکوور (Vancouver)۔ پھر ٹورانٹو ویسٹ (Toronto West)۔ پھر ٹورانٹو (Toronto)۔

انڈیا کی پہلی دس جماعتیں جو ہیں ان میں قادیان نمبر ایک پہ ہے۔ پھر کوئمبٹور (Coimbatore) ہے۔ پھر حیدرآباد ہے۔ پھر کرولائی (Karulai) ہے۔ پھر پتھہ پریم۔ کلکتہ۔ بنگلور۔ کیرنگ۔ کالی کٹ۔ میلا پالم۔ اور قربانی کے لحاظ سے جو صوبہ جات ہیں ان میں کیرالہ نمبر ایک پہ ہے۔ پھر تامل ناڈو۔ پھر جموں کشمیر۔ پھر کرناٹک۔ تلنگانہ۔ اڑیسہ۔ پنجاب۔ بنگال۔ دہلی۔ لکش دیپ۔

آسٹریلیا کی پہلی دس جماعتیں یہ ہیں میلبرن لانگ وارن (Melbourne Long Warren)۔ کاسل ہل (Castle Hill)۔ مارسڈن پارک (Marsden Park)۔ میلبرن بیروک (Melbourne Berwick)۔ ایڈیلیڈ ساؤتھ (Adelaide South)۔ پین رتھ (Penrith)۔ اے سی ٹی کینبرا (ACT Canberra)۔ پیراماٹا (Paramatta)۔ ایڈیلائڈ ویسٹ (Adelaide West)۔ اللہ تعالیٰ تمام قربانی کرنے والوں کے اموال ونفوس میں برکت عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......(الفضل انٹرنیشنل 26 نومبر 2021)......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو لوگ بُرے لوگوں میں رہتے ہیں اور باوجود قدرت کے ان کو برائی سے نہیں روکتے اللہ تعالیٰ اُن کو ان کے مرنے سے پہلے سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔

(ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب الامر والنھی)

طالب دعا: اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

مخالفین کے اکابر اور پیشواؤں کا نام تعظیم سے لکھا گیا تھا اور مقصود یہ تھا کہ ہماری اس نرمی اور تہذیب کے بعد ہمارے مخالف اپنی عادات سابقہ کی کچھ اصلاح کریں مگر لیکھ رام کی کتابوں نے ثابت کر دیا کہ یہ امید بھی غلط تھی۔ ہم نہیں چاہتے کہ بے محل اس قصے کو چھیڑیں۔ صرف ہمیں ان لوگوں کی حالت پر افسوس آتا ہے جنہوں نے سچائی کا خون کر کے یہ الزام ہم پر لگانا چاہا کہ گویا مخالفوں کے مقابل پر ابتدا تمام سختیوں اور تمام بدگوئیوں اور تمام تحقیر اور توہین کے الفاظ کا ہم سے ہوا ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جو حمایت اسلام کا دم مارتے ہیں۔ جن کا یہ خیال ہے کہ گویا سخت گوئی ہماری سرشت میں ایک لازم غیر منفک ہے جس نے مہذب مخالفوں کو جوش دلایا۔ اگر اس قابل رحم انجمن کی یہ رائے ہے جس کو ابزرور نے شائع کیا ہے تو اس نے بڑی غلطی کی کہ گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں پادریوں کی شکایت میں میموریل روانہ کیا۔ کیونکہ جبکہ میری ہی تحریک اور جوش دینے سے یہ سب کتابیں لکھی گئی ہیں تو طریق انصاف تو یہ تھا کہ میری شکایت میں میموریل بھیجتے۔

ایک ہزار روپے کا پُرشوکت انعامی چیلنج

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

میں سچّے دل سے اس بات کو بھی لکھنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی کی نظر میں یہی سچ ہے کہ بدگوئی کی بنیاد ڈالنے والا میں ہی ہوں اور میری ہی تالیفات نے دوسری قوموں کو توہین اور تحقیر کا جوش دلایا ہے تو ایسا خیال کرنے والا خواہ آبزرور کا ایڈیٹر ہو یا انجمن حمایت اسلام لاہور کا کوئی ممبر یا کوئی اور اگر وہ ثابت کر دکھاوے کہ یہ تمام سخت گوئیاں جو پادری فنڈل سے شروع ہو کر امہات المومنین تک پہنچیں یا جو اندرمن سے ابتدا ہو کر لیکھرام تک ختم ہوئیں۔ میری ہی وجہ سے برپا ہوئی تھیں تو میں ایسے شخص کو تاوان کے طور پر ہزار روپیہ نقد دینے کو طیار ہوں۔

مخالفوں کیساتھ سختی کی ابتدا نہیں کرنی چاہئے اور اگر وہ کریں تو حتی الوسع صبر کرنا چاہئے

یہ بات درحقیقت سچ ہے کہ جس حالت میں ایک طرف میرا یہ مذہب ہے کہ ہرگز مخالفوں کے ساتھ اپنی طرف سے سختی کی ابتدا نہیں کرنی چاہئے اور اگر وہ خود کریں تو حتی الوسع صبر کرنا چاہئے بجز اس صورت کے کہ جب عوام کا جوش دبانے کے لئے مصلحت وقت پر قدم مارنا قرین قیاس ہو اور پھر دوسری طرف عملی کارروائی میری یہ ہو کہ یہ تمام شور قیامت میں نے ہی اٹھایا ہو جس کی وجہ سے ہمارے مخالفوں کی طرف سے ہزارہا کتابیں تالیف ہو کر ملک میں شائع کی گئیں اور ہزارہا قسم کی توہین اور تحقیر ظہور میں آئی یہاں تک کہ قوموں میں باہم سخت تفرقہ اور عناد پیدا ہوا تو اس حالت میں بلاشبہ میں ہر ایک تاوان اور سزا کا مستحق ہوں اور یہ فیصلہ کچھ مشکل نہیں اگر کوئی ایک گھنٹہ کیلئے ہمارے پاس بیٹھ جائے تو جیسا کہ ایک شکل آئینہ میں دکھائی جاتی ہے ویسا ہی یہ تمام واقعات بلاکم وبیش کتابوں کے مقابلہ سے ہم دکھا سکتے ہیں۔ (ایضاً صفحہ 385 تا 389)

ان لوگوں نے باوجود ہزار ہا روپیہ اسلام کا جمع کرنیکے اسلام کی حقیقی مدد کیا کی؟

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

یہ سچ ہے کہ مسلمانوں نے تائید اسلام کے دعوے پر جابجا انجمنیں قائم کر رکھی ہیں۔ لاہور میں بھی تین انجمنیں ہیں۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ باوجودیکہ عیسائیوں کی طرف سے دس کروڑ کے قریب مخالفانہ کتابیں اور رسائل نکل چکے ہیں اور تین ہزار کے قریب ایسے اعتراضات شائع ہو چکے جن کا جواب دینا مولویوں اور ان انجمنوں کا فرض تھا جنہوں نے ہر ایک رسالہ میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہم مخالفوں کے سوالات کے جواب دیں گے ان حملوں کا ان انجمنوں نے کیا بندوبست کیا اور کون کونسی مفید کتاب دنیا میں پھیلائی۔ ہم بقول ان کے کافر سہی دجال سہی سخت گو سہی مگر ان لوگوں نے باوجود ہزار ہا روپیہ اسلام کا جمع کرنے کے اسلام کی حقیقی مدد کیا کی؟ (ایضاً صفحہ 392)

ہماری رائے ہمیشہ سے یہی ہے کہ نرمی اور تہذیب سے حملہ کرنیوالوں کا ردّ لکھنا چاہئے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

ہماری رائے ہمیشہ سے یہی ہے کہ نرمی اور تہذیب اور معقولی اور حکیمانہ طرز سے حملہ کرنے والوں کا ردّ لکھنا چاہئے اور اس خیال سے دل کو خالی کر دینا چاہئے کہ گورنمنٹ عالیہ سے کسی فرقہ کی گوشمالی کرا دیں۔ مذہب کے حامیوں کو اخلاقی حالت دکھلانے کی بہت ضرورت ہے۔ اس طرح پر مذہب بدنام ہوتا ہے کہ بات بات میں ہم اشتعال ظاہر کریں۔ (ایضاً صفحہ 402)

آئندہ شمارہ میں ہم انشاء اللہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور انعامی چیلنج قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔ (منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو شخص قرآن مجید خوش الحانی سے اور سنوار کر نہیں پڑھتا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

(ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب کیف یستحب الترتیل فی القراءۃ)

طالب دُعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (کرناٹک)

ہم یہ ایمان اور یقین رکھتے ہیں کہ قرآن کریم کی تعلیم کامل اور مکمل اور ہر زمانے کے مسائل کا حل ہے اور اس پر عمل کیے بغیر نہ ہی دنیا کے مسائل حل ہو سکتے ہیں نہ ہی معاشرے کے مختلف طبقوں کے حقوق ادا ہو سکتے

اللہ تعالیٰ ان دنیا داروں اور ان دنیاوی حکومتوں کو عقل دے اور اپنی اناؤں کی بجائے انسانیت کو بچانے کی فکر کرنے والے ہوں

قرآن کریم، احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں اُن حقوق کا بیان جن پر عمل کر کے ہی حقیقت میں مختلف طبقوں کے حقوق قائم ہو سکتے ہیں

دوستوں، مریضوں، یتیموں کے حقوق اور جنگ کرنے والوں کے حقوق نیز معاہدوں کی پاسداری کی بابت اسلام کی بے مثال تعلیمات کا بصیرت افروز بیان

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ برطانیہ 2021ء کے تیسرے روز سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا معرکہ آرا، بصیرت افروز اور دل نشیں اختتامی خطاب فرمودہ 8/اگست 2021ء بروز اتوار بمقام حدیقۃ المہدی (جلسہ گاہ) آلٹن ہمپشئر، یو.کے

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

آج میں مختلف طبقات کے جو حقوق ہیں جیسا کہ کل میں نے لجنہ میں بھی اظہار کیا تھا ان کے بارے میں اسی تسلسل کو جاری رکھوں گا جو 2019ء کے جلسہ کی آخری تقریر میں مَیں نے کیا تھا۔ اور جو مختلف طبقوں کے اسلام نے قائم فرمائے ہیں اور یہ سب حقوق قرآن کریم، حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں پیش کروں گا جن پر عمل کر کے ہی حقیقت میں مختلف طبقوں کے حقوق قائم ہو سکتے ہیں۔

ہم یہ ایمان اور یقین رکھتے ہیں کہ قرآن کریم کی تعلیم کامل اور مکمل اور ہر زمانے کے مسائل کا حل ہے اور اس پر عمل کیے بغیر نہ ہی دنیا کے مسائل حل ہو سکتے ہیں نہ ہی معاشرے کے مختلف طبقوں کے حقوق ادا ہو سکتے ہیں۔ اس لیے ہمیں دنیا کے سامنے اس تعلیم کو پیش کرنے کیلئے کسی شرم، جھجک اور احساس کمتری کی ضرورت نہیں۔ ہمیں حقوق کے بارے میں دنیا داروں کے بنائے ہوئے اصول و قواعد کو اپنانے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی کسی قسم کا دفاعی انداز اپنانے کی ضرورت ہے بلکہ قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں دنیا داروں کو اور حقوق کے نام نہاد علمبرداروں کو اسلامی تعلیم کی روشنی میں اپنے پیچھے چلنے کی دعوت کی ضرورت ہے تا کہ ہر لحاظ سے ہر طبقہ کے حقوق کی حفاظت ہو اور دنیا میں امن اور سلامتی کی فضا حقیقت میں پیدا ہو اور قائم ہو۔ یہ یقینی بات ہے کہ معاشرے کے مختلف طبقات کے حقوق اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتے جب تک کہ اس بات پر یقین نہ ہو کہ ہمارا ایک پیدا کرنے والا خدا ہے اور اس کا حق ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ”حق اللہ کیا ہے؟ یہی کہ اسکی عبادت کرنا اور اسکی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا اور ذِکرُ اللہ میں لگے رہنا۔ اسکے اوامر کی تعمیل اور نواہی سے اجتناب کرنا، اس کے محرمات سے بچتے رہنا۔“

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 319)

اور جب خدا تعالیٰ کا یہ تصور ہوگا تو پھر اسکے احکامات پر بھی عمل کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوگی اور اسکے احکامات کی ایک بہت بڑی اکثریت اسکی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی ہے۔ اللہ تعالیٰ جو سب طاقتوں کا مالک ہے، ربّ ہے، ہر چیز دینے والا ہے اس کی شکرگزاری ایک انسان پر لازم ہے کہ کس طرح وہ اپنی ربوبیت، رحمانیت اور رحیمیت کے نظارے دکھاتا ہے۔ اسکے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم سے کوئی نیک سلوک کرے اور تم اس کا شکریہ ادا نہیں کرتے تو تم اللہ تعالیٰ کے بھی شکرگزار نہیں ہو۔ (سنن الترمذی ابواب البرّ والصّلة بَابُ مَا جَاءَ فِي الشُّكْرِ لِمَنْ أَحْسَنَ إِلَيْكَ حدیث 1954)

پس اللہ تعالیٰ نے تو ہر موقع پر ہمیں بتایا کہ تم ایک دوسرے کے حق ادا کرو تبھی میرے حق ادا کرنے والے بنو گے۔ اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری کیلئے بھی بندوں کی شکرگزاری کا کہہ کر اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کو بھی بندوں کے حق کی ادائیگی سے مشروط کر دیا۔ پس یہ ہے اسلام کی خوبصورت تعلیم اور یہ ہے اسلام کا خدا جو ایک دوسرے کے حقوق کو اس طرح قائم کرنے کی تلقین فرماتا ہے۔

اب میں بعض حقوق کا ذکر کروں گا۔ پہلے میں جو حقوق بیان کر چکا ہوں اس میں حقوق اللہ کے کچھ ذکر کے ساتھ والدین کے حقوق، اولاد کے حقوق، بچوں اور بچیوں کے حقوق، میاں بیوی کے حقوق، بہن بھائی کے حقوق، رشتہ داروں کے حقوق، ہمسایوں کے حقوق، بیواؤں کے حقوق، بوڑھوں کے حقوق، دشمنوں کے حقوق، غلام اور لونڈی کے حقوق، غیر مسلموں کے حقوق کا ذکر تھا۔ اب ان حقوق کی تفصیل ہی ایسی ہے کہ دنیا دار اس کے قریب بھی پہنچ نہیں سکتے اور یہیں پر بس نہیں جیسا کہ میں نے کہا کچھ اَور بھی حقوق کی فہرست ہے جس میں سے کچھ کا آج میں ذکر کروں گا جن کے قائم کرنے کی اسلام اپنے ماننے والوں کو تلقین کرتا ہے کہ یہ ادا کرو تب تم حقیقی مومن اور مسلمان کہلا سکتے ہو بلکہ جب ہم تفصیل میں جاتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اسلام جانوروں تک کے حقوق قائم کرتا ہے اور پھر یہ نہیں کہ حکم دے دیا کہ یہ حقوق قائم کرو۔ اسلام کی تعلیم پر چلنے والوں نے اس پر عمل کر کے بھی دکھایا۔

بہرحال آج بیان کرنے کیلئے مختلف طبقات کے جو حقوق میں نے منتخب کیے ہیں ان میں سے ایک دوستوں کا حق ہے۔ دیکھیں کس تفصیل سے اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری راہنمائی فرمائی ہے کہ تمہارے حقیقی دوست وہی ہو سکتے ہیں جن کے دل صاف ہیں۔ اگر دل صاف نہیں تو پھر دوستی کیسی اور جب ایسے لوگوں کو دوست بنا لو جن کے دل صاف ہیں تو پھر ان کا حق بھی ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۖۚ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ (آل عمران: 119) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے لوگوں کو چھوڑ کر دوسروں کو جگری دوست نہ بناؤ۔ وہ تم سے برائی کرنے میں کوئی کمی نہیں کرتے۔ وہ پسند کرتے ہیں کہ تم مشکل میں پڑو۔ یقیناً بغض ان کے مونہوں سے ظاہر ہو چکا ہے اور جو کچھ ان کے دل چھپاتے ہیں وہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ یقیناً ہم تمہارے لیے آیات کو کھول کھول کر بیان کر چکے ہیں اگر تم عقل رکھتے ہو۔

پھر اللہ تعالیٰ نے دوستوں کو بھی قریبی رشتہ داروں کی فہرست میں شامل کر کے بھائی چارے کی ایسی فضا پیدا کی ہے جو قربت کے احساس کو بڑھائے۔ دوستوں کے معیار کیا ہونے چاہئیں؟ جب اس طرح دوستی ہو جائے تو اسے قائم بھی رکھنا ہے۔ اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں حضرت ابواُمامہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ کی خاطر محبت کی اور اللہ کی خاطر نفرت کی اور اللہ کی خاطر دیا اور اللہ ہی کی خاطر کچھ دینے سے رکا رہا تو یقیناً اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔ (سنن ابو داؤد کتاب السنة باب الدلیل علی زیادة الایمان ونقصانہ حدیث 4681)

خدا کی خاطر دوستی نبھانا، یہی حقیقی دوستی قائم رکھ سکتا ہے اور رکھتا ہے۔ عارضی دوستی نہیں ہوتی جس میں دراڑیں پڑ جائیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی محبت کے بغیر دوستی ہے وہ دوستی عارضی ہوتی ہے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت عمر بن خطابؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً اللہ کے بندوں میں کچھ ایسے بھی ہوں گے جو انبیاء اور شہیدوں میں سے نہ ہوں گے لیکن قیامت والے دن اللہ کے پاس ان کے رتبہ کی تعریف انبیاء اور شہداء بھی کر رہے ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! کون لوگ ہوں گے وہ؟ آپؐ نے فرمایا وہ جو اللہ کی خاطر محبت کرنے والے ہوں گے کیونکہ ان کے درمیان نہ کوئی رشتہ داری ہو گی نہ ہی کوئی لین دین کا معاملہ ہوگا۔ اللہ کی قسم! ان کے چہرے نور سے پُر ہوں گے اور وہ نور سے بھرے ہوں گے۔ جب قیامت والے دن لوگ خوفزدہ ہوں گے تو اس وقت ان کو نہ تو خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔ (سنن ابو داؤد ابواب الاجارة باب فی الرھن، حدیث 3527)

پس یہ ہے آپس کی محبت اور دوستی کرنے کا نتیجہ اور اللہ تعالیٰ کا ہم پہ یہ احسان۔

پھر حضرت ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بھی مسلمان اپنے بھائی کے لیے اس کی غیر موجودگی میں دعا مانگتا ہے تو فرشتہ اس کے حق میں کہتا ہے کہ تیرے لیے بھی اسی طرح ہو۔

(صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار باب فضل الدعاء للمسلمین بظھر الغیب حدیث 6927)

یہاں صرف حقیقی بھائی مراد نہیں ہے ان کیلئے تو عموماً انسان دعا مانگتا ہے۔ اس بھائی چارے میں غیر رشتہ دار اور دوست بھی شامل ہیں۔ اسلام نے پیار کی ایسی بنیاد ڈالی ہے کہ جس کی مثال نہیں ہے۔ یہ بھائی چارہ اور دوستی ہی ہے جو ایک دوسرے کیلئے دعا کرنے کی طرف راغب کرتی ہے اور فرشتوں کی دعا لینے کا بھی ذریعہ بن جاتی ہے۔

پھر حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آپس میں بغض نہ رکھو اور نہ حسد کرو اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو اور اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ اور کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق رکھے۔ (صحیح بخاری کتاب الادب باب الھجرة حدیث 6076) یہ ہے بھائی چارے کا اور دوستی کا حق ادا کرنا۔

حضرت ابواُسَید مالک بن رَبیعہ سَاعِدی بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ قبیلہ بنوسَلَمہ میں سے ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے والدین کی وفات کے بعد کیا اب بھی ان سے نیکی کرنے کا کوئی طریقہ ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ ان کیلئے دعا اور استغفار کرنا، ان کے عہد کو ان کے بعد پورا کرنا۔ جو بھی انہوں نے عہد کیے تھے ان کو پورا کرنا اور اس رشتہ سے صلہ رحمی کرنا جس سے صلہ رحمی صرف انہی کے واسطے سے کی جا سکتی تھی اور ان کے دوست کے ساتھ عزت سے پیش آنا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب، ابواب النوم، باب فی برالوالدین حدیث 5142)

اب یہاں صرف ہم مذہب دوست مراد نہیں یا انہی کا ذکر نہیں ہے بلکہ عمومی دوست کا ذکر ہے۔ یہ ہے دوستی کا حق کہ والدین کے دوستوں کا بھی تم نے حق ادا کرنا ہے۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ انسان اپنے والد کے دوستوں کی خاطر مدارات کرے جبکہ والد کا انتقال ہو چکا ہو۔ (سنن ابی داؤد کتاب الادب، ابواب النوم، باب فی برالوالدین حدیث 5143) مزید اسے کھولا اور نسلوں تک دوستی کا یہ حق قائم فرما دیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”اصل بات یہ ہے کہ ہمارے دوستوں کا تعلق ہمارے ساتھ اعضاء کی طرح سے ہے اور یہ بات ہمارے روزمرہ کے تجربہ میں آتی ہے کہ ایک چھوٹے سے چھوٹے عضو مثلاً انگلی ہی میں درد ہو تو سارا بدن بے چین اور بے قرار ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ٹھیک اسی طرح ہر وقت اور ہر آن میں ہمیشہ اسی خیال اور فکر میں رہتا ہوں کہ میرے دوست ہر قسم کے آرام اور آسائش سے رہیں۔ یہ ہمدردی اور یہ غمخواری کسی تکلف اور بناوٹ کی رو

سے نہیں بلکہ جس طرح والدہ اپنے بچوں میں سے ہر واحد کے آرام و آسائش کے فکر میں مستغرق رہتی ہے خواہ وہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں اسی طرح مَیں لِلّٰہی دلسوزی اور غمخواری اپنے دل میں اپنے دوستوں کیلئے پاتا ہوں اور یہ ہمدردی کچھ ایسی اضطراری حالت پر واقع ہوئی ہے کہ جب ہمارے دوستوں میں سے کسی کا خط کسی قسم کی تکلیف یا بیماری کے حالات پر مشتمل پہنچتا ہے تو طبیعت میں ایک بے کلی اور گھبراہٹ پیدا ہو جاتی ہے اور ایک غم شامل حال ہو جاتا ہے اور جوں جوں احباب کی کثرت ہوتی جاتی ہے۔ اسی قدر یہ غم بڑھتا جاتا ہے اور کوئی وقت ایسا خالی نہیں رہتا جب کہ کسی قسم کا فکر اور غم شامل حال نہ ہو کیونکہ اس قدر کثیر التعداد احباب میں سے کوئی نہ کوئی کسی نہ کسی غم اور تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس کی اطلاع پر ادھر دل میں قلق اور بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔ میں نہیں بتلا سکتا کہ کس قدر اوقات غموں میں گزرتے ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی ہستی ایسی نہیں جو ایسے ہموم اور افکار سے نجات دیوے۔ اس لیے میں ہمیشہ دعاؤں میں لگا رہتا ہوں اور سب سے مقدم دعا یہی ہوتی ہے کہ میرے دوستوں کو ہموم اور غموم سے محفوظ رکھے کیونکہ مجھے تو ان کے ہی افکار اور رنج غم میں ڈالتے ہیں اور پھر یہ دعا مجموعی ہیئت سے کی جاتی ہے کہ اگر کسی کو کوئی رنج اور تکلیف پہنچی ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کو نجات دے۔ ساری سرگرمی اور پورا جوش یہی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کروں۔ دعا کی قبولیت میں بڑی بڑی امیدیں ہیں۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 105-106)

یہ تو افراد جماعت کیلئے فرمایا۔ اسی طرح آگے بھی اپنے دوستوں کیلئے فرمایا کہ ”ہمارا تعلق دوستوں سے اس قدر ہے کہ جس قدر دوست ہوتے ہیں اور ان کے اہل و عیال ہیں گویا ہمارے ہی ہیں۔ کسی عزیز کے جدا ہونے پر اس قدر دکھ ہوتا ہے کہ جیسے کسی کو اپنے عزیز سے عزیز اولاد کے مر جانے کا ہوتا ہے۔“ (ماخوذ از ملفوظات جلد 2 صفحہ 197)

پھر آپؑ دوستی کے معیار کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ کیا معیار ہونا چاہیے۔ ایک مثال دے کے بیان فرماتے ہیں کہ چوری بھی ایک بُری صفت ہے لیکن اگر اپنے دوستوں کی چیز بلا اجازت استعمال کر لی جائے تو معیوب نہیں۔ عام دنیاداروں میں دیکھا جاتا ہے بشرطیکہ دوست ہوں دوستی پکی ہے تو بغیر پوچھے بھی استعمال کر لی، چیز نکال لی تو کوئی بری بات نہیں۔ یہ چوری نہیں۔ واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ دو شخصوں میں باہمی دوستی کمال درجہ کی تھی اور ایک دوسرے کا محسن تھا۔ اتفاقاً ایک شخص سفر پر گیا۔ دوسرا اسکے بعد اسکے گھر میں آیا اور اسکی کنیز سے دریافت کیا کہ میرا دوست کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ سفر کو گیا ہے۔ پھر اس نے پوچھا کہ اسکے روپیہ والے صندوق کی چابی تیرے پاس ہے؟ کنیز نے کہا کہ ہاں میرے پاس ہے۔ اس کے سیف (Safe) کی چابی میرے پاس ہے یہاں چھوڑ گیا ہے۔ اس نے کنیز سے وہ صندوق منگوایا وہ سیف منگوا کر جہاں رقم رکھی ہوئی تھی چابی لی اور خود کھول کر کچھ روپیہ اس میں سے لے لیا۔ جب صاحب خانہ (گھر والا) واپس آیا تو کنیز نے کہا کہ آپ کا دوست گھر میں آیا تھا۔ یہ سن کر صاحب خانہ کا رنگ زرد ہو گیا اور اس نے پوچھا کہ کیا کہتا تھا؟ کنیز نے کہا کہ اس نے مجھ سے صندوق اور چابی منگوا کر خود آپ کا روپیہ والا صندوق کھولا اور اس میں سے روپیہ نکال کر لے گیا۔ پھر تو وہ صاحب خانہ، جو گھر والا تھا، جو مالک تھا اس کنیز پر اس قدر خوش ہوا کہ بہت ہی پھولا اور صرف اس صلہ میں کہ اس نے اسکے دوست کا کہا مان لیا اس کو ناراض نہیں کیا۔ ناکام واپس نہیں لوٹایا۔ اس کنیز کو اس نے آزاد کر دیا اور کہا کہ اس نیک کام کے اجر میں جو کہ تجھ سے ہوا میں آج ہی تجھے آزاد کرتا ہوں۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 5 صفحہ 268)

پس یہ ایسی دوستی اور اخوت ہے جس کا حق ایک دوسرے کو ادا کرنا چاہیے۔ اس دوستی کے حق کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کس خوبصورت انداز میں بیان فرماتے ہیں کہ ”میرا یہ مذہب ہے کہ جو شخص ایک دفعہ مجھ سے عہد دوستی باندھے۔ مجھے اس عہد کی اتنی رعایت ہوتی ہے کہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اور کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے میں اس سے قطع نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر وہ خود قطع تعلق کر دے تو ہم لاچار ہیں۔ ورنہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اگر ہمارے دوستوں سے کسی نے شراب پی ہو اور بازار میں گرا ہوا ہو اور لوگوں کا ہجوم اس کے گرد ہو تو بلا خوف لومۃ لائم کے اسے اٹھا کر لے آئیں گے۔ عہد دوستی بڑا قیمتی جوہر ہے۔ اس کو آسانی سے ضائع کر دینا نہ چاہئے اور دوستوں سے کیسی ہی ناگوار بات پیش آوے اسے اغماض اور تحمل کے محل میں اتارنا چاہئے۔“ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 8)

اب کوئی مرید تو ایسی بات نہیں کرے گا۔ یہ آپ عام دوستوں کی ہی بات کر رہے ہیں۔ یہ ہے دوستی کے حق کا معیار کہ ایک دفعہ دوست کہہ دیا تو پھر آخر تک اس کا ساتھ نبھایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بچوں کا کام ہے کہ اپنے والدین کے دوستوں سے بھی حسن سلوک کریں اور ان کا حق ادا کریں۔ جیسا کہ بیان ہوا۔

پھر اسلام نے روزے کی بھی مسلمانوں کو تلقین فرمائی ہے لیکن مریض کا حق بھی قائم فرما دیا۔ اگر مریض ہے تو روزہ کی رخصت ہے جب تک کہ صحت نہیں ہو جاتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَيَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ فَمَنۡ كَانَ مِنۡكُمۡ مَّرِيۡضًا اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنۡ اَيَّامٍ اُخَرَ (البقرۃ: 185) گنتی کے چند دن ہیں پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا کسی سفر پر ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔ پس یہ حق ہے کہ اس کو چھوٹ بھی دے دی۔ یہ نہیں ہے کہ ضرور مریض نے بھی روزہ رکھنا ہے۔ بعض زبردستی اپنے اوپر ٹھونس لیتے ہیں وہ غلط کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اسلام نے تمہیں اجازت دی ہے کہ اگر تم نے سفر میں یا مریض ہونے کی حالت میں رکھ بھی لیا ہے تو بعد میں بہر حال پورا کرنا پڑے گا۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 9 صفحہ 430)

پھر مریض کا اسلامی معاشرے میں حق قائم کرنے کیلئے چھوٹی چھوٹی خواہشات کا بھی احترام کرنے کی ہدایت ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی عیادت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کو کیا خواہش ہے؟ اس کی خواہش پوچھی۔ وہ بولا مجھے گندم کی روٹی کی خواہش ہے۔ یہ حال تھا صحابہؓ کا کہ گندم کی روٹی میسر نہیں تھی۔ یہ خواہش تھی کہ گندم کی روٹی تھوڑی سی مل جائے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس گندم کی روٹی ہو وہ اپنے بھائی کیلئے بھجوا دے۔ اب یہ کوئی عام چیز نہیں تھی کہ ہر ایک کے گھر میں موجود ہے۔ فرمایا جس کے پاس ہے وہ اس کی خواہش پوری کر دے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کا مریض کسی چیز کی خواہش کرے تو اس کو وہ کھلا دیا کرو۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي عِيَادَةِ الْمَرِيضِ حدیث 1439)

حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مریض کی عیادت کی تو آسمان سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ تُو بہت اچھا ہے۔ تیرا چلنا بہت اچھا ہے اور تُو نے جنت میں اپنا گھر بنا لیا ہے۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ عَادَ مَرِيضًا حدیث 1443) مریض کی عیادت پہ بھی اللہ تعالیٰ اس طرح نوازتا ہے۔

مریض کیلئے دعا بھی اسکا حق ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا اسوہ کیا تھا۔ حضرت عائشہ بنت سعدؓ سے روایت ہے کہ ان کے والد حضرت سعدؓ نے کہا میں بیمار ہو گیا۔ اس وقت میں مکہ میں تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کیلئے تشریف لائے۔ آپؐ نے اپنا دستِ مبارک میری پیشانی پر رکھا۔ پھر میرے سینے اور پیٹ پر اپنا ہاتھ پھیرا۔ پھر کہا اے ہمارے اللہ! سعد کو شفا عطا فرما اور ان کی ہجرت مکمل فرما۔ (سنن ابو داؤد کتاب الجنائز باب الدُّعَاءِ لِلْمَرِيضِ بِالشِّفَاءِ عِنْدَ الْعِيَادَةِ حدیث 3104) لمبی زندگی کی دعا دی۔

مریض کی عیادت کرنا اور اس کا حق ادا کرنا کتنا بڑا اجر دیتا ہے، اس بارے میں حضرت علیؓ نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جو اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کیلئے آیا وہ جنت کے پھل کی چنائی کے وقت اس میں چل رہا ہے یہاں تک کہ وہ بیٹھ جائے۔ جب وہ بیٹھتا ہے تو رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے اگر صبح کا وقت ہو تو ستر ہزار فرشتے اس پر رحمت بھیجتے ہیں یہاں تک کہ شام ہو جائے اور اگر شام کا وقت ہو تو ستر ہزار فرشتے اس پر رحمت بھیجتے ہیں یہاں تک کہ صبح ہو جائے۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ عَادَ مَرِيضًا حدیث نمبر: 1442) تو یہ ہے مریض کی عیادت کا اجر۔ پھر عیادت کا طریق سکھاتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مریض کی مکمل عیادت یہ ہے کہ تم میں سے عیادت کرنے والا اپنا ہاتھ اس کی پیشانی پر رکھے جیسا کہ پہلے بھی حدیث میں گزر گیا۔ آپؐ نے جس طرح رکھا یا آپؐ نے فرمایا: اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھے۔ پھر اس سے پوچھے وہ کیسا ہے؟ اور تمہارا اکمل ترین تحفہ تمہارا آپس میں مصافحہ کرنا ہے۔

(سنن الترمذی کتاب الاستئذان والآداب عن رسول اللہ باب مَا جَاءَ فِي الْمُصَافَحَةِ حدیث نمبر 2731)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مریضوں کے کس طرح حق ادا کرتے تھے اس بارے میں ایک روایت ہے۔ ایک قریشی صاحب کئی روز سے بیمار ہو کر دارالامان میں حضرت حکیم الامت کے علاج کیلئے آئے، علاج کروانے کیلئے آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے متعدد مرتبہ حضرت حجۃ اللہ کے حضور دعا کیلئے التجا کی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہم دعا کریں گے۔ کہتے ہیں ایک دن شام کو اس نے بذریعہ حضرت حکیم الامت التماس کی کہ میں حضور مسیح موعودؑ کی زیارت کا شرف حاصل کرنا چاہتا ہوں مگر پاؤں کے متورم ہونے کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکتا۔ پاؤں سوجا ہوا ہے۔ چل نہیں سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اگلے دن ان کے مکان پر جا کر دیکھنے کا وعدہ فرمایا کہ کل میں آ جاؤں گا۔ چنانچہ وعدے کے ایفا کیلئے آپؑ سیر کو نکلتے ہی خدام کے حلقہ میں اس مکان پر پہنچے جہاں وہ فروکش تھا۔ آپؑ کچھ دیر تک مریض کے عام حالات دریافت فرماتے رہے اسکے پاس بیٹھے رہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 317-318)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ کہتے ہیں کہ عیادت کیلئے بعض اوقات آپؑ نے سفر بھی کیے۔ لدھیانہ میں ایک میر عباس علی صاحب صوفی تھے۔ ابتدا میں حضرت اقدسؑ کے ساتھ ان کو بڑی محبت اور اخلاص تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان کی بیماری کا خط ملا۔ آپؑ نے باوجودیکہ خود بیمار تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اور پھر مصروف بھی تھے مگر حقِ دوستی اور اخوت کی اس قدر رعایت کی کہ خود ان کی عیادت کیلئے لدھیانہ جانا ضروری سمجھا۔

مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس وعدے کے مطابق 14 / اکتوبر 1884ء کو لدھیانہ تشریف لے گئے اور میر صاحب کی عیادت کر کے واپس چلے آئے اور خدا تعالیٰ نے میر صاحب کو شفا بھی دے دی۔ (ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعودؑ از شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ 183، 184) (باقی آئندہ)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 21 / ستمبر 2021)

شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

ارشاد باری تعالیٰ

هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ (الصّف: 10)

ترجمہ: وہی خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دیکر مبعوث فرمایا تا کہ وہ اسے تمام ادیان باطلہ پر غالب کر دے۔

طالب دُعا: نور الہدیٰ، جماعت احمدیہ سملیہ (جھارکھنڈ)

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا رَبَّکُمُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ (سورۃ البقرۃ: 22)

ترجمہ: اے لوگو! تم عبادت کرو اپنے ربّ کی جس نے تمہیں پیدا کیا

طالبِ دعا: صبیحہ کوثر، جماعت احمدیہ بھونیشور (اڈیشہ)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد ایم۔اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

تولیّتِ کعبہ

یہ بتایا جا چکا ہے کہ مکّہ میں سب سے پہلے آباد ہونے والا قبیلہ جرہم الثانیہ تھا۔ ان کے رئیس مضاض بن عمرو کی لڑکی سے حضرت اسمٰعیل کی شادی ہوئی جس سے بارہ بچے پیدا ہوئے۔ جن میں سے بڑے کا نام نابت اور اُس سے چھوٹے کا نام قیدار تھا۔ اہلِ عرب زیادہ تر قیدار بن اسمٰعیل کی اولاد ہیں اور قریش بھی قیدار کی نسل سے ہیں۔ جب تک حضرت اسمٰعیل زندہ رہے، وہ خود کعبہ کے متولّی تھے لیکن ان کی وفات کے بعد اُن کے بڑے صاحبزادے نابت متولّی ہوئے۔ جب یہ بھی وفات پا گئے تو کعبہ کی تولیت نابت کے نانا مضاض بن عمرو کے پاس آ گئی اور پھر ایک بڑے لمبے عرصہ تک قبیلہ جرھم ہی کے پاس رہی۔ مگر ایک طویل زمانہ کے بعد بنوقحطان کی ایک شاخ قبیلہ خزاعہ نے قبیلہ جرھم پر غلبہ پالیا اور کعبہ کی تولیت اُن سے چھین لی۔

قبیلہ جرھم کو مکّہ سے نکالے جانے کا سخت صدمہ ہوا اور وہ یہاں سے نکل کر پھر یمن کی طرف ہجرت کر گئے لیکن مکّہ سے نکلنے سے پہلے اُن کے رئیس عمرو بن الحرث نے اپنے قومی اموال کو چاہِ زمزم میں ڈال کر اُسے اُوپر سے بند کر دیا اور اس طرح جب قبیلہ خزاعہ کے لوگ مکّہ میں داخل ہوئے تو یہ مقدس چشمہ غائب تھا اور پھر یہ سینکڑوں سال تک بند رہا حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب نے اس کا نشان پتہ لگا کر اسے پھر جاری کیا۔ بہرحال قبیلہ جرھم کے بعد قبیلہ خزاعہ مکّہ کا حاکم اور کعبہ کا متولی ہوا۔ کعبہ میں بُت پرستی کی آمد اسی قبیلہ خزاعہ کے رئیس عمرو بن لحیّ کی طرف منسوب کی جاتی ہے جسے شام میں بُت پرستوں کو بُت پوجتے دیکھ کر یہ خواہش پیدا ہوئی تھی کہ کعبہ میں بھی ایسے بُت ہوں اور لوگ انہیں پوجیں۔ چنانچہ اس نے چند بُت شام سے لا کر کعبہ کے آس پاس قائم کئے۔ چونکہ اس وقت کعبہ عرب کا مذہبی مرکز بن چکا تھا اور لوگ ہر سال یہاں حج کے واسطے جمع ہوتے تھے اس لیے اس ذریعہ سے تمام ملک میں بُت پرستی پھیل گئی۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس سے پہلے عرب کے کسی حصہ میں بُت پرستی نہ تھی بلکہ صرف یہ مقصد ہے کہ کعبہ میں بتوں کی آمد عرب کے ہر حصہ میں بُت پرستی کے پھیل جانے اور مستحکم ہو جانے کا بڑا باعث ہوئی، چنانچہ اس کے بعد آہستہ آہستہ صرف کعبہ میں بتوں کی تعداد 360 تک پہنچ گئی۔ ایک بڑے عرصہ کے بعد کعبہ کی تولیت قبیلہ خزاعہ کے ہاتھ سے بھی نکل گئی۔ اس کی وجہ لکھتے ہوئے مؤرخین ایک عجیب قصّہ بیان کرتے ہیں، جس کا یہاں درج کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

فہر بن مالک کی اولاد یعنی قبیلہ قریش میں پانچویں صدی عیسوی کے نصف کے قریب ایک شخص گذرا ہے جس کا نام قُصَیَّ بن کلاب تھا۔ یہ بہت سمجھدار شخص تھا اور نوجوانی کے ایّام میں ہی اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہو گئی تھی کہ مکّہ کی حکومت اور کعبہ کی تولیت اسماعیلؑ کی اولاد کا وِرثہ ہے جو کسی اور قوم کے ہاتھ میں نہیں رہنا چاہئے۔ چنانچہ وہ مکّہ آیا اور آہستہ آہستہ رسوخ پیدا کر کے حلیل بن حبشیہ خزاعی کی لڑکی حبّٰی سے شادی کر لی جو اس زمانہ میں قبیلہ خزاعہ کا رئیس تھا اور اس وقت اُسی کے ہاتھ میں کعبہ کی تولیت تھی۔ حلیل جب مرنے لگا تو اُس نے یہ وصیت کی کہ میرے بعد کعبہ کی تولیت میری لڑکی حبّٰی زوجہ قُصَیَّ کے سپرد ہو۔ اس طرح کعبہ کی تولیّت عملاً قُصَیَّ کے ہاتھ میں آ گئی۔ مگر قُصَیّ کا دل صرف ایک مختار کی حیثیت پر تسلّی نہیں پا سکتا تھا بلکہ وہ ایک اصل حقدار کے طور پر مکّہ کا حاکم اور کعبہ کا متولی بننا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے آہستہ آہستہ اپنا حق جمانا شروع کیا۔ جب قبیلہ خزاعہ کے لوگوں کو اس کا علم ہوا تو وہ سخت برہم ہوئے اور لڑائی پر آمادہ ہو گئے۔ اُدھر قُصَّی نے بھی اپنی قوم کے لوگ جمع کر لیے اور دونوں قبیلوں کے درمیان سخت جنگ ہوئی۔ آخر اس بات پر صلح ہوئی کہ کسی شخص کو ثالث مقرر کیا جاوے جو فیصلہ یہ ثالث کرے اُسے فریقین قبول کر لیں۔ چنانچہ ایک شخص عمرو بن عوف ثالث مقرر ہوا جس نے یہ فیصلہ دیا کہ کعبہ کی تولیّت کا اصل حقدار قُصَیَّ ہے اور یہ کہ جتنے آدمی قبیلہ خزاعہ کے مارے گئے ہیں ان کا کوئی فِدیہ نہیں لیکن قُصَیَّ کے تمام مقتولوں کا فِدیہ قبیلہ خزاعہ ادا کرے۔ اس طرح ایک بڑے لمبے عرصہ کے بعد کعبہ کی تولیّت پھر بنواسمٰعیل میں آ گئی۔ اور چونکہ کعبہ کی تولیّت دنیوی جاہ و اِقتدار کا ذریعہ بھی تھی کیونکہ وہ قبیلہ جس کے ہاتھ میں یہ تولیت ہوتی تھی تمام عرب میں خاص عزت و احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا، اس لیے قریش اس ذریعہ سے بہت معزز مکرم ہو گئے۔

کعبہ کی دوبارہ سہ بارہ تعمیر

ہر دنیوی چیز کے ساتھ ٹوٹ پھوٹ کا سلسلہ لگا ہوا ہے، چنانچہ کعبہ بھی حضرت ابراہیمؑ کی تعمیر کے بعد کئی دفعہ گرا اور کئی دفعہ بنا۔ بعض اوقات کسی سیلاب کے زور سے جو مکّہ کی وادی میں کبھی کبھی آ جاتا تھا اس کی عمارت کو نقصان پہنچ جاتا تھا اور اس کے متولی اسے گِرا کر پھر تعمیر کرتے تھے اور بعض اوقات آگ یا کسی اور حادثہ کے نتیجہ میں ایسا کرنا پڑتا تھا۔ چنانچہ ہر اس قوم کو کعبہ کی تعمیر کرنی پڑی جس کے ہاتھ میں اس کی تولیت گئی۔ بنو جرھم، خزاعہ اور قریش سبھی نے اپنے اپنے وقت میں اس کی تعمیر کی۔ قُصَیَّ نے بھی ایک دفعہ اس کی تعمیر کی اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قریش نے اسے دوبارہ تعمیر کیا اور انہوں نے اس کے اندر کچھ ترمیمات بھی کیں۔ چنانچہ انہوں نے اس کی بلندی کو زیادہ کر کے اُس کے اُوپر چھت ڈالی اور اس کے اندر چھ ستون بنائے اور چھت میں ایک روشندان بنایا اور کعبہ کے دروازے کو اونچا کر دیا۔ مگر چونکہ ان کے پاس سامان تھوڑا تھا اس لیے وہ کعبہ کو اس کی اصل ابراہیمی بنیادوں پر کھڑا نہ کر سکے، بلکہ انہوں نے ایک طرف کو قریباً سات ہاتھ جگہ چھوڑ دی۔ اس چھوڑے ہوئے حصّہ کو حطیم یا حجر کہتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کعبہ کا حصہ ہی قرار دیا ہے۔ چنانچہ طواف کے وقت اس حصّہ کے باہر سے ہو کر گذرنا ضروری ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ عائشہ سے فرمایا کہ ”حطیم خانہ کعبہ کا ہی حصّہ ہے اور قریش نے اسے اس لیے باہر چھوڑ دیا تھا کہ ان کے پاس خرچ تھُڑ گیا تھا اور اُنہوں نے کعبہ کے دروازے کو اس لیے اونچا کر دیا تھا کہ تا وہ جسے چاہیں اندر آنے دیں اور جسے چاہیں روک دیں اور اے عائشہ اگر تیری قوم نئی نئی مسلمان نہ ہوئی ہوتی اور مجھے اُن کے تزلزل کا خطرہ نہ ہوتا تو میں ان کی تعمیر کردہ عمارت کو گرا کر پھر اصل ابراہیمی بنیادوں پر ساری عمارت کو تعمیر کرتا اور حطیم کو اس کے اندر شامل کر دیتا اور اسکے دروازہ کو نیچا کر دیتا اور اس کے موجودہ دروازے کے مقابل پر ایک اور دروازہ بھی لگواتا۔“ چنانچہ 65ھ میں جب کسی وجہ سے کعبہ کی عمارت کو نقصان پہنچا تو عبداللہ بن زبیرؓ نے جو اس وقت مکّہ کے حاکم تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خواہش کو پورا کیا اور کعبہ کے اندر بجائے چھ ستونوں کے صرف تین ستون بنوائے، لیکن عبدالمالک بن مروان نے جب مکّہ پر غلبہ پایا تو غالباً اس خیال سے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کام کو نہیں کیا تو اَور کسی کو بھی اس کا حق نہیں ہے، حجاج بن یوسف کو حکم دیا کہ عبداللہ بن زبیرؓ کی تعمیر کو گرا کر پھر اسی رنگ میں عمارت بنوادی جاوے جس طرح وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی؛ چنانچہ حجاج نے ایسا ہی کیا مگر تین ستونوں والی تبدیلی کو بحال رکھا۔

کسوۃِ کعبہ

شروع شروع میں کعبہ پر کوئی غلاف وغیرہ نہ ہوتا تھا، لیکن بعد میں یمن کے ایک بادشاہ تبّع اسد نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ وہ کعبہ کو غلاف چڑھا رہا ہے چنانچہ اس نے کعبہ پر غلاف چڑھوا دیا۔ اسکے بعد غلاف چڑھانے کی رسم جاری ہو گئی۔ چنانچہ قریش کعبہ پر ہمیشہ غلاف چڑھایا کرتے تھے۔ اسلام میں بھی یہ رسم جاری رہی۔ چنانچہ آج تک کعبہ پر باقاعدہ ہر سال نیا قیمتی غلاف چڑھایا جاتا ہے اور پرانا غلاف اتار کر حاجیوں میں تقسیم یا فروخت کر دیا جاتا ہے۔ آجکل جو غلاف چڑھایا جاتا ہے وہ سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اور اس پر جگہ جگہ کلمہ طیّبہ اور قرآنی آیات لکھی ہوئی ہوتی ہیں۔

حُرمتِ کعبہ

زمانہ جاہلیت کے عربوں میں کعبہ کی عزّت غالباً کچھ اس سے بھی زیادہ تھی جو مسلمانوں کے دلوں میں ہے کیونکہ وہ کعبہ کو گویا ایک قسم کا معبود سمجھتے تھے اور اس پر چڑھاوے چڑھاتے تھے۔ یہ چڑھاوے ایک زمین دوز خزانہ میں کعبہ اور اسکے پجاریوں اور حجاج کی ضرورت کے واسطے محفوظ رکھے جاتے تھے۔ کعبہ خود تو حرم تھا ہی اسکے طفیل سے مکّہ بلکہ مکّہ کے آس پاس کا علاقہ بھی حرم قرار دیا گیا تھا جہاں ہر قسم کا کُشت و خون ممنوع تھا اَشْھُرِ حُرُم کی خصوصیّت بھی کعبہ ہی کی وجہ سے تھی تا کہ حاجی لوگ امن کے ساتھ بغیر کسی خوف و خطر کے حج کے واسطے آ جا سکیں۔ یہ بھی دستور تھا کہ جس چیز کی خاص طور پر حُرمت ظاہر کرنی ہو وہ کعبہ پر آویزاں کر دی جاتی تھی۔ چنانچہ زمانہ جاہلیت کی سات مشہور نظمیں کعبہ پر آویزاں کئے جانے کی وجہ سے ہی سبع معلّقات کہلاتی ہیں۔

کعبہ کے اردگرد مکانات کی تعمیر

اس موقع پر یہ ذکر کر دینا بھی مناسب ہوگا کہ قُصَیَّ کے زمانہ تک کسی قوم نے کعبہ کے پاس مکان نہیں بنائے تھے بلکہ اس سے کچھ ہٹ کر عارضی گھروں اور خیموں میں رہتے تھے، لیکن قُصَیَّ کی تحریک سے قریش نے کعبہ کے چاروں طرف مکانات تیار کر لیے اور مکّہ گویا باقاعدہ شہر ہو گیا۔ لیکن یہ مکانات کعبہ کے ساتھ ملحق نہ تھے بلکہ حاجیوں کے طواف کے واسطے کعبہ کے چاروں طرف کافی جگہ درمیان میں چھوڑ دی گئی تھی۔ یہ جگہ گویا مسجدِ حرام کا صحن تھا۔ خلفائے راشدین کے زمانہ میں اس جگہ کی تنگی محسوس کی گئی اور اردگرد کے مکانات گِرا کر مسجدِ حرام کا صحن وسیع کر دیا گیا......

قریش

قریش اس قبیلہ کا نام ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور جو اس زمانہ میں مکّہ میں آباد تھا۔ یہ قبیلہ عرب کی متفقہ روایات کی رُو سے حضرت اسمٰعیل کی اولاد سے ہے اور عدنانی قبائل کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے۔

قبیلہ قریش کے بانی کے متعلق روایات مختلف ہیں۔ بعض روایات میں نضر بن کنانہ کو اس کا بانی قرار دیا گیا ہے اور بعض میں فہر بن مالک کو۔ مگر یہ اختلاف عملاً واقعات پر کوئی اثر نہیں ڈالتا کیونکہ نضر بن کنانہ کے ہاں مالک بن نضر کے سوا کوئی لڑکا نہیں ہوا جس کی نسل چلی ہو اور اسی طرح مالک کے ہاں سوائے فہر کے کوئی لڑکا نہیں ہوا۔ گویا نضر کی اولاد بھی عملاً وہی ہے جو فہر کی ہے۔

قریش کی وجہ تسمیہ میں بھی اختلاف ہے۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ اس قبیلہ کو قریش کا نام ایک مچھلی کی مشابہت میں دیا گیا تھا جو بہت بڑی ہوتی ہے اور باقی مچھلیوں کو کھا جاتی ہے اور جسے عربی زبان میں قریش کہتے ہیں۔ گویا اس لفظ میں قریش کی طاقت اور اقتدار کی طرف اشارہ تھا، لیکن دوسرا گروہ یہ کہتا ہے کہ جب قُصَیَّ نے کعبہ کی تولیّت حاصل کرنے کے بعد اس قبیلہ کی مختلف شاخوں کو جمع کر کے مکّہ میں آباد کیا تو اس وقت ان کا نام قریش ہوا۔ کیونکہ عربی زبان میں قریش کے روٹ میں جمع کرنے کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔

قبیلہ قریش کی اندرونی شاخیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قریش کئی قبائل میں تقسیم ہو چکے تھے جن کا بعض اوقات آپس میں فساد بھی ہو جاتا تھا۔ گو باقاعدہ لڑائی کی نوبت کبھی نہیں پہنچی......

عرب کی اقوام میں یہ دستور تھا کہ جب تک تو ایک شخص کی اولاد میں اتحاد و اتفاق رہتا تھا وہ اس کی طرف منسوب ہوتی تھی لیکن جب آپس میں عداوت اور رقابت ہو جاتی تھی تو طرفین ایک واحد مورث کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنا پسند نہیں کرتے تھے بلکہ اپنے اپنے قبیلہ کے واسطے مشترک مورث کے نیچے کسی اور مشہور آدمی کا نام اختیار کر لیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ قُصَیَّ کی اولاد قُصَیَّ کی طرف منسوب نہیں بلکہ اُن میں سے کوئی بنو ہاشم بن گئے اور کوئی بنو امیہ اور کوئی بنو عبد الدار وغیرہ حالانکہ ان میں سے کوئی شخص بھی قَصیّ کی سی شہرت کا نہ تھا۔

قُصَیَّ بن کلاب

نضر بن کنانہ اور فہر بن مالک اپنے اپنے زمانہ میں بہت نامور اور صاحبِ اقتدار اشخاص گذرے ہیں۔ ان کے بعد پانچویں صدی عیسوی میں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قریباً سوڈیڑھ سو سال پہلے قصیّ بن کلاب نے قریش میں بہت اقتدار حاصل کیا۔ یہ شخص ایک غیر معمولی قابلیت کا مالک تھا۔ قبیلہ خزاعہ سے اس کے کعبہ کی تولیت چھین لینے کا ذکر اُوپر گذر چکا ہے اور یہ بھی بتایا جا چکا ہے کہ قصیّ نے تمام قبائلِ قریش کو اکٹھّا کر کے مکّہ میں آباد کیا۔ اسی واسطے اُسے مُجَمِّع یعنی جمع کرنے والا بھی کہتے ہیں مگر قصیّ کا کام اسی پر ختم نہیں ہوتا بلکہ اس نے اپنی قوم کی ایک باقاعدہ تنظیم کی اور مکّہ میں گویا ایک جمہوری سلطنت کی بنیاد ڈالی، جس کی تفصیل اس طرح پر ہے کہ قصیّ نے کعبہ کی تولیت اور قبیلہ قریش کے دُوسرے انتظامی کاموں کو مختلف حِصّوں میں تقسیم کر کے ان فرائض کی ادائیگی قریش کے مختلف قبائل کے رؤساء کے سپرد کر دی۔

(باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیینؐ صفحہ 77 تا 84، مطبوعہ 2006 قادیان)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(بقیہ روایت 420) اس جامع مسجد والے واقعہ کے تین چار دن بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے مکان پر ہی مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالوی کے ساتھ تحریری مباحثہ ہوا جس میں یہ باہم فیصلہ ہوا تھا کہ طرفین کے پانچ پانچ پرچے ہوں گے۔لیکن جب حضرت مسیح موعودؑ نے دیکھا کہ مولوی محمد بشیر صاحب کی طرف سے اب انہی پرانی دلیلوں کا جو غلط ثابت کی جا چکی ہیں اعادہ ہو رہا ہے اور وہ کوئی نئی دلیل پیش نہیں کرتے تو آپ نے فریق مخالف کو یہ بات جتا کر کہ اب مناظرہ کو آگے جاری رکھنا تضیع اوقات کا موجب ہے تین پرچوں پر ہی بحث کو ختم کر دیا۔اور فریق مخالف کے طعن وتمسخر کی پرواہ نہیں کی یہ مناظرہ الحق دہلی کے نام سے شائع ہو چکا ہے اور ناظرین دیکھ سکتے ہیں کہ حضرت صاحب نے واقعی اس وقت بحث کو ختم کیا کہ جب مولوی محمد بشیر کی پونجی ختم ہو چکی تھی اور صرف تکرار سے کام لیا جا رہا تھا۔دراصل انبیاء ومرسلین کو دنیا کی شہرت سے کوئی غرض نہیں ہوتی بلکہ ان کو صرف اس بات سے کام ہوتا ہے کہ دنیا میں صداقت قائم ہو جاوے اور اپنے اس مقصد کے حصول کیلئے وہ ہر اک دوسری چیز کو قربان کر دیتے ہیں ان کی سب عزتیں خدا کے پاس ہوتی ہیں اور دنیا کی عزت اور دنیا کی نیک نامی کا ان کو خیال نہیں ہوتا اور پھر جب وہ خدا کی خاطر اپنی ہر عزت اور نیک نامی کو لات مار دیتے ہیں تو پھر خدا کی طرف سے ان کیلئے آسمان سے عزت اترتی ہے اور دین و دنیا کا تاج ان کے سر کا زیور بنتا ہے۔میں اپنے اندر عجیب لذت وسرور کی لہر محسوس کرتا ہوں اور خدائے قدوس کی غیرت ومحبت، وفاداری وذرہ نوازی کا ایک عجیب نظارہ نظر آتا ہے کہ جب میں اس واقعہ کو پڑھتا ہوں کہ جب ایک دفعہ قبل دعویٰ مسیحیت لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مولوی محمد حسین بٹالوی کے مقابلہ میں بعض حنفی اور وہابی مسائل کی بحث کیلئے بلایا اور ایک بڑا مجمع لوگوں کا اس بحث کے سننے کیلئے جمع ہو گیا اور مولوی محمد حسین نے ایک تقریر کر کے لوگوں میں ایک جوش کی حالت پیدا کر دی اور وہ حضرت صاحب کا جواب سننے کیلئے ہمہ تن انتظار ہو گئے مگر حضرت صاحب نے سامنے سے صرف اس قدر کہا کہ اس وقت کی تقریر میں جو کچھ مولوی صاحب نے بیان کیا ہے اس میں مجھے کوئی ایسی بات نظر نہیں آئی کہ جو قابل اعتراض ہو اس لئے میں اس کے جواب میں کچھ نہیں کہنا چاہتا کیونکہ میرا مقصد خوانخواہ بحث کرنا نہیں بلکہ تحقیق حق ہے۔آپ کے اس جواب نے جو مایوسی اور استہزا کی لہر لوگوں کے اندر پیدا کی ہو گی وہ ظاہر ہے مگر آپ نے حق کے مقابل میں اپنی ذاتی شہرت و نام ونمود کی پرواہ نہیں کی اور ’’ڈر گئے‘‘ ’’بھاگ گئے‘‘ ’’ذلیل ہو گئے‘‘ کے طعن سنتے ہوئے وہاں سے اُٹھ آئے۔مگر خدا کو اپنے بندے کی یہ ’’شکست‘‘ جو اس کی خاطر اختیار کی گئی تمام فتحوں سے زیادہ پیاری ہوئی اور ابھی ایک رات بھی اس واقعہ پر نہ گذری تھی کہ اس نے اپنے اس بندے کو الہام کیا کہ ’’خدا کو تیرا یہ فعل بہت پسند آیا اور وہ تجھے بہت عزت اور برکت دے گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے‘‘ اور پھر عالم کشف میں وہ بادشاہ دکھائے گئے کہ جو گھوڑوں پر سوار تھے اور تعداد میں سات تھے جس میں غالباً یہ اشارہ تھا کہ ہفت اقلیم کے فرمانروا تیرے حلقہ بگوشوں میں داخل ہو کر تجھ سے برکتیں پائیں گے۔ یہ خدائی غیرت اور خدائی محبت اور خدائی وفاداری اور خدائی ذرہ نوازی کا ایک کرشمہ ہے اور حضرت صاحب پر ہی بس نہیں بلکہ ہر ایک وہ شخص جو خالصتاً خدا کی خاطر بغیر کسی قسم کی نفس کی ملونی کے خدا سے اس قسم کا پیوند باندھے گا وہ یقیناً اسے ایسا ہی مہربان پائے گا۔ لِاَنَّ ذٰلِكَ سُنَّةُ اللهِ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللهِ تَبْدِيْلًا۔الغرض حضرت مسیح موعودؑ نے مولوی محمد بشیر کے ساتھ مباحثہ کرتے ہوئے بجائے پانچ پرچوں کے تین پرچوں پر ہی بحث کو ختم کر دیا۔اور پھر غالباً اسی روز دہلی سے روانہ ہو کر پٹیالہ تشریف لے آئے جہاں ان دنوں میں ہمارے نانا جان میر ناصر نواب صاحب مرحوم ملازم تھے اور یہاں آ کر آپ نے ایک اشتہار مورخہ 31 /اکتوبر 1891ء کے ذریعہ سے مولوی محمد اسحاق کو وفات حیات مسیح ناصری کے مسئلہ میں بحث کی دعوت دی مگر کوئی مباحثہ نہیں ہوا اور اسکے بعد آپ قادیان واپس تشریف لے آئے۔مگر 1892ء کے شروع میں آپ پھر عازم سفر ہوئے اور سب سے پہلے لاہور تشریف لے گئے جہاں 31 /جنوری کو آپ کی ایک پبلک تقریر ہوئی اور مولوی عبد الحکیم صاحب کلانوری کے ساتھ ایک مباحثہ بھی ہوا جو 3 /فروری 1892ء کو ختم ہوا۔لاہور سے آپ سیالکوٹ اور سیالکوٹ سے جالندھر اور جالندھر سے لدھیانہ تشریف لے گئے اور لدھیانہ سے واپس قادیان تشریف لے آئے اور اس طرح آپ کے دعویٰ مسیحیت کے بعد کے ابتدائی سفروں کا اختتام ہوا۔1893ء کے ماہ مئی میں آپ پھر قادیان سے نکلے اور امرتسر میں ڈپٹی عبداللہ آتھم عیسائی کے ساتھ تحریری مباحثہ فرمایا جس کی روئداد جنگ مقدس میں شائع ہو چکی ہے۔یہ مباحثہ 22 /مئی 1893ء کو شروع ہو کر 5 /جون 1893ء کو ختم ہوا اور حضرت صاحب نے اپنے آخری پرچہ میں آتھم کیلئے خدا سے خبر پا کر وہ پیشگوئی فرمائی جس کے نتیجہ میں آتھم بالآخر اپنے کیفر کردار کو پہنچا۔انہی دنوں میں آپ نے ایک دن یعنی 10 ذی قعدہ 1310ھ مطابق 27 /مئی 1893ء کو مولوی عبدالحق غزنوی کے ساتھ امرتسر کی عیدگاہ کے میدان میں مباہلہ فرمایا اور گو حضرت صاحب نے اپنے اشتہار مورخہ 30 شوال 1310ھ میں ہندوستان کے تمام مشہور علماء کو جو مکفرین میں سے تھے مباہلہ کیلئے بلایا تھا لیکن سوائے مولوی عبدالحق غزنوی کے کوئی مولوی میدان میں سامنے نہیں آیا (اس ساری سرگذشت کیلئے ملاحظہ ہو حضرت صاحب کی تصانیف ازالہ اوہام والحق لدھیانہ و الحق دہلی و جنگ مقدس و اشتہارات مورخہ 30 شوال 1310ھ و مورخہ 9 /ذی قعدہ 1310ھ و نیز اشتہارات مورخہ 2 /اکتوبر و 6 /اکتوبر و 17 /اکتوبر و 23 /اکتوبر 1891ء و 28 جنوری و 3 فروری و 17 /مارچ 1892ء وخط وکتابت مابین حضرت صاحب ومیر عباس علی مورخہ 6 و 7 و 9 /مئی 1892ء و تذکرۃ المہدی حصہ اوّل وسیرۃ المسیح موعود مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ) اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اس مباہلہ میں کوئی میعاد مقرر نہیں کی گئی تھی اور نہ ہی حضرت صاحب نے فریق مخالف کیلئے بد دعا کی تھی بلکہ صرف یہی دعا کی تھی کہ اگر میں جھوٹا اور مفتری ہوں تو ’’خدا تعالیٰ وہ لعنت اور عذاب میرے پر نازل کرے جو ابتدائے دنیا سے آج تک کسی کافر بے ایمان پر نہ کی ہو‘‘ چنانچہ حضرت صاحب نے مباہلہ سے قبل ہی اپنے اشتہار مورخہ 9 ذیقعدہ 1310ھ مطابق 26 /مئی 1893ء میں یہ شائع فرما دیا تھا کہ میں صرف اپنے متعلق اس قسم کی دعا کروں گا۔چنانچہ اس مباہلہ کے بعد جو ترقی خدا نے حضرت صاحب کو دی وہ ظاہر ہے۔اس کے بعد 1896ء میں ایک اور اشتہار مباہلہ آپ نے اپنی کتاب انجام آتھم میں شائع فرمایا اور اس میں آپ نے ایک سال کی میعاد بھی مقرر فرمائی۔اور یہ بھی شرط لگائی کہ اگر اس عرصہ میں مَیں عذاب الٰہی میں مبتلا ہو جاؤں یا میرے مقابل پر مباہلہ کرنے والوں میں سے خواہ وہ ہزاروں ہوں کوئی ایک شخص بھی خدا کے غیر معمولی عذاب کا نشانہ نہ بنے تو میں جھوٹا ہوں اور آپ نے بڑی غیرت دلانے والے الفاظ میں مولویوں کو ابھارا مگر کوئی سامنے نہیں آیا۔

(446) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ دعا کا ذکر کرتے ہوئے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ دعا کی تو یہ مثال ہے کہ ’’جو منگے سو مر رہے، مرے سو منگن جائے‘‘ یعنی جو شخص مانگتا ہے اسے اپنے واسطے ایک موت قبول کرنے کو تیار ہو جانا چاہیے اور جو مر رہا ہو وہی مانگنے کیلئے نکلتا ہے۔مطلب یہ ہے کہ دعا کی قبولیت کیلئے یہ ضروری ہے کہ انسان اپنے اوپر ایک موت وارد کرے اور آستانہ درگاہ باری پر ایک بے جان مردہ کی طرح گر جاوے اور خدا کے دروازے کے سوا اپنی ساری امیدوں کو قطع کر دے۔اور مصرع کے دوسرے حصہ کا مطلب یہ ہے کہ مانگتا بھی دراصل وہی ہے جو مر رہا ہو یعنی جسے کوئی ایسی حقیقی ضرورت پیش آ گئی ہو کہ اس کے لئے سوائے سوال کے کوئی چارہ نہ رہے لیکن دعا کے مسئلہ کے ساتھ صرف مصرع کے پہلے حصہ کا تعلق معلوم ہوتا ہے۔واللہ اعلم۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔(سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 10420: مَیں عبدالغفار ٹیکری ولد مکرم عبداللہ ٹیکری صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ کاروبار عمر 40 سال پیدائشی احمدی، ساکن نند گورڈ (کھاناپور) ضلع بیلگام صوبہ کرناٹک، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 /اپریل 2017 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/3000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: انس احمد العبد: عبدالغفار ٹیکری گواہ: طارق احمد گلبرگی

مسل نمبر 10421: مَیں امۃ الصفیہ زوجہ مکرم ذیشان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 43 سال پیدائشی احمدی، ساکن ہریش چندراپورن ڈاکخانہ گونی کوپل ضلع کوڈاگو صوبہ کرناٹک، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 /جنوری 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ ذیشان احمد الامۃ: امۃ الصفیہ گواہ: طارق احمد گلبرگی

مسل نمبر 10422: مَیں شیرین فاطمہ زوجہ مکرم ایس کے نثار احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 46 سال پیدائشی احمدی، ساکن چالوکیا نگر ڈاکخانہ گوپالا ضلع شموگہ صوبہ کرناٹک، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19 /ستمبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے: حق مہر -/75,000 روپئے وصول شد، زیور طلائی 650 گرام 22 کیریٹ۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: ایس کے نثار احمد الامۃ: شیرین فاطمہ گواہ: طارق احمد گلبرگی

مسل نمبر 10423: مَیں فوزان احمد ایس۔این ولد مکرم ایس کے نثار احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی، ساکن چالوکیا نگر ڈاکخانہ گوپالا ضلع شموگہ صوبہ کرناٹک، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27 /ستمبر 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: طارق احمد ادریس العبد: فوزان احمد ایس این گواہ: محمد عبیداللہ قریشی

مسل نمبر 10424: مَیں افتخار احمد وسیم ولد مکرم مبشر احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 42 سال پیدائشی احمدی، ساکن Sutton برطانیہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10 /ستمبر 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔پلاٹ 200sqft بمقام حیدرآباد (انڈیا)، پلاٹ 200sqft بمقام شموگہ (انڈیا) میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 2600 اسٹرلنگ پاؤنڈ ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عرفان احمد قریشی العبد: افتخار احمد وسیم گواہ: عمر شریف

خلفائے احمدیت کی تحریر وتقاریر میں عوام الناس کے ذہنوں میں پائے جانے والے جنّات کے بارے میں ہر ایسے تصوّر اور مفہوم کی نفی کی گئی ہے جو انسانوں پر قبضہ کرلیں، عورتوں کو چمٹ جائیں، لوگوں کو ستائیں یا ان کے قابو میں آجائیں اور انہیں ان کی من پسند کی چیزیں لا لا کر دیں

میرا اپنا ذاتی تجربہ اس بارہ میں یہ ہے کہ کئی مختلف وقتوں میں لوگوں نے مجھے ایسے خطوط لکھے ہیں کہ جنّات ان کے گھر میں آتے اور فساد کرتے ہیں، مَیں نے ہمیشہ اپنے خرچ پر اس مکان کا تجربہ کرنا چاہا لیکن ہمیشہ ہی یا تو یہ جواب ملا کہ اب ان کی آمد بند ہوگئی ہے، یا یہ کہ آپ کے خط آنے یا آپ کا آدمی آنے کی برکت سے وہ بھاگ گئے ہیں

اگر اس تفسیر کے پڑھنے والوں میں سے کسی صاحب کو اس مخلوق کا تجربہ ہو اور وہ مجھے لکھیں تو مَیں اپنے خرچ پر اب بھی تجربہ کرانے کو تیار ہوں ورنہ جو کچھ میں متعدد قرآنی دلائل سے سمجھا ہوں یہی ہے کہ یہ محض خیال اور وہم ہے یا مداریوں کے تماشے ہیں

سیّدنا حضرت امیرالمؤمنین خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے اہم سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط 17)

سوال ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ ''طارق میگزین'' میں شائع ہونے والے ایک انٹرویو میں جنوں کا ذکر کیا گیا ہے جس میں انٹرویو دینے والے نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا بظاہر یہ موقف بیان کیا ہے کہ جنات کا وجود موجود ہے، جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے موقف کے برعکس ہے۔ اس پر مخالفین اعتراض کرتے ہیں۔ اس کا کیا جواب دیا جا سکتا ہے؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 18/مارچ 2021ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب قرآن کریم اور حدیث میں جنّ کا لفظ کثرت کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔ جس کے معنی مخفی رہنے والی چیز کے ہیں۔ جو خواہ اپنی بناوٹ کی وجہ سے مخفی ہو یا اپنی عادات کے طور پر مخفی ہو۔ اور یہ لفظ مختلف صیغوں اور مشتقات میں منتقل ہو کر بہت سے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور ان سب معنوں میں مخفی اور پس پردہ رہنے کا مفہوم مشترک طور پر پایا جاتا ہے۔

چنانچہ جنّ والے مادہ سے بننے والے مختلف الفاظ مثلاً جَنَّ سایہ کرنے اور اندھیرے کا پردہ ڈالنے، جنین ماں کے پیٹ میں مخفی بچہ، جنون وہ مرض جو عقل کو ڈھانک دے، جنان سینہ کے اندر چھپا دل، جَنَّۃ باغ جس کے درختوں کے گھنے سائے زمین کو ڈھانپ دیں، مِجَنَّۃ ڈھال جس کے پیچھے لڑنے والا اپنے آپ کو چھپالے، جانٌّ سانپ جو زمین میں چھپ کر رہتا ہو، جَنن قبر جو مردے کو اپنے اندر چھپالے اور جُنَّۃ اوڑھنی جو سر اور بدن کو ڈھانپ لے کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔

پھر جنّ کا لفظ باپردہ عورتوں کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ نیز ایسے بڑے بڑے رؤسا اور اکابر لوگوں کیلئے بھی بولا جاتا ہے جو عوام الناس سے اختلاط نہیں رکھتے۔ نیز ایسی قوموں کے لوگوں کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے جو جغرافیائی اعتبار سے دور دراز کے علاقوں میں رہتے اور دنیا کے دوسرے حصوں سے کٹے ہوئے ہیں۔

اسی طرح تاریکی میں رہنے والے جانوروں اور بہت باریک کیڑوں مکوڑوں اور جراثیم کیلئے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رات کو اپنے کھانے پینے کے برتنوں کو ڈھانپ کر رکھنے کا ارشاد فرمایا اور ہڈیوں سے استنجا سے منع فرمایا اور اسے جنّوں یعنی چیونٹیوں، دیمک اور دیگر جراثیم کی خوراک قرار دیا۔

علاوہ ازیں جنّ کا لفظ مخفی ارواح خبیثہ یعنی شیطان اور مخفی ارواح طیبہ یعنی ملائکہ کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: وَاَنَّا مِنَّا الصَّالِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذَالِكَ۔ (سورۃ الجن:12)

جماعتی لٹریچر بالخصوص حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کی تحریر وتقاریر میں جنّ کا لفظ عموماً اسی مفہوم میں بیان ہوا ہے اور اس سارے کلام میں عوام الناس کے ذہنوں میں پائے جانے والے جنّات کے بارے میں ہر ایسے تصوّر اور مفہوم کی نفی کی گئی ہے جو انسانوں پر قبضہ کرلیں، عورتوں کو چمٹ جائیں، لوگوں کو ستائیں یا ان کے قابو میں آجائیں اور انہیں ان کی من پسند کی چیزیں لا لا کر دیں۔ ایسے جن وہمی لوگوں کے دماغوں کی تخلیق ہے، جنہیں اسلامی تعلیم تسلیم نہیں کرتی۔ چنانچہ جنّات کے وجود کی بابت ایک سوال کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''اس پر ہمارا ایمان ہے مگر عرفان نہیں نیز جنّات کی ہمیں اپنی عبادت، معاشرت، تمدن اور سیاست وغیرہ امور میں ضرورت ہی کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کیا عمدہ فرمایا ہے:

مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ

انسانی عمر بہت تھوڑی ہے سفر بڑا کڑا اور لمبا ہے اس واسطے زادراہ لینے کی تیاری کرنی چاہئے ان بیہودہ محض اور لغو کاموں میں پڑے رہنا مومن کی شان سے بعید ہے خدا کے ساتھ ہی صلح کرو اور اسی پر بھروسہ کرو اس سے بڑھ کر کوئی قادر نہیں۔ طاقتور نہیں۔''

(ملفوظات، جلد سوم، صفحہ 403، مطبوعہ 2016ء)

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ ان تصوراتی جنّوں کا انکار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہاں ایک لڑکا رہتا تھا۔ اس کا نام عبدالعلی تھا۔ اس کے باپ کو جنّات کے حاضر کرنے کا بڑا دعویٰ تھا۔ وہ میرے ساتھ اکثر رہا۔ لیکن کبھی بھی میرے سامنے تو وہ جنّات کو حاضر نہ کر سکا۔'' (مرقات الیقین فی حیات نورالدین، صفحہ 249، مطبوعہ فروری 2002ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنی مختلف تصانیف، خطبات اور خطابات میں جنّوں کے مسئلے کو مختلف پیرایوں میں بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے اور قرآن کریم اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں بیان تعلیمات کی روشنی میں اس قسم کے جنّوں کے وجود کا کلیۃً ردّ فرمایا جو عوام کے ذہنوں میں موجود ہے کہ وہ لوگوں کے سروں پر چڑھ جاتے ہیں یا بعض لوگوں کے قبضے میں آجاتے ہیں جو پھر ان جنّوں سے اپنی حسب منشاء کام کرواتے ہیں۔ چنانچہ جنّوں کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں حضور نے لکھوایا:

''میں جنّات کی ہستی کا قائل ہوں مگر اس امر کا قائل نہیں کہ وہ کسی کے سر پر چڑھتے ہیں یا میوہ لا کر دیتے ہیں۔ جیسے فرشتے کسی کے سر پر نہیں چڑھتے جنّات بھی نہیں۔ جس طرح فرشتے انسانوں سے ملاقات کرتے ہیں اسی طرح جنّات بھی ملاقات کرتے ہیں لیکن جس طرح ان کا وجود ان کو اجازت دیتا ہے۔ رسول کریمؐ کی تعلیم کی نسبت میں سمجھتا ہوں کہ انسان اور جنّ سب کیلئے ہے اور آپ پر ایمان لانا جنّات کیلئے بھی ضروری ہے۔ آپ کی وحی پر عمل کرنا بھی۔ مگر میرا یہی عقیدہ اس بات کا بھی باعث ہوا ہے کہ میں یہ اعتقاد بھی رکھوں کہ وہ نہ کسی کے سر پر چڑھ سکتے ہیں اور نہ ہی میوہ لا کر دے سکتے ہیں۔ قرآن کریم میں آتا ہے کہ آنحضرتؐ پر ایمان لانے والوں کا فرض تھا کہ وہ آپ کی مدد اور نصرت کریں۔ اگر جنّات میں طاقت ہوتی کہ انسان کی مدد کر سکتے یا نصرت کر سکتے تو کیوں وہ ابوجہل وغیرہ کے سر پر نہ چڑھے۔ ان کو کوئی قربانی بھی نہ کرنی پڑتی تھی۔ لوگ کہتے ہیں کہ جنّ مٹھائی لا کر دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ پر میں ایسے جنّوں کا قائل نہیں ہوسکتا جو زید و بکر کو تو مٹھائی لا لا کر کھلاتے ہیں۔ لیکن وہ شخص جس پر ایمان لانا ضروری اور فرض تھا اور بعض جنّ آپ پر ایمان بھی لائے تھے۔ تین تین دن تک فاقہ کرتا رہتا ہے اور اس کو روٹی بھی لا کر نہیں دیتے۔ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لانا ان کیلئے ضروری نہ ہوتا تو شبہ ہوتا کہ وہ انسان کو ضرر پہنچا سکتے ہیں یا نہیں لیکن اب یقینی ہے کہ وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ باقی رہا یہ کہ عورتوں کے سر پر جنّ چڑھتے ہیں یہ سب بیماریاں ہیں یا وہم ہیں یا سائنس کے نتائج ہوتے ہیں۔ جیسے فاسفورس رات کو چمکتی ہے یہ اکثر قبرستانوں میں دکھلائی دیتی ہے کیونکہ ہڈیوں سے فاسفورس نکلتی ہے اور وہ چمکتی ہے اور عوام اس کو جنّوں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔'' (اخبار الفضل قادیان دارالامان نمبر 82 جلد 8، مورخہ 2/مئی 1921ء صفحہ 7)

اسی طرح فضائل القرآن کے نام پر طبع ہونے والے اپنے ایک خطاب میں حضورؓ جنّوں کے بارے میں ایک اور پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

''بعض لوگ کہتے ہیں کہ جنّ غیر از انسان وجود ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حضرت موسیٰؑ اور حضرت سلیمانؑ پر ایمان لائے تھے مگر دیکھنا یہ ہے کہ کیا ان معنوں کو قرآن کریم تسلیم کرتا ہے۔ اگر یہ ایک استعارہ ہے تو یقیناً قرآن کریم نے اس کو اپنی کسی دوسری آیت میں حل کیا ہوگا اور استعارہ تسلیم نہ کرنے کی صورت میں قرآن کریم کی دو آیتیں باہم ٹکرا جائیں گی اور اس طرح قرآن میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ پس ہمیں دیکھنا چاہئے کہ اس کو استعارہ تسلیم نہ کرنے سے قرآن میں اختلاف پیدا ہوتا ہے یا استعارہ تسلیم کر کے۔ جو لوگ استعارہ نہیں سمجھتے وہ کہتے ہیں کہ یہ ایسا ہی لفظ ہے جیسے شیطان کا لفظ آتا ہے۔ جس طرح شیطان سے مراد ایک ایسی مخلوق ہے جو انسانوں سے علیحدہ ہے اسی طرح جنّ بھی ایک ایسی مخلوق ہے جو انسانوں سے الگ ہے حالانکہ وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ میں مفسرین بالاتفاق لکھتے ہیں کہ اس جگہ شیاطین سے مراد یہودی اور ان کے بڑے بڑے سردار ہیں۔ پس اگر انسان شیطان بن سکتا ہے تو انسان جنّ کیوں نہیں بن سکتا؟

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا (الانعام:113) یعنی ہم نے ہر نبی کے دشمن بنائے ہیں شیطان آدمیوں میں سے بھی اور جنّوں میں سے بھی جو لوگوں کو مخالفت پر اکساتے اور انہیں نبی اور اسکی جماعت کے خلاف برانگیختہ کرتے رہتے ہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر بتا دیا ہے کہ انسان بھی شیطان ہوتے ہیں۔ پس اگر شیاطین الانس ہو سکتے ہیں تو جنّ الانس کیوں نہیں ہو سکتے۔ یعنی جس طرح انسانوں میں سے شیطان کہلانے والے پیدا ہو سکتے ہیں اسی طرح ان میں سے جنّ کہلانے والے بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔ پس قرآن سے ہی پتہ لگ گیا کہ صرف حضرت سلیمان علیہ السلام کے قبضہ میں ہی جنّ نہیں تھے بلکہ حضرت موسیٰؑ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر بھی جنّ ایمان لائے تھے۔''

(فضائل القرآن نمبر 6، صفحہ 387 تا 388)

اسی طرح تفسیر کبیر میں جنّوں کے بارے میں سیر حاصل بحث فرمانے کے بعد اس بحث کا خلاصہ تحریر فرماتے ہوئے حضورؓ فرماتے ہیں:

''خلاصہ کلام یہ کہ قرآن کریم میں جنّ کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ (1) جنّ وہ تمام مخفی مخلوق جو غیر مرئی شیطان کی قسم سے ہے یہ مخلوق اسی طرح بدی کی تحریک کرتی ہے جس طرح ملائکہ نیک تحریکات کرتے ہیں۔ ہاں یہ فرق ہے کہ ملائکہ کی تحریک وسیع ہوتی ہے اور ان کی تحریک محدود ہوتی ہے۔ یعنی ان کو زور انہی پر حاصل ہوتا ہے جو خود اپنی مرضی سے بدخیالات کی طرف جھک جائیں۔ انہیں شیاطین بھی کہتے ہیں۔ (2) جنّ سے مراد قرآن کریم میں Cave Men بھی ہے۔ یعنی انسان کے قابل الہام ہونے سے پہلے جو بشر زیر زمین رہا کرتے تھے اور کسی نظام کے پابند نہ تھے۔ ہاں آئندہ کے لیے قرآن کریم نے یہ اصطلاح قرار دے لی کہ جو لوگ اطاعت کا مادہ رکھتے ہیں ان کا نام انسان رکھا اور جو لوگ ناری طبیعت کے ہیں اور اطاعت سے گریز کرتے ہیں ان کا نام جنّ رکھا۔ (3) شمالی علاقوں کے وہ لوگ یعنی یورپ وغیرہ

کے جو ایشیا کے لوگوں سے میل ملاپ نہ رکھتے تھے اور جن کیلئے آخر زمانہ میں حیرت انگیز دنیوی ترقی اور مذہب سے بغاوت مقدر تھی۔ ان کا ذکر سورۂ رحمٰن میں کیا ہے۔ (4) غیر مذہب کے لوگوں کو اور اجنبیوں کو جنہیں بعض اقوام جیسے ہندو اور یہود کوئی نئی مخلوق سمجھتے تھے، ان کو عام محاورہ کے طور پر جنّ کے نام سے موسوم کیا ہے، جیسے حضرت سلیمانؑ کے جنّ یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے والے لوگ۔

میرے نزدیک دوزخ میں جانے والے جن جنّات کا ذکر آتا ہے ان سے مراد یا تو وہی ناری طبیعت والے لوگ ہیں جو اطاعت سے باہر رہتے ہیں اور کسی مذہب یا تعلیم کو قبول نہیں کرتے۔ اور انسان دوزخیوں سے مراد وہ کفار ہیں جو کسی نہ کسی مذہب سے اپنے آپ کو وابستہ کرتے ہیں۔ یا پھر اقوام شمال مغرب کو جنّ قرار دیا ہے۔ اور جنوبی دنیا اور مشرق کے لوگوں کو انس قرار دیا ہے، جیسا کہ عرف عام میں یہ لوگ ان ناموں سے مشہور تھے......

یہ تعلیق ختم کرنے سے پہلے میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ کئی پرانے بزرگ کم سے کم اس خیال میں میرے ساتھ شریک ہیں کہ وہ جنّ کوئی نہیں ہوتے جو انسانوں سے آکر ملیں اور اس پر سوار ہو جائیں اور ان سے مختلف کام لیں......اگر کہا جائے کہ بعض بزرگوں نے جنّات کا ذکر کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روحانی نظارے ہیں اور عالم مثال میں ایسی باتیں نظر آجاتی ہیں۔ انہوں نے کشف سے بعض امور دیکھے اور چونکہ عوام میں جنّات کا عقیدہ تھا اور قرآن کریم میں بھی لفظ جنّ کا استعمال ہوا ہے انہوں نے ان مثالی وجودوں کو اصلی وجود سمجھ لیا۔

میرا اپنا ذاتی تجربہ اس بارہ میں یہ ہے کہ کئی مختلف وقتوں میں لوگوں نے مجھے ایسے خطوط لکھے ہیں کہ جنّات ان کے گھر میں آتے اور فساد کرتے ہیں۔ میں نے ہمیشہ اپنے خرچ پر اس مکان کا تجربہ کرنا چاہا لیکن ہمیشہ ہی یا تو یہ جواب ملا کہ اب ان کی آمد بند ہو گئی ہے۔ یا یہ کہ آپ کے خط آنے یا آپ کا آدمی آنے کی برکت سے وہ بھاگ گئے ہیں۔ میرا اپنا خیال ہے کہ جو کچھ ان لوگوں نے دیکھا ایک اعصابی کرشمہ تھا۔ میرے خط یا پیغامبر سے چونکہ انہیں تسلی ہوئی وہ حالت بدل گئی۔

اگر اس تفسیر کے پڑھنے والوں میں سے کسی صاحب کو اس مخلوق کا تجربہ ہو اور وہ مجھے لکھیں تو میں اپنے خرچ پر اب بھی تجربہ کرانے کو تیار ہوں ورنہ جو کچھ میں متعدد قرآنی دلائل سے سمجھا ہوں یہی ہے کہ عوام الناس میں جو جنّ مشہور ہیں اور جن کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ انسانوں سے تعلق رکھتے اور ان کو چیزیں لا کر دیتے ہیں یہ محض خیال اور وہم ہے یا مداریوں کے تماشے ہیں جن کے اندرونی بھید کے نہ جاننے کی وجہ سے لوگوں نے ان کو جنّات کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ اس علم کا بھی میں نے مطالعہ کیا ہے۔ اور بہت سی باتیں ان ہتھکنڈے کرنے والوں کی جانتا ہوں۔"

(تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ 69 تا 70)

علاوہ ازیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنی مجالس عرفان اور مجالس سوال و جواب میں جنّوں کے متعلق ہونے والے سوالات کے جواب میں ہمیشہ یہی موقف بیان فرمایا کہ قرآن و حدیث میں ایسے جنّوں کا کہیں ذکر نہیں ملتا جو مولویوں کے دماغوں کے جنّ ہیں اور جو ان کے کہنے پر راتوں رات کسی شخص کو اٹھا کر ان کے سامنے حاضر کر دیں۔ چنانچہ حضورؒ اپنی معرکہ آراء تصنیف "الہام، عقل، علم اور سچائی" میں فرماتے ہیں:

"اب ہم سائنسی تناظر میں ازمنۂ قدیم کے قصّے کہانیوں میں مذکور جنّ کی حقیقت کا جائزہ لیتے ہیں ......جنّ کا لفظ کسی پوشیدہ، غیر مرئی، الگ تھلگ اور دور کی چیز پر دلالت کرتا ہے۔ اس میں گہرے اور گھنے سائے کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے جَنَّۃٌ کے لفظ کو (جو اسی مادہ سے نکلا ہے) جنت کیلئے استعمال کیا ہے جو ایسے گھنے باغات پر مشتمل ہے جن کے سائے بہت ہی گہرے ہیں۔ جنّ کے لفظ کا اطلاق سانپوں پر بھی ہوتا ہے جو فطرتاً پوشیدہ اور چھپ کر رہنا پسند کرتے ہیں جس کیلئے وہ الگ تھلگ بلوں اور چٹانوں میں موجود سوراخوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ جنّ کا لفظ با پردہ عورتوں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور ایسے سرداروں اور بڑے لوگوں کیلئے بھی جو عوام سے دور رہنا پسند کرتے ہیں۔ اسی طرح دور دراز اور دشوار گزار پہاڑی علاقوں میں بسنے والے لوگوں پر بھی جنّ کے لفظ کا اطلاق ہوتا ہے۔ المختصر عام انسانی نگاہ سے اوجھل اور پوشیدہ ہر چیز پر جنّ کا لفظ اطلاق پاتا ہے۔

جنّ کے لفظ کا مذکورہ بالا مفہوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث کے عین مطابق ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو خشک گوبر اور ہڈیوں سے استنجا کرنے سے اس لئے منع فرمایا ہے کہ یہ جنّوں کی خوراک ہے۔ جس طرح آج کل صفائی کیلئے ٹائلٹ پیپر استعمال کئے جاتے ہیں اسی طرح پرانے زمانہ میں لوگ صفائی کیلئے مٹی کے خشک ڈھیلے، پتھر یا قریب پڑی کوئی اور خشک چیز استعمال کیا کرتے تھے۔ پس ہم بآسانی یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں جس جنّ کا ذکر فرمایا ہے اس سے مراد کوئی غیر مرئی مخلوق ہی ہے جس کا گزارہ ہڈیوں اور فضلہ وغیرہ پر ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ اس وقت دنیا میں بیکٹیریا یا اور وائرس کا کوئی تصور موجود نہیں تھا اور کوئی شخص اس قسم کی غیر مرئی اور خوردبینی مخلوق کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ جس مخلوق کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا ہے، عربی زبان میں اس کیلئے جنّ سے بہتر اور کوئی لفظ نہیں ہے۔"

(الہام، عقل، علم اور سچائی صفحہ 311 تا 312)

اس سوال پر کہ جنّات کے متعلق اسلام کا کیا تصور ہے، قرآن میں یا حدیث میں سے اس کا کیا ثبوت ملتا ہے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں کوئی ایسا واقعہ ہوا ہے جس سے ثابت ہو کے جنّات کا بھی وجود ہے یا جس طرح آج کل کے لوگوں میں تصورات ہیں کہ جن چمٹ جاتے ہیں کیا یہ درست ہے؟ حضورؒ نے فرمایا:

"میں تو جنّوں پہ بہت بول چکا ہوں۔ جنّ تو ایسی بلا ہے کہ پیچھا ہی نہیں چھوڑتی۔ جس مجلس میں جاؤ، جس ملک میں جاؤ جنّ ضرور آجاتے ہیں۔ یعنی جنّ کا سوال آجاتا ہے۔ بہت دفعہ بتا چکا ہوں، خدام الاحمدیہ کے اجتماعوں میں بھی جنّ آیا کرتا تھا۔ انصار اللہ میں بھی اس نے پیچھا نہیں چھوڑا۔ ابھی بھی جہاں کراچی جاؤ وہاں سوال ہو جاتا ہے۔ پنڈی جاؤ وہاں سوال ہو جاتا ہے۔ انگلستان میں یورپ میں ہر جگہ پاکستانیوں کو جنّ کے ساتھ بڑی دلچسپی ہے۔

جنّ کا لفظ قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر مختلف رنگ میں آیا ہے۔ مختصراً جنّ سے مراد عربی زبان میں مخفی چیزیں ہیں۔ یعنی عربی میں جنّ لفظ ان چیزوں پر اطلاق پاتا ہے جو کسی پہلو سے بھی مخفی ہوں۔ اور سانپ کو بھی اسی لیے جنّ یا جانّ کہا جاتا ہے اور عورتوں کو بھی جنّ کہا جاتا ہے جو پردہ دار ہوں۔ بڑے لوگ جو عوام الناس سے الگ رہیں، چھپ کے رہیں ان کو بھی جنّ کہا جاتا ہے۔ پہاڑی قومیں جو عموماً Plain میں بسنے والے لوگوں سے، عام زمین پہ بسنے والے لوگوں سے بے تعلق رہتی ہیں، مخفی رہتی ہیں ان کو بھی جنّ کہا جاتا ہے۔ غاروں کے بسنے والے لوگوں کو بھی جنّ کہا جاتا ہے۔ Hardy، جفاکش اس کیلئے بھی جنّ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ Bacteria کیلئے بھی جنّ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہڈی سے استنجا کرنے سے منع فرمایا کہ یہ جن کی خوراک ہے۔ اس زمانہ میں تو Bacteria کا کوئی تصور نہیں تھا نہ یہ پتہ تھا کہ کسی چیز کی خوراک ہے۔ مگر بعد کے زمانوں میں تحقیق ہوئی تو پتہ چلا کہ واقعی ہڈی کے ساتھ Bacteria چمٹے ہوتے ہیں اور وہ مضر ہیں اور اس سے استنجا نہیں کرنا چاہیے۔ تو جنّ کا ایک معنی تو ہے مخفی۔ ان معنوں میں جنّ کے سارے معنی ہیں۔ ایک اور معنی ہے آگ سے پیدا ہوا ہوا۔ جس میں ناری صفات پائی جاتی ہوں، جس میں بغاوت کی روح پائی جاتی ہو۔ تو ہر وہ قوم جو آتشیں مزاج رکھتی ہو، جو Volatile ہو، غصہ جلدی آتا ہو اور لڑاکا اور فسادی، بغاوت کرنے والی ان سب کو جن کہا جاتا ہے۔

حضرت سلیمانؑ اور حضرت داؤدؑ کے جو غلام بنائے گئے تھے جنّ وہ ایسی قومیں تھیں جن پر فتح ہوئی اور ان میں جفاکشی بھی ساتھ تھی اور بغاوت کا مادہ بھی تھا۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے ان کو زنجیروں میں جکڑا گیا تھا اور ان سے Forced Labour لی جاتی تھی۔ اگر وہ اس قسم کے جنّ ہوں جیسے مولویوں کے دماغ میں پیدا ہوتے ہیں وہ زنجیروں میں تو نہیں جکڑے جا سکتے۔ صاف پتہ چل گیا کہ وہ جنّ جو ہیں وہ کوئی مادی مخلوق ہے۔ چنانچہ بڑے لوگوں اور Capitalist System کیلئے بھی قرآن کریم نے جنّ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ چوٹی کے لوگ خواہ وہ Capitalist ہوں خواہ وہ عوامی حکومتوں کے نمائندے ہوں، ان کو سورۃ الرحمٰن میں اللہ تعالیٰ مخاطب کر کے فرماتا ہے: یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ (الرحمٰن: 34) معشر الجن اے جنّوں میں سے چوٹی کے لوگو والانس اور اے عوام الناس میں سے چوٹی کے لوگو۔ یہ مراد ہے وہاں پہ۔ تو جنّ کا لفظ ان ساری جگہوں کے متعلق استعمال ہوتا ہے، بڑا وسیع لفظ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی پہاڑی علاقے کے کچھ لوگ، جفاکش قوموں کے نمائندے ملنے کیلئے آئے اور آپ نے ان کے ساتھ، وہ چاہتے تھے کہ علیحدہ گفتگو ہو۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باہر ان سے وقت مقرر کیا جہاں ڈیرا ڈالا تھا، وہاں ان سے ملنے گئے اور گفتگو ہوئی۔ قرآن کریم نے اس کا ذکر کیا ہے اور سورت جنّ میں اس کا ذکر آتا ہے۔ اور اسکے بعد وہ ایمان بھی لے آئے اور ساتھ ہی احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ بعد میں جب صحابہ وہاں گئے تو دیکھا کہ وہاں ان کے چولہوں کے نشان تھے جہاں کھانا پکایا جاتا تھا۔ تو جنّوں کی خوراک اگر وہ جنّ تھے جو مولوی سمجھتے ہیں تو وہ تو آگ پہ کھانا نہیں پکایا کرتے ان کی تو خوراک ہی اور چیزیں ہیں وہ تو آتشیں مادہ ہے یا ہوائی سا وجود ہے۔ تو صاف پتہ چلا کہ جو جنّ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے آئے تھے وہ انسانوں میں سے تھے۔ پھر انبیاء کا تصور وہاں پایا جاتا ہے وہ کہتے ہیں ہم لوگ بڑے جاہل ہوتے تھے۔ ہم سمجھتے تھے کہ خدا اب کبھی کسی نبی کو نہیں بھیجے گا۔ لیکن دیکھ لو پھر نبی آگیا۔ تو انبیاء تو انسانوں کیلئے آتے ہیں۔ قرآن کریم میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمیشہ انسانوں کو مخاطب کر کے پیغام پہنچانے کیلئے فرمایا ہے، جنّوں کو مخاطب کر کے کہیں نہیں فرمایا۔ تو اس لیے وہ جو ایمان لائے ذکر کرتے ہیں کہ ہم نبیوں کا انکار کر گئے تھے کہ آئندہ اب کوئی نبی نہیں آئے گا، صاف پتہ چلتا ہے کہ وہ انسانوں میں سے کچھ لوگ تھے۔ تو قرآن کریم نے ان معنوں میں، ان سے ملتے جلتے معنوں میں جو میں نے بیان کیے ہیں کئی جگہ جنّوں کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ایسے جنّ کا ذکر نہیں کیا جو مولوی صاحب کو لوگوں کے مرغے چرا کے لا کے دے۔ یا آپ کی خواہش ہو کہ فلاں آدمی کو پکڑ کے لے آئے تو جن رات و رات پکڑ کے لے آئے۔ ایسا کوئی ذکر قرآن کریم میں نہیں ملتا یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں بھی نہیں ملتا۔

(مجلس سوال و جواب مورخہ 29/دسمبر 1984ء)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بھی جنّوں کے متعلق نہایت عمدہ مضامین تحریر فرمائے ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ آپؓ لکھتے ہیں:

"جنّ کے لفظ سے بہت سی چیزیں مراد ہو سکتی ہیں لیکن بہر حال یہ بالکل درست نہیں کہ دنیا میں کوئی ایسے جنّ بھی پائے جاتے ہیں جو یا تو لوگوں کیلئے خود کھلونا بنتے ہیں یا لوگوں کو قابو میں لا کر انہیں اپنا کھلونا بناتے ہیں یا بعض انسانوں کے دوست بن کر انہیں اچھی اچھی چیزیں لا کر دیتے ہیں اور بعض کے دشمن بن کر تنگ کرتے ہیں یا بعض لوگوں کے سر پر سوار ہو کر جنون اور بیماری میں مبتلا کر دیتے ہیں اور بعض کیلئے صحت اور خوشحالی کا رستہ کھول دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب کمزور دماغ لوگوں کے توہمات ہیں جن کی اسلام میں کوئی سند نہیں ملتی اور سچے مسلمانوں کو اس قسم کے توہمات سے پرہیز کرنا چاہئے۔

ہاں لغوی معنے کے لحاظ سے (نہ کہ اصطلاحی طور پر) فرشتے بھی مخفی مخلوق ہونے کی وجہ سے جنّ کہلا سکتے ہیں اور یہ بات اسلامی تعلیم سے ثابت ہے کہ فرشتے مومنوں کے علم میں اضافہ کرنے اور ان کی قوتِ عملیہ کو ترقی دینے اور

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہی دیکھنا ہوگا کہ آپ کی بعثت کے مقاصد کیا تھے اور ہم نے ان کو کس حد تک سمجھا ہے اور اپنے پر لاگو کیا ہے۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 25/مارچ 2016ء)

طالبِ دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہماری ذمہ داریاں ان کاموں کو آگے چلانا ہے جن کی ادائیگی کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 25/مارچ 2016ء)

طالبِ دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

انہیں کافروں کے مقابلہ پر غالب کرنے میں بڑا ہاتھ رکھتے ہیں جیسا کہ بدر کے میدان میں ہوا۔ جب کہ تین سو تیرہ (313) بے سروسامان مسلمانوں نے ایک ہزار سازو سامان سے آراستہ جنگجو کفار کو خدائی حکم کے ماتحت دیکھتے دیکھتے خاک میں ملا دیا تھا۔ (صحیح بخاری) پس اگر سوال کرنے والے دوست کو مخفی روحوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کا شوق ہے تو وہ کھلونا بننے والے یا کھلونا بنانے والے جنّوں کا خیال چھوڑ دیں اور فرشتوں کی دوستی کی طرف توجہ دیں جن کا تعلق خدا کے فضل سے انسان کی کایا پلٹ کر رکھ دیتا ہے۔‘‘ (مطبوعہ الفضل 13/جون 1950ء)

اسی طرح حیات قدسی میں حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ کے بارے میں بعض اس قسم کے واقعات کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں:

’’جہاں تک کسی کے آسیب زدہ ہونے کا سوال ہے، میرا نظریہّ یہ ہے کہ یہ ایک قسم کی ہسٹیر یا کی بیماری ہے۔ جس میں بیمار شخص اپنے غیر شعوری یعنی سب کانشنس خیال کے تحت اپنے آپ کو بیمار یا کسی غیر مرئی روح سے متاثر خیال کرتا ہے اور اس تاثر میں اس شخص کی سابقہ زندگی کے حالات اور اسکی خواہشات اور اسکے خطرات غیر شعوری طور پر اثر انداز ہوتے ہیں یہ بھی ایک قسم کی بیماری ہے مگر یہ احساسِ بیماری ہے حقیقی بیماری نہیں۔ اسلام ملائکہ اور جنّات کے وجود کا تو قائل ہے اور قرآن کریم میں اس کا ذکر موجود ہے اور یہ بھی درست ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت نظامِ عالم کو چلاتے اور لوگوں کے دلوں میں نیکی کی تحریک کرتے اور بدیوں کے خلاف احساس پیدا کرتے ہیں لیکن یہ درست نہیں اور نہ اس کا کوئی شرعی ثبوت ملتا ہے کہ جنّات لوگوں کو چمٹ کر اور ان کے دل و دماغ پر سوار ہو کر لوگوں سے مختلف قسم کی حرکات کرواتے ہیں۔ یہ نظریہ اسلام کی تعلیم اور انسان کی آزادئ ضمیر کے سراسر خلاف ہے۔ اس کے علاوہ اسلام نے جنّات کا مفہوم ایسا وسیع بیان کیا ہے کہ اس میں بعض خاص مخفی ارواح کے علاوہ نہ نظر آنے والے حشرات اور جراثیم بھی شامل ہیں۔ چنانچہ حدیث میں جو یہ آتا ہے کہ اپنے کھانے پینے کے برتنوں کو ڈھانپ کر رکھو ورنہ ان میں جنات داخل ہو جائیں گے۔ اس سے یہی مراد ہے کہ بیماریوں کے جراثیم سے اپنی خورونوش کی چیزوں کو محفوظ رکھو۔

بہر حال جنات کا وجود تو ثابت ہے اور خدا تعالیٰ کے نظام میں حقیقت تو ضرور ہے مگر کھیل نہیں۔ اس لئے میں اس بات کو نہیں مانتا خواہ اس کے خلاف بظاہر غلط فہمی پیدا کرنے والی اور دھوکا دینے والی باتیں موجود ہوں کہ کوئی جنّات ایسے بھی ہیں جو انسانوں کو اپنے کھیل تماشے کا نشانہ بناتے ہیں لہٰذا میرے نزدیک جو چیز آسیب کہلاتی ہے وہ ہسٹیر یا کی بیماری ہے۔ اور جو چیز آسیب کے تعلق میں معمول کہلاتی ہے وہ خود نام نہاد آسیب زدہ شخص کا اپنے ہی وجود کا دوسرا پہلو ہے جو غیر شعوری طور پر آسیب زدہ شخص کی زبان سے بول رہا ہوتا ہے اور چونکہ آسیب زدہ شخص لازماً کمزور دل کا مالک ہوتا ہے۔ اس لئے جب کوئی زیادہ مضبوط دل کا انسان یا زیادہ روحانی اس پر اپنی توجہ ڈالتا ہے تو وہ اپنی قلبی اور دماغی یا روحانی طاقت کے ذریعہ آسیب کے طلسم کو توڑ دیتا ہے۔ مادی لوگ تو محض قلبی توجہ سے یہ تغیر پیدا کرتے ہیں لیکن روحانی لوگوں کے عمل میں روح کی توجہ اور دعا کا اثر بھی شامل ہوتا ہے اور توجہ کا علم بہر حال حق ہے۔ (حیات قدسی مصنفہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ صفحہ 617 تا 618)

باقی طارق میگزین میں شائع ہونے والے انٹرویو میں بیان باتیں ایک سنے ہوئے واقعہ پر مبنی ہیں، جس میں سننے والے کو بھی غلطی لگ سکتی ہے، کیونکہ جہاں تک مجھے یاد ہے حضورؒ نے یہ کہیں بیان نہیں فرمایا کہ آپ نے کسی جنّ کو بلیڈ لگاتے ہوئے دیکھا تھا بلکہ آپ نے فرمایا ہے کہ اگلی صبح دیکھا تو بلیڈ لگا کے رکھا ہوا تھا۔ پھر حضورؒ نے اس سلسلہ میں اس رات کا جو واقعہ بیان فرمایا ہے، ہوسکتا ہے کہ وہ کوئی کشفی نظارہ ہو۔ کیونکہ حضورؒ کا اپنی تحریرات اور دیگر مجالس عرفان میں جنّات کے بارے میں بیان موقف اس قسم کے جنّات کے وجود کے خلاف ہے۔

پس جن کے لفظ سے بہت سی چیزیں مراد ہوسکتی ہیں لیکن یہ درست نہیں کہ دنیا میں کوئی ایسے جنّ بھی پائے جاتے ہیں جو لوگوں کیلئے کھلونا بنتے ہوں یا لوگوں کو قابو میں لا کر انہیں اپنا کھلونا بناتے ہوں۔ یا وہ کچھ لوگوں کے دوست بن کر انہیں میوے اور مٹھائیاں لا کر دیتے ہوں اور بعض کے دشمن بن کر ان کے سروں پر چڑھ کر اور انہیں چمٹ کر انہیں تنگ کرتے ہوں۔ اس قسم کے خیالات مولویوں کی ایجادات ہیں جو کمزور دماغ اور وہمی خیال لوگوں کو اپنے ہتھکنڈوں سے شکار کر کے ان سے فائدے اٹھاتے ہیں۔ اسلام میں اس قسم کے جنّات کی کوئی سند نہیں ملتی اور سچے مسلمانوں کو اس قسم کے توہمات سے پرہیز کرنا چاہئے۔

اگر ایسے کوئی جنّ ہوتے تو ہمارے آقا و مولا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ وجود باجود تھے جن کی ان جنّات کو لازماً مدد اور آپ کے دشمنوں کے سروں پر چڑھ کر انہیں تباہ و برباد کرنے کی سعی کرنی چاہیے تھی، خصوصاً جبکہ قرآن و حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک قسم کے جنّوں کے ایمان لانے کا ذکر بھی موجود ہے۔ پس عملاً ایسا نہ ہونا ثابت کرتا ہے کہ ان تصوراتی جنّوں کا اس دنیا میں کوئی وجود نہیں۔

(ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ، انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 25/جون 2021)

مجلس اطفال الاحمدیہ یو.ایس.اے کی
حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ورچوئل ملاقات

مورخہ 28/مارچ 2021 بروز اتوار اطفال الاحمدیہ یو.ایس.اے کی حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ورچوئل ملقات ہوئی۔ یہ ملاقات مسجد بیت الرحمن میری لینڈ میں ہوئی۔ اس ملاقات میں میری لینڈ، نیوجرسی، نیو یارک، نارتھ کیرولینا، پنسلوینیا اور ورجینیا سے 60 اطفال شامل ہوئے۔

تلاوت قرآن کریم عزیزم آنوش احمد آف مجلس کوئینز نے کی ترجمہ عزیزم الامین ادویسی آف مجلس بالٹیمور نے سنایا اسکے بعد مجلس مقامی کے عزیزم ایقان ملک نے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کی جسکا ترجمہ عزیزم حمزہ قمر آف مجلس سینٹرل ورجینیا نے سنایا۔ پھر عزیزم قاسم ملک آف مجلس مقامی نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے منظوم کلام میں سے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھے جن کا ترجمہ عزیزم کامران اصغر آف مجلس ولنگ برو نے پیش کیا۔

اسکے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اطفال کو سوال پوچھنے کا موقع دیا۔ متعدد اطفال نے تقریباً 45 منٹ تک مختلف موضوعات کے بارے میں سوالات پوچھے جن کے حضورِ انور نے تفصیلی جوابات عنایت فرمائے۔

☆ عزیزم الامین ادویسی جن کی عمر 10 سال ہے اور وہ مجلس بالٹی مور سے تعلق رکھتے ہیں، بیان کرتے ہیں کہ جب میں قرآن کریم کی تلاوت کا ترجمہ پڑھنے کے لیے کھڑا ہوا تو حضور انور نے مجھے پوچھا کہ کیا میں گھانا سے ہوں؟ اس پر میں نے نفی میں جواب دیا اور بتایا کہ میں کانو (Kano) نائیجیریا سے ہوں۔ حضور انور نے پھر محبت بھرے انداز میں میرے نام کا تلفظ پوچھا، جو کہ میرے لیے ایک بڑا خاص لمحہ تھا۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ جب میں واپس گھر جا کر اپنے اہل خانہ کو اس کی تفصیل بتاؤں گا تو وہ بہت خوش ہوں گے۔

☆ عزیزم قاسم ملک جن کی عمر 13 سال اور مجلس میری لینڈ سے ان کا تعلق ہے وہ لکھتے ہیں کہ میری حضور انور سے یہ خاص درخواست تھی کہ مجھے اُس نظم کے کچھ اشعار پڑھنے کی اجازت دی جائے جو میں نے اور میری والدہ نے حضور انور کیلئے لکھے تھے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اگر صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کی اجازت ہو تو پڑھ سکتے ہو۔ میں نے صدر صاحب کی طرف دیکھا تو انہوں نے اجازت دے دی۔ میں تھوڑا پریشان بھی تھا لیکن حضور انور سے اپنی محبت کے اظہار کا موقع ملنے پر بہت خوش بھی تھا۔ نظم سننے کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ میں ایک اچھا شاعر ہوں۔ حضور کی اس بات سے میں اتنا خوش ہوا جس کو الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ یہ ایک ناقابل فراموش لمحہ تھا جسے میں ہمیشہ یاد رکھوں گا۔

☆ ایک طفل نے حضور انور سے اپنی آمین کرانے کی درخواست کی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت فرمایا کہ جب یہ وبا ختم ہو جائے گی تو پھر میں خود آپ کی آمین کراؤں گا۔ اور اگر تعلیم القرآن ڈیپارٹمنٹ والے کہیں گے کہ آپ کی عمر زیادہ ہے تو تب میں آپ کی آمین اپنے گھر میں کراؤں گا۔ حضور انور نے ازراہِ شفقت اس بچے کو سورۃ اخلاص کی تلاوت اُسی وقت کرنے کو کہا۔

تمام اطفال نے حضور انور کے زیر سایہ ایک نہایت پُر شفقت ماحول میں وقت گزارا اور ان یادگار لمحات کا سامان زیست بنا لے گئے۔ خلافت کی برکات پر ہم اللہ تعالیٰ کے نہایت شکر گزار ہیں اور ان مواقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی نوجوانوں کی تربیت کیلئے ہدایات پھر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

(سید شمشاد احمد ناصر، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل امریکہ)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 13/اپریل 2021)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اسلام کی جو حالت اِس وقت ہے وہ پوشیدہ نہیں......ایسی حالت میں خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اس کی حمایت اور سرپرستی کروں اور اپنے وعدہ کے موافق بھیجا ہے کیونکہ اس نے فرمایا تھا اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (ملفوظات، جلد 8، صفحہ 245)

طالب دُعا: سید ادریس احمد (جماعت احمدیہ تریپور، صوبہ تامل ناڈو)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

خدا کے فضل کے سوا تبدیلی نہیں ہوتی،
اعمالِ نیک کے واسطے صحبتِ صادقین کا نصیب ہونا بہت ضروری ہے
(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 165)

طالب دُعا: قریشی محمد عبد اللہ تیما پوری، سابق امیر ضلع و افراد خاندان ومرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

’’عہدیدار افراد جماعت کی عزت نفس کا خیال رکھیں اور
افراد جماعت عہدیداروں کی عزت کریں، ان کے وقار کا خیال رکھیں،
پھر آپس میں عہدیدار ایک دوسرے کی عزّت اور احترام کریں۔‘‘
(مشعل راہ جلد پنجم، حصہ سوم، صفحہ 78)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دار الرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

’’ہر بھائی دوسرے بھائی کی عزت کا خیال رکھے،
ہر بہن دوسری بہن کی عزت کا خیال رکھے،
اپنے بچوں کے دلوں میں ایک دوسرے کیلئے احترام پیدا کریں۔‘‘
(مشعل راہ، جلد پنجم، حصہ سوم، صفحہ 78)

طالب دعا: محمد پرویز حسین اینڈ فیملی (گوروپالی - ساؤتھ) شانتی نکیتن (جماعت احمدیہ بیر بھوم، بنگال)

نیکیوں پر خود بھی قدم ماریں اور اَولاد کو بھی اس پر چلنے کی تلقین کریں، نیک نمونہ، اَولاد کی نیک تربیت اور اُن کیلئے دعا کو اپنا روزمرہ معمول بنالیں

انصاراللہ کا ایک بہت بڑا کام خلافت کی حفاظت کرنا ہے، اپنے اور اپنے بیوی بچوں میں خلافت کی مکمل اطاعت کی روح پیدا کریں

اپنے بچوں کو مسجدوں کے ساتھ جوڑیں، قرآن کریم پڑھنے کی طرف توجہ دلائیں

اُن سے ایسے دوستانہ تعلقات رکھیں کہ جب وہ گھر میں آئیں تو باہر کی باتیں آپ سے ڈسکس کریں، انہیں پھر اچھے بُرے کا فرق سمجھائیں

سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ بھارت 2021 کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز روح پرور خصوصی پیغام

اسلام آباد، یو.کے

MA 14-10-2021

پیارے ممبران مجلس انصاراللہ بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ مجلس انصاراللہ بھارت کو اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اِسے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت فرمائے اور اِسے نیک نتائج سے نوازے۔ آمین۔

مجھ سے اس موقعہ پر پیغام بھجوانے کی درخواست کی گئی ہے۔ مَیں اس موقعہ پر آپ کو چند ضروری نصائح کرنا چاہتا ہوں۔

آج دنیا میں خاص طور پر دوسرے مسلمان شدید بے چینی میں مبتلا ہیں کہ اُن کو کوئی ایسی لیڈرشپ ملے جو اُن کی راہنمائی کرے۔ لیکن آپ پر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا ہوا ہے کہ زمانے کے امام کی بیعت میں آکر راہنمائی مل رہی ہے۔ خلافت سے وابستہ رہنے سے نیکیوں پر قائم رہنے کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے یہ سب فضل تقاضا کرتے ہیں کہ توجہ دلانے پر ہر بُرائی سے بچنے کا عہد کرتے ہوئے لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھیں۔ نیکیوں پر خود بھی قدم ماریں اور اَولاد کو بھی اس پر چلنے کی تلقین کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی پیاری جماعت کو تقویٰ شعاری اور تربیتِ اَولاد کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’صالح اور متقی اَولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو متقیانہ زندگی بناوے تب اُس کی ایسی خواہش ایک نتیجہ خیز خواہش ہوگی اور ایسی اَولاد حقیقت میں اِس قابل ہوگی کہ اس کو باقیاتِ صالحات کا مصداق کہیں۔‘‘

آپؑ مزید فرماتے ہیں: ’’میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں مَیں اپنے دوستوں اور اَولاد اور بیوی کیلئے دعا نہیں کرتا۔ بہت سے والدین ایسے ہیں جو اپنی اَولاد کو بُری عادتیں سکھا دیتے ہیں۔ ابتدا میں جب وہ بدی کرنا سیکھنے لگتے ہیں تو اُن کو تنبیہ نہیں کرتے، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دن بدن دلیر اور بے باک ہوتے جاتے ہیں...... اللہ تعالیٰ نے اولاد کی خواہش کو اس طرح پر قرآن میں بیان فرمایا ہے رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (الفرقان: 75) یعنی خدا تعالیٰ ہم کو ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرماوے اور یہ تب ہی میسر آسکتی ہے کہ وہ فسق و فجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں۔ بلکہ عبادالرحمن کی زندگی بسر کرنے والے ہوں اور خدا کو ہر ایک شئے پر مقدم کرنے والے ہوں اور آگے کھول کر کہہ دیا وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔ اَولاد اگر نیک اور متقی ہو تو یہ اُن کا امام ہی ہوگا اِس سے گویا متقی ہونے کی بھی دعا ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد دوم، صفحہ 310 تا 312)

پس نیک نمونہ، اَولاد کی نیک تربیت اور اُن کے لئے دعا کو اپنا روزمرہ معمول بنالیں۔ پھر یہ بھی ہمیشہ یاد رکھیں کہ انصاراللہ کا ایک بہت بڑا کام جیسا کہ آپ کے عہد میں بھی ہے، خلافت کی حفاظت کرنا ہے۔ دعائیں کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے فرائض کی مکمل ادائیگی کرتے ہوئے اپنے اور اپنے بیوی بچوں میں خلافت کی مکمل اطاعت کی روح پیدا کریں۔ اس جذبے کو بڑھائیں، سطحی نظر سے نہ دیکھیں کہ مؤمنین کی جماعت سے انعام کا وعدہ ہے۔ ان الفاظ پر غور کریں کہ کن سے خلافت کا وعدہ ہے۔ اپنے معیار ایسے بلند کریں جو ایک حقیقی مؤمن کے ہونے چاہئیں تا کہ آپ بھی انہی لوگوں کی صف میں شامل رہیں جن سے انعام کا وعدہ ہے۔ اپنے بچوں کو مسجدوں کے ساتھ، نماز سینٹروں کے ساتھ جوڑیں، انہیں دین کا علم حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائیں۔ قرآن کریم پڑھنے کی طرف توجہ دلائیں۔ پھر نوجوانی میں قدم رکھنے کے بعد بچے باہر وقت گزارتے ہیں، اس وقت وہ ماؤں کے ہاتھوں میں نہیں رہتے، تو اُن سے بھی ایسے دوستانہ تعلقات رکھیں کہ جب وہ گھر میں آئیں تو باہر کی باتیں آپ سے ڈسکس کریں۔ انہیں پھر اچھے بُرے کا فرق سمجھائیں۔ اچھا کیا ہے، بُرا کیا ہے، اس طرح کوشش کر کے جب آپ اپنی اگلی نسل کو سنبھالیں گے تو اُن مؤمنین میں شمار ہوں گے جن کے ساتھ خلافت کا وعدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو نیکی اور تقویٰ میں ترقی کرنے اور اَولاد کی نیک تربیت کرنے کی توفیق دے اور خلافت کی برکات سے بھرپور متمتع فرمائے۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو۔ آمین

والسلام خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

مرکز احمدیت قادیان دارالامان میں سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ بھارت کا بابرکت انعقاد

مجلس انصاراللہ بھارت کا 41 واں سالانہ اجتماع قادیان دارالامان میں مورخہ 22، 23، 24/اکتوبر 2021 کو منعقد ہوا۔ کووڈ کے حالات کی وجہ سے قادیان اور قریب کے پانچ صوبہ جات سے محدود تعداد میں انصار شامل ہوئے۔

22/اکتوبر بروز جمعہ ٹھیک 9:30 بجے اجتماع گاہ میں افتتاحی تقریب عمل میں آئی۔ سب سے پہلے صدر صاحب مجلس انصاراللہ بھارت نے لوائے انصاراللہ لہرایا اور دعا کرائی۔ اسکے بعد موصوف کی صدارت میں افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔ تلاوت اور عہد انصاراللہ کے بعد صدر صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز پیغام پڑھ کر سنایا۔ بعدہ قائد صاحب عمومی نے سالانہ کارگزاری رپورٹ مجلس انصاراللہ بھارت 2020-21 پیش کی۔ بعدہ نائب صدر صف دوم نے موازنہ مجالس کی رپورٹ پیش کی۔ آخر میں صدر مجلس انصاراللہ بھارت نے حضور انور کے روح پرور پیغام کے حوالہ سے تقریر کی اور اجتماعی دعا کروائی۔ 5:30 بجے شام خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے سنانے کا انتظام اجتماع گاہ اور مساجد میں کیا گیا تھا۔ رات کو 8:15 بجے مجلس شوریٰ کی پہلی نشست صدر صاحب مجلس انصاراللہ بھارت کی صدارت میں منعقد ہوئی۔

23/اکتوبر کو 9:30 بجے اجتماع گاہ میں نظم خوانی کا مقابلہ ہوا۔ اس کے بعد ایک خصوصی نشست مکرم مولوی عبد المومن راشد صاحب نائب صدر صف اوّل کی زیر صدارت منعقد ہوئی جس میں مکرم مولوی محمد حمید کوثر صاحب (ناظر دعوت الی اللہ شمالی ہند) اور مکرم مولوی رفیق احمد بیگ صاحب (قائد مال مجلس انصاراللہ بھارت) اور مکرم مولوی منیر احمد خادم صاحب (ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد جنوبی ہند) نے تقاریر کیں۔ 3 بجے دوپہر بستان احمد میں ورزشی مقابلہ جات ہوئے جبکہ شام کو موسم کی خرابی کے باعث رات کی خصوصی نشست ملتوی کی گئی۔ حضور انور کا خطاب برموقعہ سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ یو.کے 2021ء آن لائن سنانے کا انتظام کیا گیا جس کو انصار اراکین نے اپنے اپنے گھروں اور قیام گاہوں میں سنا۔

24/اکتوبر کو مجلس شوریٰ کی دوسری نشست 6:30 بجے صبح مسجد اقصیٰ میں مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ بھارت کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ 10 بجے مسجد دارالانوار میں مولانا سلطان احمد ظفر صاحب کی زیر صدارت مقابلہ تقاریر کا انعقاد ہوا۔ اس کے بعد ایک مجلس سوال وجواب منعقد ہوئی جس میں میزبانی مکرم شیخ مجاہد احمد شاستری صاحب نائب صدر صف دوم نے کی جبکہ مکرم مولوی زین الدین حامد صاحب ناظم دارالقضاء اور مولوی منصور احمد مسرور صاحب ایڈیٹر بدر نے سوالات کے جوابات دیئے۔ ٹھیک 3:45 بجے کوئز کا ایک دلچسپ مقابلہ منعقد ہوا۔

5 بجے سہ پہر مکرم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان کی زیر صدارت اختتامی تقریب منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد محترم صدر صاحب مجلس انصاراللہ بھارت نے انصاراللہ کا عہد دہرایا۔ نظم کے بعد مکرم رفیق احمد بیگ صاحب صدر اجتماع کمیٹی نے شکریہ احباب پیش کیا۔ بعدہ صدر اجلاس نے صدارتی خطاب فرمایا اور انصاراللہ کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے بتایا کہ حضور انور کے پیغام کی روشنی میں اسلام احمدیت کے پیغام کو موجودہ ذرائع ابلاغ کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے لوگوں تک پہنچایا جائے اور ہر احمدی بچے کے ہاتھ میں جو موبائل فون ہے والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچے کو ان کا صحیح استعمال بتائیں اور حضور انور کے خطبات اور ایم ٹی اے سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کی تلقین کریں۔ بعدہ نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے انصار کو انعامات دیئے گئے۔ دعا کے ساتھ یہ بابرکت اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

رات 8:45 بجے مجلس شوریٰ کی تیسری نشست زیر صدارت مکرم ومحترم حافظ مخدوم شریف صاحب نائب ناظر اعلیٰ وناظر نشر واشاعت منعقد ہوئی جس میں صدر مجلس انصاراللہ بھارت ونائب صدر صف دوئم کا انتخاب عمل میں آیا۔ لائیو اسٹریمنگ کے ذریعہ ہندوستان کے طول وعرض سے کثیر تعداد میں انصار اور دیگر احباب نے اجتماع کے پروگرام سے استفادہ کیا۔ (دفتر مجلس انصاراللہ بھارت)

INDIAN ROLLING SHUTTERS
IRS
WHOLESALE DEALER
SUPPLIERS OF ALL SPARES PARTS OF ROLLING SHUTTERS
Specialist in : GEAR & REMOTE SHUTTERS
Prop : HAMEED AHMAD GHOURI
Add : Beside Andhra Bank, Balapur X Road, Hyderabad (T.S)
Mobile : 09849297718

قرآن مجید کا محافظ اللہ تعالیٰ ہے

(قرآن مجید کی 26 آیات پر اعتراضات کے جوابات)

محمد حمید کوثر، ناظر دعوت الی اللہ مرکزیہ شمالی ہند قادیان

(قسط:6)

جماعت احمدیہ اور عقیدہ جہاد:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ میں امت محمدیہ میں جس مسیح کی آمد (بعثت) کی بشارت دے رہا ہوں وہ ''منکم'' مسلمانوں میں سے ہی ایک فرد ہوگا اور وہی امام مہدی ہوگا۔ آپ نے فرمایا وَلَا الْمَهْدِيُّ اِلَّا عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ (سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب شدة الزمان) یعنی مہدی کے علاوہ اور کوئی عیسیٰ ابن مریم نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنے والے مسیح و مہدی کے بارے میں یہ بھی خبر دی تھی کہ وہ جزیہ کو موقوف کر دیگا۔ اور بعض روایات میں جزیہ کی جگہ ''الحرب'' بھی آیا ہے یعنی جہاد بالسیف معرض التواء میں ڈال دے گا۔ واضح ہو کہ ''جہاد'' عربی زبان کا لفظ ہے جو ''جُهْدٌ'' سے بنا ہے جس کے معنی مشقت برداشت کرنا ہے اور جہاد کے معنی ہیں کسی کام کے کرنے میں پوری کوشش کرنا اور کسی قسم کی کمی نہ چھوڑنا ہم اردو میں بھی کہتے ہیں جدوجہد کرنا۔ قرآن مجید اور احادیث میں جہاد کی بہت سی قسمیں بیان ہوئی ہیں۔ حدیث میں آتا ہے:

عن جابر قال قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غزاة له فقال لهم رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم "قدمتم خير مقدم وقدمتم من الجهاد الاصغر اِلی الجهاد الاكبر قالو وما الجهاد الاكبر يا رسول اللہ قال مجاهدة العبد هواه۔

(تاریخ بغداد ذکر من اسمہ ھارون، الجزء 6 صفحہ 171)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے آپ نے وہ لوگ جو غزوہ سے واپس آئے تھے ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تمہاری آمد بہت اچھی آمد ہے اور تم جہاد اصغر (یعنی چھوٹے جہاد) سے جہاد اکبر کی طرف آئے ہو صحابہ نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول جہاد اکبر کیا ہے آپ نے جواب میں فرمایا بندے کا اپنی **خواہشات کے خلاف جہاد۔**

پہلے درجے کا جہاد وہ ہے جو انسان اپنے نفس کے خلاف کرتا ہے۔ اسلام میں سب سے بڑا جہاد یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو گناہوں سے بچائے، نیک اور اچھے کام کرے اور جب ایک مسلمان اپنے آپ کو پاک کر لیتا اور باعمل بن جاتا ہے تو اسے دوسرے درجے کا جہاد (جہاد کبیر) کرنے کا حکم ہے۔ جیسا کہ فرمایا: جَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا (سورة الفرقان، سورة نمبر 25 آیت نمبر 53) تو قرآن مجید کی تعلیمات کو دوسروں تک پیار و محبت، دلائل و برھان سے پہنچا۔ جماعت احمدیہ کے اکثر افراد بفضلہٖ تعالیٰ دن رات جہاد کبیر میں مصروف ہیں، تیسرے درجے کا جہاد سب سے چھوٹا جہاد (جہاد اصغر) کہلاتا ہے۔ یہ صرف اس وقت کرنے کی اجازت ہے جبکہ مسلمان ربنا اللہ کہنے کی وجہ سے ظلم کئے جائیں۔ اور ایسی حالت میں اگر مسلمان چھوٹا جہاد کریں گے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ (سورة الحج، سورة نمبر 22 آیت نمبر 40) یقیناً اللہ ان کی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے، آج کے جو مسلمان اور ان کے مولوی جہاد، جہاد کا نعرہ لگا کر معصوم انسانوں کو قتل کرتے اور کرواتے ہیں اس کا اس جہاد سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے جسے قرآنی جہاد کہا جاتا ہے۔ اگر یہ قرآنی جہاد ہوتا تو ضرور اللہ تعالیٰ انہیں اپنے وعدہ کے مطابق غلبہ عطا کرتا۔ پچھلے ایک سو سال میں ان کی ہر میدان میں شکست و ہزیمت اس بات کا واضح اشارہ ربانی ہے کہ یہ قرآن کا جہاد نہیں۔ اگر یہ وہ ہوتا تو انہیں ضرور فتح نصیب ہوتی۔ پھر سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح فرمان ہے مسلم و مومن وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگوں کے جان و مال محفوظ رہیں۔ اگر آج اپنے آپ کو مسلمان مومن کہلانے والوں کے ہاتھوں سے کہیں معصوم انسانوں کا قتل ہوتا ہے تو وہی بتائیں کہ اس فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا مطلب ہے؟ پس ثابت ہوا کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق مسلمان اور مومن تو ایسا کرے گا نہیں۔ اگر کوئی کرتا ہے تو پھر وہ اسلام دشمن طاقتوں کے اشارے پر اسلام اور حقیقی مسلمانوں کو بدنام کرنے کیلئے ایسا کر رہا ہوگا۔ یہ بات بھی درست ہے کہ پچھلی صدی میں دنیا کے بعض ملکوں اور علاقوں میں یاجوج و ماجوج اور دجال کی سیاست اور خود مسلمانوں کی اپنی غلطیوں کے نتیجہ میں مسلمان دوسری قوموں سے برسر پیکار رہے ہیں اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ واضح ہو کہ یہ سب کی سب سیاسی لڑائیاں جھگڑے قتل و غارت ہے۔ ان کا اسلام اور قرآن سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ اور اگر انہیں کوئی اسلام کی طرف منسوب کرتا ہے تو وہ سخت غلطی پر ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام کی پرامن تعلیمات کے ہوتے ہوئے، جہاد کا غلط مفہوم مسلمانوں میں کہاں سے سرایت کر گیا۔ اگر تاریخ کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو اس سوال کا جواب آسانی سے مل جائے گا۔ اسلام کی ابتدائی صدیوں میں اسلام کی غیر معمولی ترقیات کو دیکھ کر دشمنان اسلام سمجھ گئے کہ اب اسلام کا مقابلہ ہمارے بس کی بات نہیں رہی۔ دوسری طرف وہ اسلام کو تباہ و برباد اور ناکام و بدنام کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے مسلمانوں میں شامل ہو کر کچھ غلط عقائد مسلمانوں میں پھیلانے شروع کئے۔

جب یہود اور عیسائیوں نے دیکھا کہ تورات وانجیل میں تو انتہائی جارحانہ اور ظالمانہ تعلیمات بھی دی گئیں ہیں اور اس کے مقابل قرآن کریم میں انتہائی متوازن اور پرامن تعلیمات دی گئیں ہیں تو انہوں نے ''جہاد'' کے لفظ کی غلط تفسیر مسلمانوں میں پھیلانا شروع کی، اور دوسری طرف مطلب پرست مسلمان کہلانے والے بادشاہوں کو اپنی سلطنتوں کی وسعت کیلئے جہاد کی غلط تفسیر کی ضرورت تھی، چنانچہ انہوں نے اپنے زمانے کے علماء کے ذریعہ غلط تفسیر کو خوب رواج دیا اور نتیجہ یہ نکلا کہ آج جہاد کی غلط تفسیر کو ہی اصل تفسیر سمجھ کر اسلام کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں پیدا کر دی گئیں۔ اس غلط فہمی اور اس طرح کی اور بہت سی غلط فہمیوں کے ازالہ کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو مسیح موعود اور امام مہدی بنا کر بھیجا۔ اور انہوں نے اعلان فرمایا:

''آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اسکے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف دعوت کرنے کی ایک راہ نہیں۔ پس جس راہ پر نادان لوگ اعتراض کر چکے ہیں، خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت نہیں چاہتی کہ اُسی راہ کو پھر اختیار کیا جائے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ جیسے جن نشانوں کی پہلے تکذیب ہو چکی وہ ہمارے سید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیئے گئے۔'' (روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 28)

واعلموا ان وقت الجهاد السيفى قد مضى ولم يبق الا جهاد القلم و الدعا و آيات عظمى (حقیقة المہدی، روحانی خزائن، جلد 14، صفحہ 457) یعنی جان لو کہ اب جہاد بالسیف کا وقت نہیں ہے بلکہ قلم اور دعا اور بڑے بڑے نشانات کے ذریعہ جہاد کرنے کا زمانہ ہے۔

یہاں اختصار سے ایک اور بات کا ذکر بھی بہت ضروری ہے۔ آج کل دنیا میں گویا ایک فیشن بن گیا ہے کہ اگر دنیا کے کسی کونے میں دہشت گردی کا کوئی واقعہ ہو جائے تو اسے ہمارے ملک اور دنیا کے بعض اخبارات اور نشریاتی ادارے فوراً اسلامک دہشت گردی کا نام دے دیتے ہیں۔ ایسے اخبارات پر حیرت ہوتی ہے، اگر کسی دوسرے مذہب کے لوگ اسی قسم کی کاروائیاں کریں تو ان کی کاروائیاں ان کے مذہب کی طرف منسوب نہیں کرتے۔ مثال کے طور پر اگر امریکہ ہیروشیما وناگاساکی پر ایٹم بم گرائے یا امریکہ اور برطانیہ افغانستان اور عراق پر بم باری کریں تو اس کاروائی کو مسیحی دہشت گردی نہیں کہا جاتا۔ اگر جنرل ڈائر جلیانوالا باغ میں سینکڑوں بھارتیوں کو گولیوں سے قتل کر دے تو اسے بھی عیسائی دہشت گردی کا نام نہیں دیا جاتا۔

پس اس وضاحت کے بعد بعض نابلد مسلمانوں کی طرف سے اپنی نادانی یا کسی کی انگیخت پر قتل و غارت کرنا کسی بھی صورت میں اسلام کی طرف منسوب کرنا مناسب نہیں ہے۔

جماعت احمدیہ مسلمہ کی طرف سے جہاد کے متعلق اس وضاحت کے ساتھ اُن آیات کی وضاحت پیش کی جارہی ہے جو کہ درخواست دہندہ نے اپنی درخواست میں پیش کی ہیں۔ **(باقی آئندہ)**

تقریب رخصتانہ

مکرم محمد عمر صاحب تیماپوری کے فرزند عزیزم شجر احمد B.A.LLB (LLM) قائد ضلع گلبرگہ کا نکاح ہمراہ عزیزہ سائرہ احمدی بنت مکرم بہاء الدین صاحب آف حیدرآباد مورخہ 20/نومبر 2020 بروز جمعہ مسجد مبارک قادیان میں محترم تنویر احمد خادم صاحب صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ قادیان نے پڑھایا تھا۔ مورخہ 4/نومبر 2021 کو حیدرآباد میں تقریب رخصتانہ عمل میں آئی اور مورخہ 7/نومبر 2021 کو گلبرگہ میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔ اس رشتہ کے ہر جہت سے مبارک اور بابرکت ہونے کیلئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ (رفیق احمد مالاباری، مرکزی آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان)

اعلان دعا

مکرم محمد جاوید صاحب انسپکٹر ہفت روزہ اخبار بدر مورخہ 14/نومبر کو ایک حادثہ میں زخمی ہو گئے ہیں، جملہ قارئین سے موصوف کی کامل و عاجل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (شیخ مجاہد احمد شاستری، مینجر بدر قادیان)

TAHIRA ENTERPRISE
Manufacturer of Leather & Rexine Goods (Belts, Wallets, Ladies Bags,etc)
Prop. : Mashooque Alam, Kolkata (WEST BENGAL)
Mob : 9830464271, 967455863

EHSAN
DISH SERVICE CENTER
Opp. Four Storey Civil Lines Qadian
All types of Dish & Mobile Recharge
(MTA کا خاص انتظام ہے)
Mobile : 9915957664, 9530536272

SUIT SPECIALIST
Proprietor
SYED ZAKI AHMAD
Bandra, Mumbai
Mobile : 09867806905

نماز جنازہ غائب

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 4 ستمبر 2021ء بروز ہفتہ ساڑھے گیارہ بجے صبح اسلام آباد (ٹلفورڈ، یو.کے) میں اپنے دفتر کے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرم قاضی ناصر احمد صاحب بھٹی (نارتھ ویلز، یو.کے)

2 ستمبر 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ 19 جولائی 1939ء کو نیروبی کینیا میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت قاضی عبد الرحیم صاحب رضی اللہ عنہ کے پوتے، حضرت قاضی ضیاء الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے اور حضرت قاضی عبد السلام بھٹی صاحب کے بڑے بیٹے تھے۔ 1959ء میں نیروبی سے انگلستان آئے اور یہاں مکینکل انجینئرنگ میں ڈگری حاصل کی۔ 1974ء میں نارتھ ویلز منتقل ہوئے اور یہاں اور Chester جماعت کے ابتدائی ممبران میں سے تھے۔ نارتھ ویلز کے صدر جماعت کے علاوہ متعدد بار نارتھ ریجن کے ریجنل امیر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ ریجنل ناظم انصار اللہ بھی رہے۔ آپ کو 40/35 بیعتیں کروانے کی بھی توفیق ملی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جب نارتھ ویلز کا دورہ کیا تو آپ کو ان کی مہمان نوازی کا بھی شرف حاصل ہوا۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، تبلیغ میں پیش پیش رہنے والے، بہت ہمدرد، شفیق، ہر ایک کا خیال رکھنے والے، دعا گو، متقی اور نیک انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ عشق کی حد تک پیار تھا۔ بچوں اور آئندہ نسلوں کو بھی خلافت کے ساتھ گہری وابستگی کی تلقین کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیویوں کے علاوہ چھ بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ آپ کے ایک نواسے عزیزم خالد گنزالز نے حال ہی میں جامعہ احمدیہ یو.کے سے شاہد کا امتحان پاس کیا ہے۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ بی بی فاطمہ مسلن صاحبہ
(والدہ مکرم محمد انیف مسلن صاحب امیر جماعت ماریشس)

20 اگست 2021ء کو 91 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ لوکل جماعت میں بطور سیکرٹری مال خدمت کی توفیق ملی۔ باقاعدگی سے جماعتی پروگراموں میں شامل ہوتی تھیں۔ 2018ء تک باقاعدگی سے ماریشس کے جلسہ سالانہ میں شامل ہوتی رہیں۔ مالی قربانی کیلئے ہمیشہ کوشاں رہتی تھیں۔ ایمان میں انتہائی مضبوط، پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار ایک نیک اور باوفا خاتون تھیں۔

(2) مکرمہ ڈاکٹر انیسہ خان صاحبہ (نیا لاہور ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ)
(3) مکرم ڈاکٹر سلمان خان صاحب
(4) عزیزم فیضان خان
(5) عزیزہ زمل خان

مکرمہ ڈاکٹر انیسہ خان صاحبہ بعمر 52 سال اور ان کے دو بیٹے مکرم ڈاکٹر سلمان خان (بعمر 26 سال) و عزیزم فیضان خان (بعمر 14 سال) اور ایک پوتی عزیزہ زمل خان بعمر ڈیڑھ ماہ، گزشتہ دنوں ایک کار حادثہ میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ڈاکٹر انیسہ خان صاحبہ مکرم مرزا محمد الدین ناز صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ کی رشتہ میں بھتیجی بھی تھیں۔ ان کے شوہر مکرم عبد الواحد خان صاحب کی دو سال قبل وفات ہوئی جو اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ ڈاکٹر انیسہ خان صاحبہ اپنے میاں کے ساتھ ایک لمبا عرصہ مکہ مکرمہ میں کلینک چلاتی رہیں۔ اس دوران انہوں نے حج و عمرہ کی سعادت بھی پائی۔ پھر پاکستان آ کر نیا لاہور میں چار کنال کے رقبہ پر مکہ میٹرنٹی ہوم کے نام سے اپنا ہسپتال بنایا جس سے پورا علاقہ فائدہ اٹھا رہا ہے۔ مالی قربانی اور تحریک جدید و وقف جدید میں یہ فیملی ہمیشہ پیش پیش رہتی۔ مرکزی مہمانوں کا بہت احترام کرتی تھیں۔ ہسپتال وغیرہ کی وجہ سے علاقہ کے غیر از جماعت با اثر افراد کے ساتھ بھی مضبوط روابط تھے۔

(6) مکرم طاہر احمد باجوہ صاحب ابن مکرم رشید احمد باجوہ صاحب (چیچہ وطنی ضلع ساہیوال)

3 اپریل 2021ء کو 71 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم نے قائد ضلع، سیکرٹری مال، سیکرٹری اصلاح و ارشاد اور زعیم انصار اللہ کے علاوہ 15 سال سے زائد عرصہ صدر جماعت چیچہ وطنی کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ پنجوقتہ نماوں کے پابند، شریف النفس، پروقار شخصیت کے مالک ایک ہمدرد اور نیک انسان تھے۔ جماعتی عہدیداران کا بہت احترام کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(7) مکرم کیپٹن (ر) ملک مبارک احمد صاحب ابن مکرم محمد ابراہیم صاحب (گرین ٹاؤن لاہور)

8 اپریل 2021ء کو 91 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے سسر حضرت غلام الٰہی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ جب تک صحت نے اجازت دی مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کرتے رہے۔ اجلاسات میں بھی باقاعدگی سے شامل ہوتے تھے۔ آپ نے فوج میں 32 سال سروس کی اور دوران سروس مختلف جنگوں میں حصہ لیا اور حکومت پاکستان کی طرف سے کئی تمغے اور اعزازات حاصل کیے۔ ملٹری کی طرف سے شائع ہونے والے رسالے میں ان کے کئی مضامین اور نظمیں شائع ہوئیں۔ احمدیت سے محبت اور عقیدت رکھنے والے تھے۔ قرآن کریم سے عشق تھا اور تقریباً سارا قرآن کریم حفظ تھا۔ آپ نے مختلف موضوعات پر مقالے اور مضامین بھی لکھے جو رسالہ انصار اللہ میں شائع ہوئے۔

(8) مکرم بشارت احمد صاحب زرگر ابن مکرم میاں محمد یعقوب صاحب (سیدوالا ضلع ننکانہ)

21 اپریل 2021ء کو 65 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم نے سیدوالا میں مختلف جماعتی و تنظیمی عہدوں پر خدمت کے علاوہ ضلع ننکانہ میں سیکرٹری رشتہ ناطہ، سیکرٹری امور عامہ اور سیکرٹری امور خارجہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ نمازوں کے پابند، خدا ترس، غریبوں کی کھلے دل سے مدد کرنے والے ایک نیک اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم خوش لباس اور خوش گفتار بھی تھے۔ چندہ جات اور دیگر تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ آپ کے بیٹے مکرم محمد ظفر اللہ صاحب کو 29 جون کو شہید کر دیا گیا تھا۔ 2001ء میں جب سیدوالا کی مسجد کو مخالفین نے شہید کیا تو آپ نے بڑی ہمت اور بہادری کے ساتھ صدر جماعت کے ساتھ کام کیا اور ایک نئی شاندار مسجد دوبارہ تعمیر کرنے کیلئے ہر پلیٹ فارم پر کوشش کرتے رہے۔ مرحوم موصی تھے۔

(9) مکرم نذیر احمد صاحب ابن مکرم محمد عبد اللہ صاحب (شالامار ٹاؤن، لاہور)

28 اپریل 2021ء کو 76 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے لمبا عرصہ مقامی سطح پر صدر حلقہ، جنرل سیکرٹری اور زعیم اعلیٰ انصار اللہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ کافی عرصہ میڈیکل کیمپس بھی لگاتے رہے۔ مرحوم کا کردار ہر لحاظ سے لائق تحسین تھا۔ ہمیشہ مسکراتے ہوئے ہی نظر آئے۔ ہر کسی کو بہت احترام سے ملتے۔ خلافت سے والہانہ محبت رکھتے تھے۔ کسی بھی جماعتی تحریک میں بہت جذبہ سے شامل ہوتے۔ چندوں کی ادائیگی میں بہت باقاعدہ تھے۔ نماز اور تلاوت قرآن کریم کے پابند تھے اور مطالعہ کتب کا شوق تھا۔ مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔

(10) مکرمہ شہناز بانو سلیچہ صاحبہ (قادیان)

9 جولائی 2021ء کو 69 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ پیدائشی احمدی تھیں۔ صوم و صلوٰۃ کی پابند، چندوں میں باقاعدہ، ہمدرد دل رکھنے والی ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔

(11) مکرم محمد انعام یوسف صاحب ابن مکرم چودھری محمد یوسف صاحب مرحوم (سابق آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ ربوہ، پاکستان)

17 جولائی 2021ء کو 67 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم نے تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے ایف ایس سی کرنے کے بعد فضل عمر ہسپتال ربوہ میں بطور لیب ٹیکنیشن کام کا آغاز کیا جو کہ 41 سال سے زائد عرصہ پر محیط ہے۔ ملازمت کے دوران انہیں پشاور میں بلڈ ٹرانسمیشن کی ٹریننگ کروائی گئی جس کے بعد ربوہ میں بلڈ بنک کا آغاز ہوا۔ آپ 2014ء میں ریٹائر ہوئے۔ نہایت عاجز، مخلص، ملنسار اور ایک فدائی احمدی تھے۔ نمازوں کے پابند اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ خلافت کے ساتھ حد درجہ احترام اور عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔

(12) مکرم محمود احمد ملک صاحب ابن مکرم ملک خالد داد خان صاحب (آسٹریلیا)

19 جولائی 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ انتہائی نرم دل اور مخلوق خدا کی خدمت کا جذبہ رکھنے والے ایک ہمدرد اور نیک انسان تھے۔ کراچی میں آپ کا شمار تحریک جدید اور وقف جدید کی معیاری قربانی کرنے والوں میں ہوتا تھا۔ نیکی کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ بہت سے ہسپتالوں میں ٹھنڈے پانی کی اور مختلف قسم کی دوسری مشینیں بھی لگوائیں۔

(13) مکرمہ امۃ القیوم صدیقہ صاحبہ اہلیہ مکرم ارشاد عالم آفتاب صاحب (بریمپٹن ویسٹ، کینیڈا)

26 جولائی 2021ء کو 72 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ مکرم حکیم مستری فیروز دین صاحب کی بیٹی تھیں جو کہ قادیان میں حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کی فیکٹری کے ٹھیکیداروں میں سے تھے۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ پر بہت توکل کرنے والی، شفیق، مہمان نواز، خلافت کی سچی عاشق اور دعا گو خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں فراخ دلی سے خرچ کرتی تھیں۔ بیماری کا بڑی بہادری سے مقابلہ کیا۔ آخری چند ماہ بہت کمزوری اور تکلیف میں گزارے لیکن کبھی حرف شکایت زبان پر نہ لائیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم ناصر احمد شاہد صاحب (مربی سلسلہ نوشہرہ کینٹ) کی والدہ اور مکرم حافظ محمد نصر اللہ جان صاحب (استاد جامعہ احمدیہ ربوہ) کی ساس تھیں۔

(14) مکرم ناصر احمد صاحب
(کارکن نظامت جائیداد ربوہ)

31 جولائی 2021 کو 50 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ بیماری کی شدت کے باوجود آخر وقت تک کبھی نماز کو ترک نہیں کیا۔ ہمیشہ اپنی استطاعت کے مطابق خرچ کرتے تھے اور یہی عادت انہوں نے بچوں میں بھی ڈالی۔ مرحوم موصی تھے اور اپنی زندگی میں حصہ جائیداد کی ادائیگی بھی کر دی تھی۔

(15) مکرم صادق احمد صاحب (ٹورانٹو، کینیڈا)

31 جولائی 2021ء کو 90 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کو حفاظت مرکز کی تحریکات میں حصہ لینے کی توفیق ملی۔ آپ نے نواب شاہ میں نائب امیر کے علاوہ مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ حضور انور کے ساتھ خلافت سے قبل جمال پور سندھ کے دورے کرنے کا بھی موقعہ ملا۔ آپ بہت خوبیوں کے مالک، متوکل علی اللہ ایک نیک اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔

(16) مکرم ماسٹر عبد الخالق صاحب
ابن مکرم سعد اللہ خان صاحب (ربوہ)

5 اگست 2021 کو 74 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا آغاز آپ کے والد مکرم سعد اللہ خان صاحب کے ذریعہ ہوا جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ سچا سودا شیخوپورہ میں کافی عرصہ صدر جماعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ ربوہ شفٹ ہونے پر دار العلوم جنوبی حلقہ بشیر میں دو دفعہ صدر، نائب صدر، سیکرٹری مال اور سیکرٹری اصلاح و ارشاد کے طور پر خدمت بجالاتے رہے۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، بہت ملنسار، مہمان نواز ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ چندہ جات میں بڑے باقاعدہ تھے۔ خلافت سے جنون کی حد تک محبت کا تعلق تھا۔ آپ کو حکمت اور ہومیوپیتھی کا تجربہ بھی حاصل تھا۔ حضور انور کے خطبات اور ایم.ٹی.اے کے دیگر پروگرام بڑے شوق سے دیکھتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(17) مکرمہ بشریٰ ریاض صاحبہ اہلیہ مکرم ریاض احمد فانی صاحب (کوبلنز، جرمنی)

7 اگست 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ نمازوں کی پابند، مہمان نواز اور صبر و تحمل والی ایک نیک مخلص خاتون تھیں۔ ہمسایوں کے بچوں کو قرآن مجید پڑھانے کی توفیق پائی۔ جرمنی آنے پر کوبلنز میں بطور صدر لجنہ خدمت بجالاتی رہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم انعام الحق کوثر صاحب (مشنری انچارج و نیشنل امیر آسٹریلیا) کی بہن تھیں۔

(18) مکرمہ امۃ المجید صاحبہ اہلیہ مکرم عبد الرشید صاحب (طاہر آباد غربی ربوہ)

21 اگست 2021ء کو 88 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ نیک مخلص اور باوفا خاتون تھیں اور موصیہ تھیں۔ آپ مکرم شرجیل احمد طاہر صاحب (واقف زندگی۔ اکاؤنٹس ڈیپارٹمنٹ الشرکۃ الاسلامیہ لندن) کی نانی تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

بستی مندرانی کے چھ صحابہ کرامؓ
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مختصر تذکرہ

(آصف احمد ظفر بلوچ، ربوہ حال مقیم لندن)

(قسط سوم)

حضرت حافظ محمد خان صاحب مندرانیؓ

اس چھوٹی سی بستی نے حضرت مسیح الزمان کے کئی رفقاء کو جنم دیا۔ حافظ محمد خان صاحب ابن لکھی محمد خان صاحب اور ان کے بیٹے محمد عثمان خان صاحب بھی اس خوش نصیب قافلے کے ہم رکاب تھے۔ حافظ محمد خان صاحب بستی مندرانی کے مشہور صوفی بزرگ حضرت میاں رانجھا جی کے نمایاں شاگردوں میں سے تھے۔ حضرت رانجھا جی کے ایک اور ممتاز شاگرد حافظ فتح محمد خان صاحب بھی تھے۔ ہر دو بزرگوں کے درمیان مثالی رفاقت تھی۔ تحصیل علم کے مراحل طے کرنے کے بعد عملی زندگی میں قدم رکھ چکے تھے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کی خوشخبری ان تک پہنچی۔ چنانچہ دونوں بزرگ حضرت اقدس کی بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ بعد از وفات بھی دونوں بزرگ لعل اصحاب کے قبرستان میں پہلو بہ پہلو دفن ہوئے۔ مولوی محمد شاہ صاحب کے قادیان سے آمدہ خطوط میں ہر دو بزرگوں کو "حافظین" کے نام سے بالعموم اکٹھے یاد کیا گیا ہے۔ حافظ محمد خان صاحب کا انتقال 1920 کے لگ بھگ ہوا۔ جبکہ حافظ فتح محمد خان صاحب نے 1923 کے لگ بھگ وفات پائی۔ حافظ محمد خان صاحب کے حفظ قرآن کے حوالے سے یہ روایت آج تک زبان زد عام ہے کہ ایک دفعہ بچپن میں انہیں مشہور صوفی بزرگ حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی کے حضور پیش کیا گیا۔ مقصد حصول برکت تھا۔ اس وقت آپ ابھی دو تین سال کے بچے تھے۔ حضرت خواجہ صاحب نے بچے کے سر پر ہاتھ پھیرنے کے بعد فرمایا "ونج قرآن شریف دا حافظ تھیویں" یہ اسی دعا کا اثر تھا کہ حافظ صاحب نے دیگر مروجہ علوم کی تحصیل کے بعد عین جوانی میں قرآن مجید حفظ کرنے کی سعادت حاصل کی۔ حافظ محمد خان صاحب کا پیشہ کاشتکاری تھا وہ اپنی خاندانی زمینوں پر کاشت کر کے گزر بسر کرتے تھے۔ احمدیت قبول کرنے سے قبل آپ سانپ کے کاٹنے کا دم کرتے تھے اور حاجت مندوں کی حاجت براری کیلئے تعویذ بھی دیتے تھے مگر ان امور کو کبھی بھی ذریعہ روزگار بنانے کے روادار نہ ہوئے۔ جب قادیان تشریف لے گئے تو آپ کے پوچھنے پر حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب نے سانپ کے کاٹے مریض کے علاج کیلئے ایک نسخہ تجویز فرمایا۔ حضرت مولوی صاحب کا بتایا ہوا نسخہ مجرب ثابت ہوا اور ہمیشہ مثبت نتائج دیتا آیا ہے۔ کاشتکاری کے امور میں مصروف رہنے کے باوصف آپ نے تعلیم و تدریس کا سلسلہ بھی کسی نہ کسی شکل میں جاری رکھا۔ قاضی محمد مسعود خان صاحب بتایا کرتے تھے کہ میں اور میرا ساتھی قادر بخش خان صاحب بعض فارسی کتب پڑھنے کیلئے حافظ محمد خان صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ حافظ صاحب ہل اور بیل ایک شاگرد کو تھماتے تا کہ وہ ہل چلاتا رہے اور وہ خود ایک طرف بیٹھ کر دوسرے شاگرد کو سبق دیتے۔ سبق پڑھنے کے بعد پہلا شاگرد ہل چلاتا اور دوسرا شاگرد ان کے پاس بیٹھ کر سبق سناتا اور نیا سبق پڑھتا اسی طرح آپ کبڈی کے بہت اچھے کھلاڑی تھے۔ فن پہلوانی کی طرف بھی رغبت تھی اور یوں آپ کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ (روزنامہ الفضل 25/ اپریل 2016)

(بیعت) آپ نے حضرت مولوی محمد شاہ صاحب کی تبلیغ سے احمدیت قبول کی۔ اپریل 1903ء میں تحریری بیعت کی۔ مارچ 1904ء میں بستی مندرانی سے قادیان جا کر دستی بیعت سے مشرف ہوئے۔ تقریباً ایک ہفتہ قادیان میں رہے۔ یکم مارچ 1904ء کے البدر اخبار میں خدا کی پاک ہاتھوں کی بنائی ہوئی احمدی جماعت میں داخل ہونیوالوں کی فہرست شائع ہوئی ہے اس فہرست میں بستی مندرانی کے آٹھ احباب کا ذکر ہے جس میں آپ کا نام بھی شامل ہے۔ آپ کی اولاد میں سے ایک کا نام حضرت محمد عثمان خان صاحب مندرانی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دوسرے بیٹے کا نام اللہ بخش تھا۔

......☆......☆......☆......

حضرت مولوی محمد عثمان خان صاحب مندرانیؓ

حضرت مولوی محمد عثمان خان صاحب 1869 میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام حافظ محمد خان صاحب تھا جو کہ خود بھی صحابی تھے جن کا مختصر تذکرہ اوپر ہو چکا ہے۔ آپ کے دادا کا نام لکھی محمد خان صاحب تھا۔ آپ اپنے والد صاحب کے ساتھ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اس وقت آپ نوجوان تھے۔ قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت کرتے تھے۔ آپ اپنی بستی کے دوسرے گروپ کے ساتھ جون 1905 میں قادیان گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت اور دستی بیعت سے مشرف ہوئے۔ فرمایا کرتے تھے کہ حضور علیہ السلام جب بھی بیت الذکر میں تشریف لاتے زبان پر سبحان اللہ کے الفاظ ہوتے تھے۔

مولوی محمد عثمان صاحب بہت ہی شفیق اور مہربان انسان تھے۔ آپ ابتدائی عمر میں دعوت الی اللہ کی خاطر حکمت بھی کرتے تھے۔ طب میں آپ کو کافی دسترس حاصل تھی۔ اسی شہرت کی وجہ سے پہاڑی علاقے میں بھی دعوت الی اللہ کرتے تھے۔ عام طور پر مریضوں کو دوا مفت دیتے تھے۔ شکار کے بڑے شوقین تھے۔ آپ متعدد بار بستی مندرانی کے سیکرٹری اور پریزیڈنٹ بھی رہے۔ اخبار البدر اور ریویو آف ریلیجنز اور تشحیذ الاذہان کے مستقل خریدار تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہت سی کتب خریدیں اور پڑھیں۔ سلسلہ کی دیگر کتب بھی وقتاً فوقتاً منگواتے رہتے تھے۔ آپ کو دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا اسی وجہ سے آپ دعوت الی اللہ کی خاطر دشوار گزار پہاڑی علاقہ میں جاتے رہتے تھے۔ خواہ علاقہ کے مولوی صاحبان ہوں یا عوام الناس اور آپ کے رشتہ دار بھی آپ کی بہت مخالفت کیا کرتے تھے اور انہوں نے آپ سے سلام و کلام ترک کر دیا تھا۔ آپ کی مخالفت میں آپ کے خالو پیش پیش تھے۔ ایک دفعہ آپ کا گزر خالو صاحب کے کھیت سے ہوا جو پانی سے بھرا ہوا تھا۔ آپ نے وہاں بیٹھ کر پانی پیا آپ کے خالو نے اس کھیت کا بند توڑ دیا اور سارا پانی نکال کر کھیت کو دوبارہ سیراب کیا اور کہا کہ تم نے میرا کھیت پلید کر دیا۔ ان تمام مخالفتوں کے باوجود آپ کے پائے ثبات میں کوئی لغزش نہ آئی اور آپ آخر دم تک امام الزمان کی غلامی میں رہے۔ آپ بیان کیا کرتے تھے کہ جب ہم جون 1905ء میں قادیان دارالامان گئے تو انہی ایام میں ایک دن لنگر خانے کا منتظم حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ لنگر خانے کا آٹا ختم ہو گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس وقت دوزانو بیٹھے ہوئے تھے۔ جس دری پر آپ تشریف رکھتے تھے اس پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ میں خدا تعالیٰ کیلئے یہ بستر بیچنے کیلئے بھی تیار ہوں۔ مگر اب تک میری جائیداد موجود ہے مجھے دنیا کی کوئی فکر نہیں اور نہ ہی لنگر خانے کے خرچ کی فکر ہے۔ فکر اس بات کی ہے کہ یہاں خدا جو مال دولت لائے گا ہم کو عطا کرے گا اس کو صحیح طور پر خرچ کرنے والے ہوں۔ نیز فرمایا آپ بٹالہ جا کر سیٹھ سے لنگر خانہ کیلئے خرچ لے آئیں۔ حضرت مولوی عثمان خان صاحب نے جولائی 1954ء میں پچاسی سال کی عمر میں وفات پائی اور "لال اصحاب" قبرستان بستی مندرانی میں دفن ہوئے۔ (روشنی کا سفر، صفحہ 101 و، روزنامہ الفضل 16/ستمبر 2013، صفحہ 5)

حضرت محمد عثمان خان صاحب نے تین شادیاں کیں۔ پہلی بیوی دو بچیوں کو جنم دینے کے بعد وفات پا گئیں۔ دوسری بیوی بھی جلد فوت ہو گئیں۔ جبکہ تیسری بیوی کے بطن سے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئیں۔ ان کی سب سے چھوٹی بیٹی ماشاء اللہ آج بھی حیات ہیں اور جماعتی خدمات کیلئے آج بھی سرگرم ہیں۔ آپ کے ایک نواسے احمد خان صاحب مندرانی معلم وقف جدید کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اسی طرح آپ کے ایک بیٹے غلام محمد خان صاحب مندرانی بھی کچھ عرصہ تک معلم وقف جدید کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے رہے چھوٹے بیٹے محمد عباس خان صاحب پیشے کے اعتبار سے ٹیچر تھے۔ انہوں نے "سیف احمدیت" کے نام سے احمدیت کی تائید میں ایک کتاب تالیف کی تھی مگر عمر نے وفا نہ کی۔

حضرت محمد عثمان خان صاحب مندرانی کی بیعت کے حوالے سے کہیں 1903 اور کہیں 1904ء اور کہیں 1905ء کا ذکر ملتا ہے۔ کچھ عرصہ قبل اخبار "البدر" یکم مارچ 1904ء کا شمارہ نظر سے گزرا۔ اس شمارہ میں نمبر 8 سے 15 تک بستی مندرانی کے بیعت کرنیوالے 8 احباب کے اسماء درج ہیں جن میں سب سے پہلے۔ محمد خان صاحب۔ عثمان خان صاحب۔ زوجہ عثمان خان صاحب۔ مسماۃ بخت بنت عثمان خان صاحب۔ اللہ بخش خان صاحب۔ زوجہ اللہ بخش خان صاحب۔ محمود صاحب اور محمد صاحب کے نام ہیں۔

چونکہ "البدر" کے اس شمارہ میں ایسی کوئی وضاحت نہیں کہ یہ فہرست تحریری بیعت کرنے والوں کی ہے یا کہ دستی بیعت کرنے والوں کی۔ اس لئے خاکسار نے سب حوالہ جات کو من وعن درج کر دیا ہے۔

......☆......☆......☆......

حضرت نور محمد خان صاحب مندرانیؓ

حضرت نور محمد خان صاحب صحابی ولد مکرم میر محمود خان صاحب مندرانی حضرت حافظ فتح محمد خان صاحب کے بڑے بھائی تھے۔ آپ نے اپنے بھائی کے ساتھ تحریری بیعت کی اور پھر جلسہ سالانہ دسمبر 1907ء کے موقع پر قادیان پہنچے اور حضور کی دستی بیعت کی۔ زمیندارہ کے تمام معاملات آپ ہی کے سپرد تھے۔ قرآن شریف کے پہلے دس سپارے آپ کو زبانی یاد تھے۔ فارسی جانتے تھے۔ آپ کے بھائی حضرت حافظ فتح محمد خان صاحب اکثر پڑھانے میں مصروف رہتے تھے اور گھر کا تمام کاروبار آپ ہی کیا کرتے تھے۔ آپ ایک بہادر انسان اور پروقار شخصیت کے مالک تھے۔ آپ نے چار فرزند بطور یادگار چھوڑے (1) محمد یار خان صاحب (2) اللہ بخش خان صاحب (3) سردار خان صاحب (سردار خان صاحب حضرت حافظ فتح محمد خان صاحب کے داماد تھے) (4) احمد خان صاحب۔ سب بھائی خدا تعالیٰ کے فضل سے مخلص احمدی تھے۔ محمد یار خان صاحب جو کہ بہت ہی نیک انسان تھے ان کی وفات نماز کے دوران سجدہ کی حالت میں ہوئی۔ مکرم احمد یار خان صاحب مندرانی آپ ہی کے بیٹے تھے جنہیں بطور معلم وقف جدید کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ مکرم احمد یار خان صاحب بھی انتہائی نیک اور فرشتہ سیرت انسان تھے۔ مکرم قمر رشید صاحب مربی سلسلہ جنہیں ایک لمبے عرصہ سے افریقہ میں خدمت دین کی توفیق مل رہی ہے وہ بھی حضرت نور محمد خان صاحب مندرانی کی نسل سے ہیں۔

(وفات) اخبار الفضل 9/ اکتوبر 1922ء صفحہ 6 پر حضرت حافظ فتح محمد خان صاحب کی طرف سے آپ کی وفات کا اعلان شائع ہوا۔ "میرے بھائی صاحب جن کا نام نور محمد تھا اور جو مخلص احمدی تھے فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کا جنازہ غائب پڑھا جائے۔"

بوقت وفات آپ کی عمر 70 برس تھی آپ قبرستان "لال اصحاب" نزد کوہ سلیمان میں مدفون ہیں۔

(باقی آئندہ)

......☆......☆......☆......

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE
RSB Traders & whole seller

Specialist in Teddy Bear Ladies & Kids items, All Types of Bags & Garments items
Branch: Aroti Tola Po muluk Bolpur-Birbhum
Head office: Q84 Akra Road Po.Bartala, Kolkata-18
Mob: 9647960851 9082768330
طالب دعا : جانِ عالم شیخ
(جماعت احمدیہ شانتی نکیتن، بولپور، بیر بھوم۔ بنگال)

اللہ تعالیٰ نے وفاداری کو بڑی اہمیت دی ہے، تم وفادار نہیں ہو سکتے جب تک اُس عہد کو پورا نہ کرو جو کیا گیا ہے، چاہے غلام نے کیا ہو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور دوسرے خلیفہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 20 /اگست 2021 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال دشمن قوم کو ایک غلام کے امان دینے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا ارشاد فرمایا :

جواب حضور انور نے فرمایا : جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا گیا کہ دشمن قوم کو ایک غلام نے امان دے دی ہے لہٰذا کیا کیا جائے؟ امان دی جائے یا نہیں؟ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے وفاداری کو بڑی اہمیت دی ہے، تم وفادار نہیں ہو سکتے جب تک اُس عہد کو پورا نہ کرو جو عہد کر لیا گیا ہے، چاہے غلام نے کیا اس کو پورا کرو۔

سوال حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کو کس رنگ میں بیان فرمایا ہے؟

جواب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا : حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک حبشی غلام نے ایک قوم سے یہ معاہدہ کیا تھا کہ فلاں فلاں رعایتیں تمہیں دی جائیں گی۔ جب اسلامی فوج گئی تو اس قوم نے کہا ہم سے تو یہ معاہدہ ہے۔ فوج کے افسر اعلیٰ نے اس معاہدہ کو تسلیم کرنے میں لیت و لعل کی تو بات حضرت عمرؓ کے پاس گئی۔ انہوں نے فرمایا مسلمان کی بات جھوٹی نہ ہونی چاہئے خواہ غلام ہی کی ہو۔

سوال جنگ کے متعلق حضرت عمرؓ کی خواہش کیا تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا : حضرت عمرؓ کی قلبی خواہش تھی کہ اگر عراق اور اَہْوَازْ کے معرکوں پر ہی اس خونریز جنگ کا خاتمہ ہو جائے تو بہتر ہے۔ آپؓ نے بار بار اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ کاش ہمارے اور ایرانیوں کے درمیان کوئی ایسی روک ہو کہ نہ وہ ہماری طرف آسکیں نہ ہم ان کے پاس جا سکیں مگر ایرانی حکومت کی مسلسل جنگی کارروائیوں نے آپؓ کی یہ خواہش پوری نہ ہونے دی کیونکہ مزید پیش قدمی کے بغیر امن قائم نہیں ہو سکتا تھا۔

سوال عراق اور ایران کی کون سی تین جنگوں کو حضور انور نے بہت اہم قرار دیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایران اور عراق میں مسلمانوں کی جنگی مہم میں تین معرکوں کو فیصلہ کن حیثیت حاصل ہے۔ یعنی قادسیہ کا معرکہ، جَلُولَاء کا معرکہ اور نِہَاوَنْد کا معرکہ اور نِہَاوَنْد کی فتح اپنے نتائج کے لحاظ سے اس قدر اہم تھی کہ مسلمانوں میں فتح الفتوح کے نام سے معروف ہو گئی تھی یعنی تمام فتوحات سے بڑھ کر فتح۔

سوال نہاوند کی جنگ سے پہلے مدینہ میں حضرت عمرؓ نے صحابہ سے کیا خطاب فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرؓ نے مجلسِ مشاورت منعقد کی اور منبر پر کھڑے ہو کر ایک تقریر کی جس میں فرمایا: اَے قوم عرب! اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ تمہاری تائید کی اور افتراق کے بعد تمہیں متحد کر دیا اور فاقہ کشی کے بعد تمہیں غنی کر دیا۔ اور جس میدان میں بھی تمہیں دشمن سے مقابلہ کرنا پڑا اس نے تمہیں فتح دی۔ پس تم نہ کبھی ماندہ ہوئے نہ مغلوب۔ اور اب شیطان نے کچھ لشکر جمع کیے ہیں تا کہ خدا کے نور کو بجھائے اور یہ عَمَّار بن یَاسِر کا خط ہے کہ قُوْمِس، طَبَرِسْتَان، دُنْبَاوَنْد، جُرْجَانْ، اصفہان، قُم، ہَمَذَانْ، مَاهَين اور مَاسَبَذَانْ کے باشندے اپنے بادشاہ کے گرد جمع ہو رہے ہیں تا کہ تمہارے بھائیوں کے مقابلے کے لیے جو کوفہ اور بصرہ میں ہیں نکلیں اور ان کو اپنے وطن سے نکال کر خود تمہارے ملک پر حملہ آور ہوں۔ اے لوگو! اس بارے میں مجھے اپنا مشورہ دو۔

سوال حضرت عمر نے جنگ نہاوند کے لئے کمانڈر کس کو بنایا؟ اور اس جنگ کیلئے بعض بنیادی ہدایات کیا دیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرؓ نے حضرت نُعْمَان بن مُقَرِّنؓ کو اس ذمہ داری کیلئے منتخب کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بزرگ صحابہ میں سے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ہدایت کی تھی کہ اگر نعمان بن مُقَرِّنْ شہید ہو جائیں تو امیر، حُذَیْفَہ بن یَمَان ہوں گے۔ ان کے بعد جریر بن عبداللہ بجلی۔ ان کے بعد حضرت مُغِیرہ بن شُعبہ اور ان کی شہادت پر اَشْعَثْ بن قیس۔ عمرو بن مَعْدِ یکَرِبْ اور طُلَیحہ بن خُوَیلَد کے بارے میں نعمان کو حضرت عمرؓ نے یہ لکھا کہ عمرو بن مَعْدِ یکَرِبْ اور طُلَیحہ بن خُوَیلَد دونوں تمہارے ساتھ ہیں۔ یہ دونوں عرب کے شہسوار ہیں۔ ان سے جنگی امور میں مشورہ لیتے رہنا مگر ان کو کسی کام میں افسر نہ بنانا۔ (اخبار الطوال، وقعۃ نہاوند، صفحہ 194، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

سوال اسلامی لشکر کی ترتیب اور صف آرائی کے متعلق حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا : اسلامی لشکر کے مقدمے پر نُعَیم بن مُقَرِّنؓ مقرر تھے۔ بازوؤں کی کمان حُذَیفَہ بن یَمان اور سُوَید بن مُقَرِّنْ کے ہاتھ میں تھی۔ مُجَرَّدَہ کے افسر قعقاع بن عمرو تھے۔ مجردہ گھڑ سواروں کی جو فرنٹ لائن کے گھڑ سواروں کا رسالہ ہے اس کو کہتے ہیں اور لشکر کا پچھلا حصہ مُجَاشِع کی سرکردگی میں تھا۔ (تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 525، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

سوال جنگِ نہاوند کو لیکر حضرت عمر کے اضطراب کا کیا عالم تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرؓ نہایت شدت سے لڑائی کے نتیجہ کے منتظر تھے۔ جس رات لڑائی کی توقع تھی وہ رات حضرت عمرؓ نے نہایت بے چینی سے جاگ کر گزاری۔ آپؓ اس تکلیف سے دعا میں مصروف رہے کہ معلوم ہوتا کہ کوئی حاملہ عورت تکلیف میں ہے۔ قاصد فتح کی خوشخبری لے کر مدینہ پہنچا۔ حضرت عمرؓ نے الحمد للہ کہا اور نعمانؓ کی خیریت پوچھی۔ قاصد نے ان کی وفات کی خبر سنائی تو حضرت عمرؓ کو سخت صدمہ ہوا۔ قاصد نے دوسرے شہداء کے نام سنائے اور کہا کہ امیر المومنینؓ! اور بھی بہت سے مسلمان شہید ہوئے ہیں جنہیں آپؓ نہیں جانتے۔ حضرت عمرؓ روتے ہوئے بولے، عمر انہیں نہیں جانتا تو انہیں اس کا کوئی نقصان نہیں خدا تو انہیں جانتا ہے۔

سوال نہاوند کی فتح کی اہمیت حضور انور نے کیا بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا : نِہَاوَنْد کی فتح اپنے نتائج کے لحاظ سے بہت اہم تھی۔ اس کے بعد ایرانیوں کو ایک جگہ مجتمع ہو کر مقابلہ کرنے کا موقع نہیں ملا اور مسلمان اس فتح کو فتح الفتوح کے نام سے یاد کرنے لگے۔ ☆......☆

تقریریں سنیں اور ان میں علمی اور روحانی نکتے تلاش کریں اور پھر ان سے فائدہ اٹھائیں

جلسہ سے مدّعا یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کر لیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلّی جھک جائیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا بہتر اسلام یہ ہے: ضرورت مندوں کو کھانا کھلاؤ اور ہر اس شخص کو جسے تم جانتے ہو یا نہیں جانتے، سلام کہو

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 30 /جولائی 2004 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال خطبہ جمعہ کے شروع میں حضور انور نے شاملین جلسہ کو کیا دعا دی؟

جواب حضور انور نے فرمایا : آج سے انشاء اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ انگلستان کا 38واں جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔ آپ سب لوگ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی خاطر یہ تین دن گزارنے کے لئے یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔ اللہ کرے کہ آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے مطابق اُن مقاصد کو حاصل کرنے والے ہوں جو ان جلسوں کے ہیں۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام احبابِ جماعت میں کیا تبدیلی چاہتے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام چاہتے تھے کہ بیعت کے بعد تمہارے اندر سے دنیا کی محبت نکل جانی چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دنیا کی تمام محبتوں سے بڑھ کر ہونی چاہئے۔ اللہ کی مخلوق کے حقوق ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی ادائیگی میں اس قدر کھوئے جاؤ کہ تمہیں یہ احساس ہو کہ یہ سب کچھ تم اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت میں کر رہے ہو۔

سوال جلسہ میں شامل ہونے کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کیا غرض بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مذکورہ بالا مقاصد کو حاصل کرنے کی خاطر ٹریننگ کیلئے سال میں تین دن جماعت کے افراد اکٹھے ہوتے ہیں اور سوائے کسی اشد مجبوری کے تمام احمدی اس میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منشا تھا کیونکہ ٹریننگ بہت ضروری چیز ہے، اس کے بغیر تو تربیت پر زوال آنا شروع ہو جاتا ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ کے کیا مقاصد بیان فرمائے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: اس جلسہ سے مدّعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کر لیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلّی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیز گاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مؤاخات میں دوسروں کیلئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کی لئے سرگرمی اختیار کریں

سوال جلسہ سالانہ میں ہونے والی تقاریر سے استفادہ کے متعلق حضور انور نے کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا : بعض دفعہ لوگ جلسے کے دوران باہر آجاتے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ فلاں مقرر کا جو انداز ہے، جس طرح وہ بیان کر رہا ہے میں تو اس طرح نہیں سن سکتا اس لئے باہر آ گیا ہوں۔ یہ بھی ایک طرح کا تکبر ہے۔ چاہے کوئی مقرر دھواں دار تقریر کرتا ہے یا نہیں، چاہے وہ اپنے الفاظ اور آواز کے جادو سے آپ کے جذبات کو ابھارتا ہے یا نہیں، تقریریں سنیں اور ان میں علمی اور روحانی نکتے تلاش کریں اور پھر ان سے فائدہ اٹھائیں۔

سوال ایک مومن کی کیا نشانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بتائی ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہو سکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھہراوے۔ کوئی سچا مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کا دل نرم نہ ہو، جب تک وہ اپنے تئیں ہر یک سے ذلیل تر نہ سمجھے۔ غریبوں سے نرم ہو کر اور جھک کر بات کرنا مقبول الٰہی ہونے کی علامت ہے اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے۔

سوال نیکی کرتے ہوئے کونسی بات مدنظر رہنی چاہئے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : نیکی کو محض اس لئے کرنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ خوش ہو اور اس کی رضا حاصل ہو اور اس کے حکم کی تعمیل ہو، قطع نظر اس کے کہ اس پر ثواب ہو یا نہ ہو۔ نیکی کرنے والے کو اجر مدنظر نہیں رکھنا چاہئے۔

سوال حضور انور نے جلسہ میں شامل ہونے والوں کو کس دعا کی طرف توجہ دلائی؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ایک حدیث میں آتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مکان میں رہائش اختیار کرتے وقت یا کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے وقت یہ دعا مانگے کہ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ یعنی میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں اور اس شر سے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے پناہ چاہتا ہوں۔ تو اس شخص کو یہاں کی رہائش ترک کرنے یا اس جگہ سے کوچ کرنے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔

سوال ایک دوسرے کو سلام کہنے کے متعلق حضور انور نے کون سی حدیث بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے شاملین جلسہ کو سلام کے متعلق توجہ دلاتے ہوئے یہ حدیث بیان فرمائی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ کون سا اسلام سب سے بہتر ہے آپؐ نے فرمایا ضرورت مندوں کو کھانا کھلاؤ اور ہر اس شخص کو جسے تم جانتے ہو یا نہیں جانتے، سلام کہو۔

سوال خطبہ کے آخر پر حضور انور نے شاملین جلسہ کو کن دعاؤں سے نوازا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جو اس جلسہ کے لئے دعائیں ہیں وہ حاصل کرنے والے ہوں اور ان مقاصد کو پورا کرنے والے ہوں جس کے لئے آپؑ نے جلسوں کا اجراء فرمایا تھا اور ان دنوں میں ہمیں دعاؤں کی بھی توفیق ملے اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کی بھی توفیق ملے۔ ☆☆

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 70 Thursday 25 - November - 2021 Issue. 47

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.800/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے واہ واہ اَے خطاب کے بیٹے عمر! تُو امیر المومنین ہے، اللہ کی قسم تُو ضرور اللہ سے ڈر ورنہ وہ تجھے عذاب دیگا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور دوسرے خلیفہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 19 رنومبر 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسلام قبول کرنے کے بعد صحابہ کی حالتوں میں جو انقلاب آیا اسکا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کیا اور دین کیلئے ہمت اور کوشش سے کام لیا تو نہ صرف خود اعلیٰ درجہ پر پہنچ گئے بلکہ دوسروں کو بھی اعلیٰ مقام پر پہنچانے کا باعث ہو گئے۔ وہ پیدا ہی صحابی نہیں ہوئے تھے بلکہ اسی طرح کے تھے جس طرح کے اَور تھے مگر انہوں نے عمل کیا اور ہمت دکھائی تو صحابی ہو گئے۔ آج بھی اگر ہم ایسا ہی کریں تو صحابی بن سکتے ہیں۔ اس ضمن میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مثال پیش کرتے ہوئے ان کے اسلام لانے کا ایمان افروز واقعہ بیان فرمایا۔

حضور انور نے فرمایا : حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خشیت الٰہی کے بارے میں روایت ہے، آپؓ فرماتے ہیں کہ اگر دریائے فرات کے کنارے کوئی بکری بھی ضائع ہو کر مر گئی تو مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے قیامت کے دن اس کے بارے میں سوال کریگا۔

حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ مَیں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا، وہ کہتے تھے واہ واہ اَے خطاب کے بیٹے عمر! تُو امیر المومنین ہے۔ اللہ کی قسم تُو ضرور اللہ سے ڈر ورنہ وہ تجھے عذاب دیگا۔

حضرت عمر کی انگوٹھی پر یہ جملہ کندہ تھا کہ کَفٰی بِالْمَوْتِ وَاعِظًا یَا عُمَرُ کہ اَے عمر واعظ ہونے کے لحاظ سے موت کافی ہے۔ یعنی اگر انسان موت کو یاد رکھے تو یہی نصیحت اس کے لئے کافی ہے۔

پرانے خدمت کرنیوالوں اور قربانی کرنیوالوں کا حضرت عمر کس طرح خیال رکھتے، اس بارے میں روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اہل مدینہ کی کچھ عورتوں کو اوڑھنیاں تقسیم کیں۔ ایک اچھی اوڑھنی بچ گئی۔ کسی نے کہا اَے امیر المومنین آپ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس بیٹی کو دیں جو آپ کے پاس ہے۔ اسکی مراد حضرت علی کی بیٹی حضرت ام کلثوم تھیں۔ حضرت عمر نے کہا ام سلیط اس کی زیادہ حق دار ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی اور جنگ احد کے دن ہمارے لئے مشکیں اٹھا کر لاتی تھیں۔

قربانی کرنے والوں کے قریبیوں کو بھی حضرت عمر نوازتے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے، حضرت عمر بازار میں تھے کہ ایک جوان عورت پیچھے سے آ ملی اور کہنے لگی اَے امیر المؤمنین میرا خاوند فوت ہو گیا اور چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گیا ہے۔ میرے پاس کچھ نہیں ہے اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں ان کو قحط سالی نہ کھا جائے اور میں خفاف بن ایما غفاری کی بیٹی ہوں اور میرے والد حدیبیہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے۔ حضرت عمر یہ سن کر ٹھہر گئے اور کہا واہ واہ بہت نزدیک کا تعلق ہے۔ اس کے بعد حضرت عمر نے واپس جا کر ایک مضبوط اونٹ لیا جو گھر میں بندھا تھا اور دو بوریاں اناج سے بھریں اور ان پر لا دیں اور ان کے درمیان سال بھر کے خرچ کے لئے مال اور کپڑے بھی رکھے پھر اس اونٹ کی نکیل اس عورت کے ہاتھ میں دے دی اور کہا اسے لے جاؤ۔ یہ ختم نہیں ہوگا کہ اللہ تمہیں اور دیگا۔

بوڑھی اور معذور اور ضرورتمند عورتوں اور لوگوں کا کس طرح خیال رکھا کرتے تھے اس بارے میں روایت ہے۔ حضرت طلحہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر باقاعدگی سے ایک گھر میں جاتے تھے۔ ایک دن حضرت طلحہ نے اس گھر میں جا کر دیکھا تو وہاں ایک نابینا بڑھیا بیٹھی ہوئی تھی۔ حضرت طلحہ نے اس سے پوچھا جو شخص تیرے پاس رات کو آتا ہے وہ کیا کرتا ہے؟ بڑھیا نے جواب دیا وہ کافی عرصہ سے میری خدمت کر رہا ہے اور میرے کام کاج کو ٹھیک کرتا ہے اور میری گندگی دور کرتا ہے۔ یہ سن کر حضرت طلحہ نے ندامت سے اپنے آپ کو کہا اَے طلحہ تیری ماں تجھے کھوئے کتنے افسوس کی بات ہے کہ تُو عمر کی لغزشوں کی کھوج میں ہے یہاں تو معاملہ ہی کچھ اور ہے۔

حضرت عمر لوگوں کے حال احوال معلوم کرتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ آپؓ ایک ایسے خیمے میں پہنچے جس میں ایک بڑھیا تھی۔ آپؓ نے اس سے حال دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ خدا عمر کو میری طرف سے جزائے خیر نہ دے۔ آپؓ نے فرمایا تجھ پر افسوس، تم ایسا کیوں کہتی ہو؟ اس نے کہا کہ جب سے وہ خلیفہ ہوا ہے آج تک مجھے اس کا کوئی عطیہ نہیں ملا نہ کوئی دینار نہ درہم۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ عمر کو تیرے حال کی خبر کیسے ہو سکتی ہے؟ اس نے کہا سبحان اللہ، میں گمان نہیں کرتی کہ کوئی لوگوں پر والی بن جائے اور اسکو یہ خبر نہ ہو کہ اس کے آگے مشرق و مغرب میں کیا ہے۔ تو عمر روتے ہوئے اسکی طرف متوجہ ہوئے اور یہ کہہ رہے تھے کہ ہائے عمر ہائے کتنے دعویدار ہونگے ہر ایک تجھ سے زیادہ دین کی سمجھ رکھنے والا ہے اَے عمر۔ پھر حضرت عمر نے اس بڑھیا سے کہا کہ مَیں عمر کو جہنم سے بچانا چاہتا ہوں، تُو اپنی مظلومیت کے حق کو اسکے ہاتھ کتنے میں بیچتی ہے۔ اس نے کہا کہ ہم سے مذاق نہ کر۔ حضرت عمر نے فرمایا یہ مذاق نہیں ہے۔ حضرت عمر اس سے اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ اس کے حق مظلومیت کو پچیس دینار میں خرید لیا۔

اولاد کا رشتہ دیکھنے کے لئے لوگ کیا معیار رکھتے ہیں اور حضرت عمر کا کیا معیار تھا اس بارے میں ایک روایت ہے کہ حضرت عمر ایک بار مدینہ کے اطراف میں پھر رہے تھے کہ استراحت کی غرض سے ایک دیوار سے سہارا لیا۔ اندر سے آواز آرہی تھی، ایک بڑھیا اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی کہ اُٹھ اور دودھ میں پانی ملا دے۔ لڑکی نے کہا آپ نہیں جانتیں کہ امیر المومنین کے منادی نے یہ اعلان کر دیا ہے کہ دودھ میں پانی نہ ملایا جائے۔ ماں نے کہا نہ اس وقت امیر المؤمنین موجود ہے اور نہ اس کا منادی۔ لڑکی نے کہا کہ خدا کی قسم یہ بات تو ہمارے لئے مناسب نہیں ہے کہ سامنے تو ہم ان کی اطاعت کریں اور خلوت میں نافرمانی کرنے لگیں۔ حضرت عمر یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور اپنے ساتھی اسلم سے جو اس وقت آپ کے ساتھ تھے فرمایا کہ اَے اسلم اس مکان پر نشان لگا دو۔ دوسرے دن آپ نے کسی کو بھیجا اور اس لڑکی کا رشتہ اپنے بیٹے عاصم سے کر دیا۔ اس سے عاصم کی ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز اسی لڑکی کی اولاد میں سے تھے۔

ایک روایت میں ہے، سلمٰی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بازار سے گزر رہا تھا کہ حضرت عمر اپنے کسی کام سے وہاں سے گزرے، آپ کے ہاتھ میں کوڑا تھا۔ آپؓ نے کہا اَے سلمٰی رستہ سے ہٹ کر چلا کرو پھر مجھے ہلکا سا کوڑا مارا لیکن کوڑا میرے بدن پر نہیں بلکہ میرے کپڑے کے کنارے پر لگا۔ ایک سال بعد پھر میری ملاقات آپؓ سے بازار میں ہوئی۔ آپؓ نے فرمایا اَے سلمٰی کیا اِس سال حج کو جانے کا ارادہ ہے۔ میں نے کہا ہاں اَے امیر المؤمنین۔ پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے گھر لے گئے اور ایک تھیلے میں سے چھ سو درہم مجھے دیئے اور فرمانے لگے اے سلمٰی اِس کو اپنی ضروریات میں استعمال کرلو اور یہ اُس کا بدلہ ہے جو ایک سال پہلے میں نے تمہیں کوڑا مارا تھا۔ سلمی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اللہ کی قسم امیر المؤمنین میں یہ بات بالکل بھول چکا تھا اور آج آپ نے یاد کروائی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بھی دیکھا کرتے تھے کہ بازار کی قیمتیں ایسی ہوں جن سے کسی بھی فریق کے شہری حقوق متاثر نہ ہوں۔ حضرت عمر کی قبولیت دعا کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا :

حضرت عمر کے دور خلافت میں ایک بار لوگ سخت قحط میں مبتلا ہوئے تو حضرت عمر لوگوں کے ساتھ نماز استسقاء کے لئے نکلے، نماز استسقاء پڑھائی اور اپنے ہاتھ کو دُعا کے لئے اُٹھایا۔ ابھی آپ دعا مانگ کر اپنی جگہ سے پیچھے نہیں ہوئے تھے کہ بارش شروع ہوگئی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک دفعہ قیصر کے سر میں شدید درد ہوا اور باوجود ہر قسم کے علاج کے اسے آرام نہ آیا۔ کسی نے اسے کہا کہ حضرت عمر کو اپنے حالات لکھ کر بھجوادیں انکی دعا سے تمہیں ضرور شفاء حاصل ہو جائیگی۔ اس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اپنا سفیر بھیجا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ایک پرانی ٹوپی جس پر جگہ جگہ داغ لگے ہوئے تھے اور جو میل کی وجہ سے کالی ہو چکی تھی اسے تبرک کے طور پر بھجوادی۔ اس نے جب یہ ٹوپی دیکھی تو اسے بہت بُرا لگا۔ اُس نے ٹوپی نہ پہنی مگر خدا تعالیٰ یہ بتانا چاہتا تھا کہ تمہیں برکت اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ اسے اتنا شدید دردِ سر ہوا کہ اس نے اپنے نوکروں سے کہا وہ ٹوپی لاؤ جو عمر نے بھجوائی تھی تا کہ میں اسے اپنے سر پر رکھوں۔ چنانچہ اس نے ٹوپی پہنی اور اس کا درد جاتا رہا۔ چونکہ اسے ہر آٹھویں دسویں دن سر درد ہو جایا کرتا تھا اس لئے پھر تو اس کا یہ معمول ہو گیا کہ وہ دربار میں بیٹھتا تو وہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی میلی کچیلی ٹوپی اس نے اپنے سر پر رکھی ہوئی ہوتی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ نشان جو خدا تعالیٰ نے اُسے دکھایا اس میں ایک اور بات بھی مخفی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی قیصر کے پاس قید تھے اور اس نے حکم دیا تھا کہ انہیں سؤر کا گوشت کھلایا جائے۔ وہ فاقے برداشت کرتے مگر سؤر کے قریب نہیں جاتے تھے۔ گو اسلام نے یہ کہا ہے کہ اضطرار کی حالت میں سؤر کا گوشت کھالینا جائز ہے مگر وہ کہتے تھے کہ میں صحابی ہوں میں ایسا نہیں کر سکتا۔ جب کئی کئی دن کے فاقوں کے بعد وہ مرنے لگتے تو قیصر انہیں روٹی دے دیتا۔ جب پھر انہیں کچھ طاقت آ جاتی تو وہ پھر کہتا کہ انہیں سؤر کھلایا جائے۔ اس طرح نہ وہ انہیں مرنے دیتا نہ جینے۔ کسی نے اسے کہا کہ تجھے یہ سر درد اس لئے ہے کہ تو نے اس مسلمان کو قید رکھا ہوا ہے اور اب اس کا علاج یہی ہے کہ تم عمر سے اپنے لئے دعا کراؤ اور ان سے کوئی تبرک منگواؤ۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ٹوپی بھیجی اور اس کے درد میں افاقہ ہو گیا تو وہ اس سے اتنا متاثر ہوا کہ اس نے اس صحابی کو بھی چھوڑ دیا۔ اب دیکھو کہاں قیصر ایک صحابی کو تکلیف دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی سزا کے طور پر اس کے سر میں درد پیدا کر دیتا ہے کوئی اور شخص اسے مشورہ دیتا ہے کہ عمر سے تبرک منگواؤ اور ان سے دعا کرواؤ۔ وہ تبرک بھیجتے ہیں اور قیصر کا درد جاتا رہتا ہے۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ اس صحابی کی نجات کے بھی سامان کر دیتا ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اس پر ظاہر کر دیتا ہے۔

خطبہ کے آخر پر حضور انور نے فرمایا تھوڑا سا ذکر ابھی باقی ہے جو انشاء اللہ آئندہ بیان ہوگا۔ ☆☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad